DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226034

UNIVERSAL
LIBRARY

حیات وارث

یعنی

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

اعلیٰ حضرت سلطان الاولیا مولانا و مرشدنا حضرت حافظ حاجی سید
وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے حالات و واقعات حیات

جس کو

جناب مولوی مرزا محمد منعم بیگ صاحب وارثی فتحپوری نے مرتب فرمایا

اور

خاکسار حکیم برہم نے اپنے اہتمام سے

مطبع حکیم برہم واقع شہر گورکھپور مین چھپوایا

مرزا محمد منعم بیگ صاحب نے شایع کیا

بار اول ایکہزار جلد

قیمت فی جلد (عہ)

انتساب

اس کتاب کا انتساب مین اپنی دلی محبت و عقیدت سے اپنے دینی بھائی عالیجناب مولوی سیّد شرف الدین صاحب بہادر جج ہائیکورٹ پٹنہ کے نام پر کرتا ہون۔

اس لیے کہ ہمارے دینی بھائیون مین آنریبل مولوی سیّد شرف الدین صاحب بہادر سے پیر پرست اور عقیدت شعار بہت کم افراد ہین اور مجھکو امید ہے کہ اس انتساب سے اعلیحضرت پیر و مرشد مولانا و سیّدنا حافظ حاجی سیّد وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی روح پاک بھی مسرور ہوگی۔

عقیدت کیش

مرزا محمد منعم بیگ وارثی

صحت نامہ اغلاط حیات وارث حصہ اول

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
اِنَّ اللّٰہ مَعَ الصّٰابِرِیْن ط		۱۷	۴۱
ملاؤلی	ملانوان	۱۵	۴۷
کندھیالال صاحب وکیل علیگڈھ	کندھیالال صاحب	۱	۴۸
عاشقون مین ہین	عاشقون ہین	۷	۵۴
ملاؤلی	ملاوان	۳	۸۶
دونون وقت صاحب	دونون صاحب	۱۱	//
ملاؤلی	ملاوان	۴ و ۱۰	۹۷
تہبند پکڑا کر	تہبند پکڑ کر	۱۷	۱۰۷

صحت نامہ اغلاط حیات وارث حصہ دوم

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
تیرہ روز	تین روز	۷	۷
ملاؤلی	ملانوان	۵	۱۳

اطلاع عام

حصۂ اول کے صفحات ۱۰۳- اور ۱۰۷- اور حصۂ دوم کے صفحہ ۲ پر جو غزلین درج ہین وہ ہمارے مکرم مولوی حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی دامت برکاتہم کی ہین جو سلسلۂ وارثیہ کے ایک بہت بڑے نامور اور عشاق اعلیحضرت مین شہرۂ آفاق ہین - آپ کے کلام اور زبان کا ہر شخص مداح اور خوش بیانی کا شیدا ہے -

بجاے بیدم کے منعم کا اندراج غلط ہو گیا ہے اور تذکرہ وفات مین صفحہ ۴ - ۶ - اور ۵ - ۶ مین چند سطور نثر کے بھی جناب ممدوح کی بتبرکاً لے لیے گئے ہین -

خادم منعم بیگ وارثی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

حیاتِ وارث

مرتبہ

جناب مولوی مرزا محمد منعم بیگ صاحب وارثی فتحپوری

باہتمام خاکسار حکیم برہم

مطبع حکیم برہم واقع شہر گورکھپور مطبوع گردید

رقمہ علی حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ کتاب

ما چاکر آنیم کہ دل بربایند — یا دل بہ کسے دہد کہ جان آساید
آنکس کہ نہ عاشق و نہ معشوق است — در ملکِ خدا اگر نباشد۔ شاید

میری آنکھ جب کھلی تو مین نے آسمانی چاند اور سورج کو جس طرح اپنے گھر پر تابان پایا۔ اُسی طرح ایک آفتابِ ولایت سے بھی اپنا گھر منور دیکھا۔

غدر کے بعد ہمارے گھرون کی حالت لٹے ہوے قافلے کی سی تھی۔ نہ رسالداری باقی رہی تھی۔ نہ فوجی قوت۔ گھر کی دولت اور مال و اسباب ہاتھی۔ گھوڑے ۱۸۵۷ع کی بھگدر کے بعد خدا جانے کیا ہوے کہان گئے۔ مان باپ سے ثروت و دولت خاندان کا حال سُنکر جی افسردہ ہو جاتا تھا۔ مگر ہمارے خاندان کے مردون اور عورتون کا دل بشاش اور چہرے روشن نظر آتے تھے۔ اُنکو ہم نے

کبھی افسردہ اور غمگین نہین دیکھا۔ اسنکے جذبات اورحال مین جوش اوردلی ولولون مین حیرت انگیز ذوق وشوق نظر آتا تھا۔ افلاس اور تنگدستی کی شکایت نہ کسی کی زبان پر۔ نہ کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت پر نوحہ خوانی۔ گو ہماری عمرین کم تھین تاہم اسقدر ضرور سمجھ آچکی تھی کہ ہم اس قناعت اور بے غمی کا سبب دریافت کر سکتے تھے ان سب کلفتون پر صبر واستغنا کا سبب اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ آفتاب ولایت ہمارے دلون پر ایک ایسی روشنی ڈال رہا تھا جس سے قناعت وصبر اور توکل کا نمو تھا اور لالچ اور دنیا کی طمع کے خس وخاشاک جلکر خاکستر ہو چکے تھے۔

جب وہ بچپن کا زمانہ مجھے یاد آتا ہے تو میری حالت پہرون خراب رہتی ہے وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ جب ہم یہ خبر پاتے تھے کہ آج جناب حاجی صاحب رح تشریف لانے والے ہین۔ چار بجے سے اُٹھکر دو دو کوس پیشوائی کو نکلجاتے تھے۔ اور جب وہ روے انور نظر آتا تو ساری دنیا کی دولت ملجاتی تھی۔ وہ زمانہ اس سمجھ بوجھ کا نہین ہوتا کہ فقر کیا ہے۔ توکل کسکو کہتے ہین۔ ہر چیز کو نو عمر بچے تماشے کی نظر سے دیکھتے ہین اور تمام دنیا کو ایک تماشہ گاہ جانتے ہین۔ مگر مین اپنے دل کا حال نہین کہتا۔ اپنے تمام خاندان کا حال بیان کرتا ہون کہ میرے جتنے ہم سن اور کمسن بھائی تھے سب کے دلون پر جناب حاجی صاحب کا قبضہ تھا اور سب کے دلون سے دنیا کی محبت گویا سلب کر لی تھی۔

میرے ہم سن جتنے ماموں زاد اور خالہ زاد بھائی تھے۔ اُنہین نے مجھے خاص طور پر

پڑھنے لکھنے کا شوق نہ تھا۔ اور جناب حاجی صاحب کے خیال کے سوا کوئی دوسرا خیال بھی نہ آتا تھا۔ کاغذ کے پھول بناتا اور اُنکے گلدستے تیار کر کے جناب حاجی صاحب کے سامنے پیش کرتا۔ حضرت بہت خوش ہوتے اور اکثر میری پیٹھ پر گھونسے مارا کرتے۔ کیونکہ فرط محبت اور جوش کے عالم مین اعلی حضرت ایسا کیا کرتے تھے۔ اور جب کسی کی پیٹھ پر ایک دو گھونسے مار کر اسکو سینے سے لپٹا لیتے تو معلوم ہوتا کہ خدا جانے کیا دولت کونین اسوقت مِل گئی ہے۔

حضرت کا یہ خلوص اپنے اکثر جان نثار مریدون کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ اس فرط محبت کا مزا وہی لوگ جانتے ہین جن پر یہ حالت گزر چکی ہے۔

بہت دنون کے بعد میری سمجھ مین یہ بات آئی کہ مجھے حضور کے سوا کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوتی اور کسی کام مین دل نہین لگتا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ میرا سلسلہ نسب حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے ملتا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی چھٹی پشت مین ہم اور ہمارے چچازاد بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب قبلہ ہین۔ اسیوجہ سے ہم دونون بھائیون کو اپنے پیر و مرشد کا سچا عشق اور دلی محبت ہر وقت جوش دلاتی رہتی ہے اور روحانی فیوضات کا سلسلہ ہم لوگون سے منقطع نہین ہوا۔

اس مختصر تمہید کے بعد یہ کہنا چاہتا ہون کہ جناب حاجی صاحب قبلہ اپنے وقت اور اپنے زمانے کے ایک روشن آفتاب صدق و صفا تھے۔ دنیا کسیوقت اولیا اللہ سے خالی نہین رہتی۔ مگر جس طرح رسولون اور نبیون کی بعثت اکثر اپنی

قوم کے لیے ہوا کی ہے - اسی طرح اولیاء اللہ کی ولایت بھی مخصوص و مشخص مقامات کے لیے ہوتی رہی ہے - لیکن چند نفوس قدسیہ ایسے بھی گذرے ہین جنکی ولایت تمام عالم کے لیے تھی - اور یہ سنت ایسے اُلوالعزم ولیون کو حضرت رسول خدا صلعم سے ملی ہے - ہمارے حضور انور صلعم تمام عالم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوے تھے - پھر حضور کے متبع کیون اس سنت سے محروم رکھے جاتے -

حاجی صاحب بھی تمام دنیا کی ہدایت کے لیے پیدا کیے گئے تھے - اس لیے کہ جب غور کیا جاتا ہے تو کوئی ایسا ملک نظر نہین آتا جہان جناب حاجی صاحبؒ تشریف نہ لے گئے ہون اور بندگان خدا کو توحید و رسالت کی ہدایت نہ کی ہو - اگر غور کیا جائے تو ہر قوم اور ملت مین لاکھون فرد ایسے نکلین گے جو جناب حاجی صاحب کے مرید اور مخلص ہین - یورپ اور ایشیا کی ہر سلطنت مین جناب حاجی صاحب تشریف لے گئے اور اپنے فیض سے وہان کے باشندون کو فائدہ پہونچایا - صرف یہی ایک ایسی خصوصیت اور اولیت ہے جسکی وجہ سے جناب حاجی صاحب کا مرتبہ اور درجہ پہچانا جاسکتا ہے اور ہم آفتاب ولایت کہتے ہین -

جناب حاجی صاحبؒ کی ابتداے زندگی کے حالات گو زیادہ اشاعت مین نہین آئے - مگر ایسے بھی نہین کہ جو معلوم نہ ہو سکین - ان حالات پر نظر کرکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب حاجی صاحب خلقی ولی تھے - زہد و ریاضت اور کسب سے یہ درجہ حاصل نہین کیا - زہد و ریاضت طریق مسنون ہے - اسواسطے اُس سُنت کی

تکمیل کرنی بھی فرض تھی۔ اسواسطے یہ ظاہری سنت بھی ادا کی۔

جناب حاجی صاحب کے سوانح و حالات لکھنے کے لیے کسی زبردست عالم اور صاحب دل و فاضل کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ ان مراتب عالیہ کو سمجھنا اور اپر تنقیحی نظر ڈالنا میرا کام نہین۔ ایاز قدر خود بشناس۔

مین اپنی حالت اور اپنی لیاقت کا حال بخوبی جانتا ہون۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسی ذات ستودہ صفات کے سوانح نگار کو کیسا قابل اور لائق ہونا چاہیے خصوص بحر تصوف کا غواص ہونا۔ اور یہان غواصی کیا۔ مجھکو اس بحر ناپیدا کنار کے ساحل پر بھی جانے کی نوبت نہین آئی۔ تصوف اور علمیت کے جاننے پر بھی میری رائے یہ ہے کہ جناب حاجی صاحب کے مدارج و مراتب عالیہ کا دریافت کرنا اور اُسپر تبصرہ بہت مشکل کام ہے۔ جب میری بے بسی اور تنگ ظرفی کا یہ حال ہے تو میرا سوانح لکھنا حماقت ہی حماقت ہے۔ مگر اس خیال سے کہ اپنے بچپن سے تا دم وصال جو کچھ مین نے اپنی ظاہرین آنکھون سے دیکھا ہے وہ بھی اگر نہ لکھا جائے تو دلی جذبات کا تقاضا عمر بھر باقی رہیگا اور اُس محبت اور الفت کا نتیجہ اگر نہ دکھلایا جائے جو مجھے اُس ذات مجمع صفات کے ساتھ ہے تو دنیا کیا کہیگی۔ اس لیے مین نے اُن ظاہری حالات و واقعات کو قلمبند کرنے کی فکر کی۔ یہ تو میری ذاتی اور دلی تمنا تھی۔ مگر زیادہ اصرار میرے عزیزون اور دوستون کا تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ مین نے ابتک جو کچھ کیا ہے وہ یہی،

کہ ہوش سنبھال کر جناب حاجی صاحب رح کی ہدایات اور ارشاد کو نقش دل بنایا اور اپنی رگون کے خون مین یہی جذبات بھر رکھے ہین۔

مگر سب سے زیادہ اس کام مین زور دینے والے اور مجھے آمادہ کرنے والے میرے دینی بھائی جناب مولوی سید **شرف الدین** صاحب بہادر جج ہوے ایک گران قدر مالی امداد موصوف نے عطا فرمائی۔ اور اسکے سوا اپنے مشاہدے کے حالات و واقعات خود لکھکر عنایت کیے۔ میرے ان بھائی کو حضرت پیر و مرشد برحق سے عشق تھا اور اب تک باقی ہے۔ مین اُنکی حالت ذوق و شوق کا ذکر نہ کرون گا۔ اِس لیے کہ ؎

ذوق این بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

صرف اسیقدر کہون گا کہ وہ ہر وقت اس محبت کے نشہ مین سرشار رہتے ہین اور اُنکی بیخودی مین جو مزا مجھے ملتا ہے اُسکو مین ہی جانتا ہون واللہ ثم باللہ ؎

ذوق این بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

میرے برادر معظم جناب حکیم **محمد یعقوب بیگ** صاحب قبلہ کے ذوق و شوق اور دلی جذبات اس خاص تحریک مین جان ڈالنے والے تھے جنکی بیحد کوشش اور سعی سے مین اس لائق ہوا کہ یہ کتاب مرتب کر سکا۔

مخدرہ عظمی جناب **عائشہ بی بی** صاحبہ رئیسہ گیا۔ اور جناب مولوی غنی حیدر صاحب رئیس گیا کا بھی شکر گذار ہون۔ کہ اس کتاب کے چھپوانے مین

مالی امداد دیکر نہ صرف داخل حسنات ہوے بلکہ میرے سر سے کیسقدر بار بھی ہلکا کر دیا۔

آخر مین مجھے اپنے محسن و تاج برطانیہ کے درخشندہ گوہر عالم علوم مشرقیہ و مغربیہ عالی جناب مسٹر آر۔ پی۔ ڈیوہرسٹ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ و سشن جج گونڈہ کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے کہ حضور ممدوح نے حیات وارث کی اشاعت مین اپنی جیب خاص سے امداد فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی ممدوح علوم مشرقیہ کے بہت بڑے فاضل ہین اس لیے ایسے کامون مین ہمیشہ اظہار دلچسپی فرماتے ہین۔

قبل اسکے کہ اس کتاب کے ناظرین اصل کتاب کا ورق اُلٹین ایک گزارش کر دینا مناسب خیال کرتا ہون ؂ دو حرف ہین کچھ ایسی بڑی داستان نہین ✦ اس کتاب مین مین نے وہ حالات و واقعات زیادہ لکھے ہین جو اپنی آنکھ سے دیکھے ہین۔ اور ایسے واقعات بھی درج ہین جو کسی معتبر اور خاص شخص یا اشخاص پر گذرے ہین اس لیے اُن مشاہدات عینیہ پر کسی قسم کی جرح اور اعتراض جن صحاب کو مقصود ہو وہ اتنا سمجھ لین ؂

مردانِ خدا۔ خدا نباشند　　　لیکن ز خدا۔ جدا نباشند

آج کل کی لڑائی مین جو عجائب و غرائب طلسماتی کرشمے نظر آتے ہین یہ سب طلسم ہوش ربا کے افراسیاب جادو کے طلسمات سے کم نہین ہین۔ مگر ان قصون کو محض اس لیے آپ جھوٹا کہتے ہین کہ اُنکا مشاہدہ آپکو نہین ہوا۔ اور لڑائی کے طلسمات کا

بھی گو مشاہدہ نہین ہوا۔ مگر رپورٹر کی خبرون کی تصدیق آپ کا قلب کرلیتا ہے۔
اب دو باتین قابل غور ہین۔ ایک تو یہ کہ مشاہدہ جس کو کسی واقعے کا ہوا اسکا بیان ہر طرح قابل تسلیم ہونا چاہیے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب علم ظاہری کی ترقی ایسے کرشمے پیدا کرسکی ہے تو علم ولایت کا کمال کیا کچھ نہین کرسکتا۔
ان باتون کے سمجھنے کے لیے عقل سلیم کی ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانون مین ایسے ہزارون بندگان خدا موجود اور عقل سلیم سے کام لیتے ہین۔
اب مین اصل مقصد کے آغاز کے قبل اپنا مدعاے دلی عرض کرتا ہون ؎

اے خامۂ خوشنوا سنبھلنا
اس راہ مین سر جھکا کے چلنا

دیکھ اے دل بیقرار و بیتاب
ملحوظ رہین یہان کے آداب

ہشیار مرے مچلنے والے
یان چلتے ہین سر سے چلنے والے

ہے منع یہان بلند آواز
ہر بات ادا ہو صورت راز

سب حال اشارون مین ادا ہو
یان نالہ بھی ہو تو بے صدا ہو

ہے جلوہ فزا وہ شاہ کونین
بے چین دلون کو جس سے ہی چین

دلدار و انیس خستہ حالان
فریادرس شکستہ حالان

مرہم نہ زخم دلفگاران
تسکین دہ جان بیقراران

غمخوار یہی ہے غم زدون کا
حامی ہے یہی ستم زدون کا

فریاد کی ہے یہان رسائی
ناشاد کی ہے یہان رسائی

وہ کون ہے جسنے آہ کی ہو — اور اُسکو مرادیان نہ دی ہو
ہین سب کے یہ داد دینے والے — مُنھ مانگی مراد دینے والے
محروم عطاے شہ رہا کون — مایوس یہان سے پھر گیا کون
یان کہتے نہین کبھی پھر آنا — کب چاہین یہ دربدر پھرانا
کیا دست کریم کی عطا ہے — دیکھو جسے وہ بھرا پُرا ہے
بندے تو ہون کیا عطا سے محروم — دشمن بھی نہین سخا سے محروم
ہے وقت دعا نہ ہو تو مضطر — اِس ہاتھ سے گہ قدم پکڑکر
مقبول مرا کلام ہو جائے — وہ کام کرون کہ نام ہو جائے
ڈوبون تو مجھے نکال لینا — پھسلے جو قدم سنبھال لینا
ہر وقت رہے تری عطا ساتھ — پھیلین نہ کسی کے آگے یہ ہاتھ
مجھپر نہ پڑے کبھی کچھ اُفتاد — ہر لحظہ سپر ہو تیری امداد
شیطان مرے دل پہ بس نہ پائے — دشمن کبھی دست رس نہ پائے
گر مجھکو گرائے لغزش پا — تو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لینا
غم دل نہ مرا دُکھانے پائے — صورت نہ الم دکھانے پائے
دم بھر نہ اسیر بیکسی ہون — مجبور نہ ہون کہ وارثی ہون

مداح کو مدح کا صلہ دے
بگڑے ہوئے کام سب بنا دے

۷۸۶

یا وارث

خاندان۔ پیدایش۔ تعلیم۔ سفر

اعلیٰ حضرت پیر و مرشد برحق مولانا و سیدنا حاجی حافظ سید **وارث علی** شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز سید حسنی الحسینی ہین۔ نیشاپور قدیم وطن تھا حضرت کے مورث اعلیٰ جناب سید **اشرف علی** ابی طالب صاحب نیشاپوری ہندوستان تشریف لائے اور قصبہ سول پور ضلع بارہ بنکی مین قیام فرمایا۔ کچھ دنون کے بعد حضرت کے جد امجد جناب سید **عبدالاحد** صاحب سول پوری دیوے چلے آئے۔ اور یہان کی زمینداری کا بڑا حصہ آپ ہی کا تھا۔ بوجہ طوالت اور بضرورت ہونے کے تعلقہ اور زمینداری اور دنیاوی جاہ و منصب کے تاریخی واقعات کو راقم سطور ترک کرتا ہے اس لیے کہ یہ چیزین ہمارے حضرت پیر و مرشد کی ذریعہ امتیاز و فخر مباہات نہین تھین ٭

حضرت پیر و مرشد کے والد ماجد جناب سید **قربان علی** شاہ صاحب ایک

بڑے زمیندار کی حیثیت سے دیوے مین رہتے تھے۔ اور یہ سعادت قصبہ دیوے کی قسمت مین لکھی ہوئی تھی کہ حضرت امام الاولیا کا مولد و مسقط الراس وہ قرار پایا۔

ابھی حضرت پیرومرشد منصۂ شہود پر جلوہ افگن نہین ہوے تھے کہ حضرت کے والد ماجد نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ جب حضرت قدس عالم وجود مین آئے اُس وقت تک بارہ سو تیئیس سال آنحضرت صلعم کی ہجرت کے گزر چکے تھے۔ آپ کے بچپن کے حسن و جمال کی تعریف اس لیے ترک کرتا ہون کہ وصال کے وقت تک حضور کے حُسن کی کرشمہ سازیون کا تمام عالم معترف رہا۔ اور یہ بڑی صفت انسان کی ہے اَللّٰہ جمیلٌ ویحب الجمال ابھی حضور رشد کو نہ پہونچے تھے کہ جناب والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ اور اس طرح حضرت نے اپنے نانا سرور دوجہان رسول خدا صلعم کی پوری سنت ادا فرمائی۔

جب حضور کا سن پانچ سال کا ہوا تو مکتب نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ اور ایک مولوی صاحب اُس وقت کے دستور کے موافق دروازے پر پڑھانے کے لیے مقرر کیے گئے۔ مگر حضرت نے قرآن پاک کے سوا کوئی کتاب درسی نہین پڑھی۔ مولوی صاحب کو گھر سے زر و مال لاکر دیدیتے تھے اور مولوی صاحب اُسکے لالچ کیوجہ سے نہ خود کچھ کہتے تھے نہ کسی مربی او نگران سے تذکرہ کرتے تھے۔ حضور نے سات سال کی عمر مین قرآن پاک یاد فرمالیا تھا۔

اپنی تعلیم کی نسبت حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب کو غلہ گھی روپیہ

جو ملجاتا تھا لاکر دیدیا کرتے تھے کہ یہ ہمکو پڑھنے کی تکلیف نہ دین۔ اور مولوی صاحب ہم سے خوش رہا کرتے تھے۔

حضرت تعلیم اور رواج کی ترتیب سے سخت متنفر تھے۔ اور اسکا سبب یہ تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی رگ وپے مین عشق ومحبت کے جذبات نظر آتے تھے۔ کعبہ مکرمہ بالخصوص مدینہ منورہ کا نام سُنکر از خود رفتہ ہوجاتے۔ راتون کو میدانون مین نکلجاتے اور ہُو حق سے صرف کام رکھتے۔ اِس بیقراری اور اضطرار کا حال جب حضرت مولانا مولوی سید خادم علی شاہ صاحبؒ نے سُنا تو حضرت کو لکھنو اپنے پاس بُلالیا۔ حضرت سید خادم علی شاہ صاحبؒ ہمارے پیرومرشد کے رشتے مین بہنوئی ہوتے تھے اور سلسلہ قادریہ وچشتیہ کے سربرآوردہ صوفی اور صاحب نسبت بزرگ تھے فرط محبت سے اپنے عزیز بھائی کو تمام وکمال مراحل سلوک طے کرائے اور جب وقت رحلت آگیا تو ۱۳ صفر ۱۲۵۲ھ کو اپنے خاص حلقہ بگوش مریدان اخلاص کو طلب فرماکر سب کے سامنے حضرت پیرومرشد کو خاص خاص ہدایتین فرماکر دنیا سے حجاب کرلیا آخر کار تمام اصحاب کی رائے کے موافق حضرت پیرومرشد کے دستار خلافت باندھی گئی۔

اب ذوق وشوق کے بادل اُمنڈ امنڈ کر برسنے لگے اور سرور وانبساط کی ہوائین چلنے لگین دیار محبوب سے پیام وسلام آنے لگے ع قدمِ عشق بیشتر بہتر کی صدائین کانون مین ترنم ریزی کرنے لگین۔ انہین جذبات روحانی اور کیفیات گوناگون مین حضرت پیرومرشد نے ایک رات خواب دیکھا کہ جناب مولانا سید خادم علی شاہ

صاحب رح فرماتے ہین کہ "تم سفر کرو"

اب کیا تھا۔ اجازت پاتے ہی رخت سفر باندھا۔ یعنی متوکلا علی اللہ گیارہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ کو چل کھڑے ہوے۔

(حالات سفر)

پاپیادہ کوچ اور مقام فرماتے ہوے جے پور پہونچے۔ اُسوقت کے حکمران جناب مہاراجہ صاحب نے حاضر ہوکر مع رانی صاحب کے شرف قدمبوسی حاصل کیا اور مرید ہوکر دارین کی فلاح حاصل کی۔ ریاست جیپور سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ اجمیری رح کے آستانہ مبارک پر حاضر ہوکر کسب سعادت فرمایا۔

(لطیفہ)

حضرت پیرومرشد جب آستانہ خواجہ غریب نواز پر حاضری کے قصد سے اندر چلے تو پہلے ہی پھاٹک پر ایک خادم نے روکا اور کہا کہ صاحبزادے یہ مزار پاک مطہر و مقدس حضرت خواجہ صاحب کا ہے۔ آپ اس دلیری سے اندر جا رہے ہین کہ جوتہ تک پاؤن سے نہین اُتارا اسقدر بے ادب پا برہنہ اینجا کہ عجب درگاہ است حضور نے جوتہ اُتار کر پھینکدیا اور فرمایا کہ اگر یہ ایسی بُری چیز ہے تو آج سے ہم اسکو ترک کرتے ہین۔ اُس دن سے پھر حضور نے جوتہ کبھی نہین پہنا۔

آستانہ شریف کی حاضری جب پوری ہوچکی تو حضرت آگے بڑھے اور گجرات کے خطے کی سیر فرماتے ہوے بمبئی تشریف لائے۔ بمبئی مین بھی بڑے

بڑے ملک التجار مرید ہوے اور چند بیوزمین ہر طبقے کے لوگ شیدا اور جان نثار نظر آنے لگے لکھنؤ سے بمبئی تک جتنے بڑے بڑے شہرون مین گزر ہوا اُنکے باشندون مین لاکھون آدمی حلقۂ ارادت مین داخل ہوے۔ پیران پٹن اور بھکر مین دو دو چار چار دن قیام فرماکر مقدس مزارون کی زیارت فرمائی اور ان نفوس قدسیہ کے مرقدون پر فاتحہ پڑھا جنکا روحانی سلسلہ کبھی ختم نہوگا وہان عجائب و غرائب حالات و واقعات پیش آئے جنکا ذکر اسوجہ سے کہ طوالت ہوگی اور اس لیے بھی کہ بہت سے بے اعتقاد لوگون کے دل سوء اعتقاد سے اور زیادہ سیاہ ہون گے ترک کرکے سفر حجاز کے حالات شروع کرتا ہون

(جہاز کا واقعہ)

حضرت پیرو مرشد جس جہاز پر بیت اللہ شریف کو بمبئی سے روانہ ہوے اُسکے ناخدا محمد تقی تھے۔ جناب اقدس کو تین شبانہ روز کھانا کھانے کی نوبت نہین آئی۔ اور جہاز دفعتہً رُک گیا۔ ناخدا صاحب کو سخت پریشانی ہوئی۔ اُسی رات کو محمد ضیاء الدین صاحب ملک التجار نے خواب دیکھا کہ حضور پرنور جناب رسالتماب صلعم فرماتے ہین کہ اے ضیاء الدین تم آرام سے کھانا کھاتے ہو اور ہمسایہ کی خبر نہین لیتے۔ بیدار ہوکر تمام مسافران جہاز کی دعوت کردی۔ مگر حضرت پیرو مرشد برحق اپنی جگہ سے نہ اُٹھے دوسری رات کو پھر ملک التجار نے خواب دیکھا کہ حضور انور صلعم فرماتے ہین "تم تنہا خور ہو" ملک التجار صاحب نے بیدار ہوکر خیال کیا کہ کوئی ایسا غیور اور متوکل مسافر جہاز پر ہے جو دعوت عام مین شرکت سے عار رکھتا ہے۔ اُنھون نے پھر دعوت عام کی اور جب مسافر

دسترخوان دعوت پر آ گئے تو رجسٹر سے نام ملائے۔ حضور کا نام نامی جب دیکھا تو آپ کو موجود نہ پایا۔ تلاش سے حضور ایک گوشہ مین ملے۔ دیکھتے ہی محو جمال ہوگیا۔ اور بہت منت و سماجت سے دو تین لقمے حضور نے تناول فرمائے۔ اُسوقت جہاز چلنے لگا عدن اور جدے مین حضور نے تمام مزارون پر تشریف لے جاکر فاتحہ پڑھا۔ اور ۲۹ شعبان ۱۲۵۳ھ کو بیت اللہ شریف مین داخل ہوے اور ایام حج تک وہان قیام فرمایا

(روایت)

حضور پیر و مرشد یکم رمضان المبارک کو جب بیت اللہ شریف مین حاضر ہوے تو درکعبہ پر ایک صاحب سلوک بزرگ تشریف رکھتے تھے۔ حضور کو دیکھکر فرمایا کہ "بہت دیر آنے مین کی"۔ یہ کہکر اُن بزرگ نے دنیا سے رخصت فرمائی حضور نے اُنکی تجہیز و تکفین فرمائی۔ بیت اللہ شریف مین ساڑھے تین مہینے سے زیادہ حضور حاضر رہے اور یہان کسب و ریاضت سے بہت کچھ فائدہ خلق اللہ کو پہونچایا اور جب مدینہ طیبہ مین در دولت سرور کائنات صلعم پر حاضر ہوے تو مالامال ہو گئے۔ مدینہ طیبہ مین حضرت کی حالت جذب و سلوک جو کچھ رہی اُسکا اعادہ دشوار ہے۔ مدینہ منورہ مین ایک مدت تک قیام فرمانے کے بعد حضور اقدس بیت المقدس۔ شام۔ دمشق۔ بیروت۔ بغداد۔ کاظمین۔ نجف اشرف۔ کربلاے معلی کے سفر مین مدتون رہے اور ایران کے پایہ تخت اور اُسکے تمام بڑے شہرون مین مقیم رہ کر قسطنطنیہ تشریف لے گئے اور ایک مدت تک یورپی ترکی اور روس کی سیاحت مین رہے اور زمانہ

حج مین پھر بیت اللہ شریف تشریف لائے - اور بعد فراغت حج حبش اور افریقہ کی سیاحت فرمائی -

(احرام)

احرام باندھ کر اگر کسی نے پھر اپنا دنیاوی لباس نہین پہنا - تو وہ جناب حاجی صاحب قبلہ ہی ہین - ایک زمانہ جانتا ہے کہ یہ خصوصیت بارگاہ ایزدی سے آجتک کسی کو نصیب نہین ہوئی - ایک سچے عاشق خدا و رسول کی شناخت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ جب احرام باندھکر اپنی حالت عاشقانہ بنائی تو پھر اُسکو ترک کرنا کیسا - اور شاید دنیا مین احرام صحابۂ رسول اللہ صلعم اور بزرگان دین کے سوا اتنا اچھا اور بھلا بھی کسی پر نہ معلوم ہوا ہوگا - لاکھون بناؤ ہزارون سنگار تصدق اور نثار تھے - سبحان اللہ - سبحان اللہ - بلند بالا سرو قد سر سے پانون تک تمام اعضا سُڈول اور طلائی رنگ - آنکھین ایسی نہ دیکھین نہ سُنین ؎

اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

نورانی پیشانی - خوبصورت بھوین - چہرہ ماہتاب سے زیادہ روشن اور بے داغ - اِس حُسن خداداد پر شنگرفی - زرد - سیاہ - ماشی رنگ کا احرام لاکھون بناؤ پیدا کرتا تھا - ہزارون فقرا اب بھی احرام باندھتے ہین مگر نہ کوئی ایسا حُسن خداداد کھتا ہے نہ احرام کسی کے جسم پر بھلا معلوم ہوتا ہے - مگر اس عاشق صادق کی یہ زندہ کرامت ہے کہ ہزارون بلکہ لاکھون فقرا احرام بند نظر آتے ہین

اور قیامت تک اب یہ عشق ومحبت کی نشانی یا لباس شاہی دنیا سے مٹ نہین سکتا۔
اور ایک ولیت یہ بھی حضرت پیر ومرشد برحق کی ہے جسکی کوئی مثال دنیا مین نظر نہین آتی۔

(حاجی صاحب)

اسی طرح حاجی صاحب کا معزز خطاب درگاہ احدیت سے کسی کو نصیب نہین ہوا۔ کروڑون مسلمان حج کرتے ہین اور حاجی مشہور ہوتے ہین لیکن "حاجی صاحب" کا معزز لقب ہمارے پیر ومرشد کے سوا کسی حاجی کو نہین ملا۔ ہندوستان کے کسی حصے مین جائیے۔ جہان فقرا کا ذکر ہوگا تو حاجی صاحب سے صرف حضرت پیر ومرشد ہی مراد ہون گے۔ ہر طبقے مین یہان تک کہ حضرات صوفیاے کرام کے حلقون مین بھی حضور کا نام نہین سُنا جاتا۔ صرف حاجی صاحب سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ حضور کا ذکر مقصود ہے۔ یہ بھی ایک تصدیق اس امر کی ہے کہ حضور نے جب راہ خدا مین قدم رکھا اور ذوق وشوق سے تمام منزلین طے فرماتے ہوے منزل مقصود کے قریب پہونچے اور احرام باندھا تو خداوند تعالی نے احرام کی طرح حاجی صاحب کا بھی معزز خطاب مخصوص کر دیا۔

جوتہ اجمیر شریف مین ترک کیا تھا۔ پانوُن برہنہ ہو چکا تھا۔ سر بھی برہنہ ہوا۔ اور ایک ایسے راہ مولا کے عاشق صادق کے لیے حاجی کا لقب موزون نہوتا۔ توکس پر ہوتا۔ سبحان اللہ و مرحبا کی صدائین مقربان بارگاہ احدیت سے آنے لگین اور آسمان و زمین پر جناب حاجی صاحب کو مبارکباد اِس معزز خطاب پر دی گئی۔

(فرش خاک)

جناب حاجی صاحب جب کربلاے معلی مین حاضر ہوے اور دیکھا کہ یہان کچھ اور ہی سامان ہے۔ سچے عشق ومحبت کے بحرذخار کے تلاطم عظیم کے امواج فلک لافلاک تک جاتے ہین اور بام عرش سے ہر وقت یہ صدا آتی رہتی ہے ؎

کشتگان عشق را از غیب جانے دیگر ست

یہان سے زیادہ کسی جگہ عشق وعاشقی کے راز ونیاز نظر نہین آتے اور ایک سچے عاشق اور سرفروش محبت کرنے والے کو اگر دیکھنا ہو تو رسول اللہ صلعم کے نواسے کو دیکھو۔ اور اگر یہ دیکھنا ہو کہ عاشق صادق کس طرح جانچا جاتا ہے اور کس طرح مصائب وآلام مین گرفتار ہو جاتا ہے تو دشت کربلا کے ان مظالم اور مصائب کو یاد کرو جو دس دن تک ایک عاشق جانباز پر نازل ہوتے رہے۔ دنیا کی تاریخ نہین تبلا سکتی کہ ایسے مصائب اور اس نوعیت کے ظلم کسی پر ہوے ہین۔ رضا وتسلیم۔ صبر وشکر کی تاریخ دیکھتے ہو تو صرف اہلبیت اطہار علیہم السلام کی نورانی اور مقدس صورتین دیکھو اور انمین بھی خاص طور پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات مقدس نمایان نظر آئے گی۔ یہ صبر وشکر۔ یہ رضا وتسلیم کسے نصیب ہوتے ہین۔ ملائکہ نے جب خداے پاک سے عرض کیا کہ ایسی ذات کو تو پیدا کرنے والا ہے جسکی وجہ سے کشت وخون اور فساد روے زمین پر ہوگا۔ تو اللہ تعالے نے جواب دیا کہ تم نہین جانتے جو مین جانتا ہون یہ ارشاد باری تعالی بہت سچا اور درست تھا۔ ملائکہ کو ہزارون سال کے بعد معلوم ہو ہوا ہوگا

کہ یہ رضا و تسلیم اور صبر و شکر کسی فرشتے سے بھی ممکن ہے۔ ؎

فرشتے بھی دیکھین تو کھلجائین آنکھین — بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہین

حضور حاجی صاحب نے مرقد انور مین جب اپنے جد امجد کو آرام و راحت سے دیکھا تو اُسوقت دنیا نظر مین بالکل ہیچ ہوگئی اور عہد فرمالیا کہ آج سے پلنگ یا تخت پر سونا حرام ہے اور ترک لذات بھی دل مین ٹھان لی۔ دنیا سے نفرت خلقی تھی مگر مزار پاک پرانوار کی حاضری سے استقلال و استحکام عزم مین آگیا۔ اور خیال فرمایا کہ ایسے عاشق جانباز اور محب صادق الوداد کی تقلید فرض ہے ؎

سر داد و نداد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

(روزہ)

حضور اقدس نے جس طرح کربلائے معلی مین فرش خاک اختیار کیا اسی طرح شہدائے کربلا کی سنت مین روزہ رکھنا اختیار فرمایا۔ شام کو صرف پانی یا کسی چیز سے افطار فرماتے مگر کوئی افطاری غذا کی قسم سے نہ ہوتی۔ روزہ شکنی غرض تھی۔ ہان ساتوین دن گولر کی اُبلی ہوئی ترکاری کسیقدر زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ یہ سنت حضرت مولانا و سیدنا حضرت مخدوم صابر صاحب قدس سرہ العزیز کی تھی۔ سلسلۂ صابریہ سے بہت بڑا تعلق حضرت اقدس کا تھا۔ اِس لیے بہت سے صفات ظاہری و معاشرت حضرت مخدوم صاحب رح کے حضور مین پائے جاتے تھے۔ اور اکثر جذبات و ولولے ہم لوگون نے جو دیکھے۔ اور حضرت مخدوم صاحب کے حالات سے مطابقت کی تو معلوم ہوا کہ سلسلۂ

صابریہ مین حضرت مخدوم صاحب کے بعد اگر کوئی بزرگ اور مقدس ذات ہے تو حضرت اقدس ہی کی ذات بابرکات ہے۔گولرکی ترکاری کا سلسلہ ہندوستان کی واپسی پر شروع ہوا اور سالہاسال تک جاری رہا۔

(سفر کی نوعیت)

یہ بات بھی بہت حیرت انگیز ہے کہ ہندوستان اور اُسکے باہر ممالک عرب وعجم اور یورپ اور بہت بڑے ایشیا کے حصے کا سفر حضور اقدس نے پاپیادہ طے کیا جہان کہین دریا حائل ہوا اُس پر تو بہ مجبوری جہاز کو تکلیف دی گئی۔ ورنہ کسی جانور کو اپنی سواری سے حضور اقدس نے کبھی تکلیف نہین دی۔ اس زمانے مین بھی ایشیا کے اکثر حصص سے حجاج بیت اللہ شریف جاتے ہین۔ جہان ریل اور جہاز نہین ہے مگر اُن قافلون کے ساتھ اونٹ۔ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے ضرور ہوتے ہین۔ تمام دنیا کا سفر بائسکل پر اب بھی سُنا جاتا ہے اور کبھی یہ صدا بھی آجاتی ہے کہ فلان سیاح تمام دنیا کا سفر پیدل کر رہا ہے۔ مگر اُسکی جتنی عزت ووقعت کیجاتی ہے ظاہر ہے۔ خدا کی راہ مین طے منازل کرنا اور ذوق وشوق کے جذبات کی دُھن مین جسم وروح کی ایذا کو ایذا نہ سمجھنا صرف مردان خدا کا کام ہے۔ حضور اقدس نے جب ہندوستان سے کوچ فرمایا تو بمبئی تک پاپیادہ تشریف لے گئے اور اُسکے بعد جہان کہین گئے پیدل گئے۔ یہ ایک بہت معمولی بات ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے اور اِس اہمیت پر نظر ڈالی جائے تو ایسے التزام اور اہتمام کے ساتھ کہ ساٹھ ستر برس تک کبھی کسی

سواری پر حضور سوار نہین ہوئے اور جس جذبے کے ساتھ گھر سے نکلتے تھے اُسی جذبے کی پوری تکمیل اُن مبارک ور مقدس مقامات پر کی جنکی برکت اور فیضان دوام کا وعدہ خدا نے کیا ہے تو واپسی پر ہندوستان مین بھی حضور اقدس نے اُس وعدے کو پورا کر دیا۔ کہ کسی جاندار کو حتی الوسع تکلیف نہ دی جائیگی۔ اِس لیے کہ احرام باندھنے کے بعد (خانۂ کعبہ مین ہمیشہ کے لیے خدا کا یہ حکم ہے کہ کسی جانور کو ایذا نہ دیجائے ۔) ایک سچے عاشق ذات احدیت سے یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس ارشاد کو محض وقتی اور آنی سمجھتا۔ ہمکو خوب یاد ہے کہ ۱۸۷۷ء کے قحط کے بعد ہندوستان مین تپ لرزے کا ایک عالمگیر دورہ ہوا تھا۔ ہمارا تمام خاندان بھی اس وبائی مرض مین مبتلا تھا۔ جناب اقدس بھی اس وبائی مرض مین سب کا ساتھ دے رہے تھے۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ لاکھون بندگان خدا پریشان اور سراسیمہ ہون اور خدا کا ایک سچا عاشق اُس مین شرکت نکرے۔ ہم لوگ اسوقت دیوے شریف مین تھے اور باوجود ان سب تکلیفون اور مصیبتون کے اُس ذات اقدس کی خدمت اپنا فرض تصور کرتے تھے۔ جب زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو صلاح ٹھہری کہ فتحپور کو کسی طرح حضرت چلتے تو اچھا تھا۔ جناب ماموں حافظ حکیم شیر محمد خانصاحب مرحوم اور جناب خالہ مستقیم شاہ کے بے حد اصرار سے حضرت اقدس چلنے پر تیار ہوئے۔ مگر شدت تپ اور شدت ضعف کیوجہ سے ہم سب لوگ پریشان تھے کہ یہ دس میل پیدل کس طرح حضرت اقدس جائینگے۔ سب نے عرض کیا کہ برداشت سے زیادہ تکلیف خدا کسیکو نہین دیتا۔ اگر حضور پیدل چلین گے تو بہت

بڑا نقصان صحت کو ہوگا اور شاید پھر مدتوں طبیعت نہ سنبھلے - ایسی حالت مین کہارون کی عزت افزائی نہ کرنی اُنکی دلشکنی کا باعث ہوگا - اسکو سُن کر دیر تک جذب کی حالت طاری رہی - دوسرے دن بہ مشکل راضی ہوے اور ہم لوگ پالکی پر سوار کر کے فتحپور تک لائے - مگر اس بخار کے بعد پھر نقاہت و ضعف مدتوں نہ گیا - اور پالکی کی سواری بہ حکم خدا گوارا فرمائی - کہار حاضر تھے - اُنکو وہ دولت نصیب ہوئی جسکی تمنا ہر شخص کو تھی

(ترک لذات)

بچپن سے حضور اقدس دنیا کی لذتون سے نفرت کرتے تھے - کوئی چیز حضور کو مرغوب و پسند نہ تھی - ترک لذت کی سند اس سے بڑھکر کیا ہوسکتی ہے کہ جب لکھنؤ تشریف لے جانے لگے تو اپنی زمینداری کے تمام کاغذات سوا ہی تالاب مین ڈالدیے اور دادی صاحبہ کے فاتحہ سوم مین بہت کچھ فقیرون اور غریبون کو تقسیم کردیا - زیور اور نقد روپیہ جو تھا وہ سب خدا کی راہ مین بانٹ دیا - خلائق دنیا سے کوئی واسطہ کبھی نہ رکھا - شیرین اور نمکین یا خوش کیف غذاؤن سے کبھی رغبت نہ رکھی - ہم لوگون کا تجربہ اس معاملے مین زیادہ ہے - اس لیے ہمارا بیان ایک مستند بیان ہوگا - اگر ہم یہ کہین کہ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے لوگ پکوا کر لاتے تھے اور دسترخوان پر چن دیا کرتے تھے - اکثر سب کے کھانون سے تھوڑا تھوڑا ملا کر ایک دو لقمے تناول فرماتے تھے - یہ ایک طریقہ سنت نبوی صلعم کا تھا - مگر یہ تمیز نہ ہوتی تھی کہ یہ کیا

چیز ہے اور کون کھاتا ہے -

(لطیفہ)

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب جو علاقہ تھانہ سمرا گورکھپور مین قیام پذیر ہین - ایک باخدا اور گوشہ نشین درویش پابند احکام خدا و رسول ہین - اِنسے ایک مرتبہ منشی عبدالکبیر خانصاحب مرحوم کوتوال گورکھپور نے پوچھا - کہ میان حاجی صاحب کی نسبت لوگ کہتے ہین کہ نماز نہین پڑھتے تھے - شاہ صاحب نے فرمایا کہ ان لوگون سے پوچھو کہ حاجی صاحب کو دال اور گوشت مین تمیز تھی - یا نہین -

واقعی امر یہ ہے کہ یہ ایک عجیب و غریب جذب تھا جسکی کنہہ کو حق پسند گروہ کے سوا کوئی نہین پہونچ سکتا - مگر واقعہ یہ ہے کہ حاجی صاحب پر ترک صوم و صلوۃ کا الزام غلط اور کذب تھا -

تمام عمر حاجی صاحب نے شادی نہین کی - تمام عمر حاجی صاحب کی نسبت کسی ایک آدمی نے بھی کسی قسم کا شک و شبہہ عفت و عصمت کی نسبت نہین کیا یہ ایک ترک لذت کی ایک بڑی مہم ہے - کہ تمام عمر حضور اقدس کی صحبت مین ہر قسم کی عورتین ہر شخص و ہر قسم کی مستورات آتی جاتی تھین اور کبھی کسی عورت یا مرد کی نیت مین یہ بات نہین آئی کہ وہ حضور اقدس کی نسبت بدگمانی ہی کرتا -

(نکتہ)

حضور اقدس مستورات کی صحبت مین زیادہ رہتے تھے - اسکا راز صرف

اسی قدر ہے کہ حضور اقدس گوشہ نشینی اور کنارہ کشی کو پسند فرماتے تھے۔ باہر رہتے اور ہر وقت صحبت کے گرم رکھنے سے خلوت کا لطف حاصل نہین ہو سکتا تھا حضرت اقدس کی حالت یہ تھی کہ چند عورتین آئین قدم بوس ہوئین۔ بیٹھ گئین۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی کہانی کہو ایک نے کہانی شروع کردی۔ حضور نے احرام منھ پر ڈال لیا اور عورتون نے سمجھا کہ سو گئے۔ کہانی موقوف کی۔ حضور نے فرمایا۔ پھر کیا ہوا۔ وہ پھر کہنے لگین۔

ہم اور ہمارے بھائی جب کبھی حاضر ہوتے تو کہانی کے لیے فرمائش ہوتی اور گھنٹون ہم لوگ کہانی کہا کرتے حضرت مُنھ پر احرام ڈالے یادِ خدا مین مستغرق رہتے۔ عورتون کی صحبت سے ایک یہ بھی فائدہ حضرت اقدس کو تھا۔ اور خدائے پاک کی بڑی آزمائش بھی تھی کہ دنیا کے حُسن چند روزہ اور ناز و انداز اور کرشمون مین حضرت اقدس مبتلا ہون یہ بات صرف ایک حقیقی ولی اللہ کے سوا دوسرے کو نہین حاصل ہو سکتی۔ جو اس راہ دشوار گذار کو طے کر لے جائے وہی مرد میدان ہے۔ اللہ سے محبت کرنے والون پر یہ سیمیائی اور طلسمی نقش و نگار کیا اثر ڈال سکتے ہین۔ لاکھون عورتون کی اصلاح خیالات حضور اقدس کی ہدایت سے ہو گئی۔ مثلاً ایک ہمارا خاندان ہے جسکی کوئی عورت بھی آرائش و زیبائش اور دنیا کی کسی چیز کے لیے کبھی شاکی نہین ہوئی۔ صبر و شکر خاص شیوہ ہے خدا جو دیتا ہے اسپر قناعت کرنا انکا ایمان ہے۔ بدعات اور فضول رسمون سے کوئی واسطہ نہین۔ ہر بات مین وہ یہ کہتی ہین کہ میان صاحب اس معاملے مین یہ کہتے تھے

یہ بات میان صاحب پسند نہین کرتے تھے۔ اسی طرح بڑے بڑے خاندانون کی صلاح حضور اقدس کی ذات بابرکات کیوجہ سے ہوئی جسمین ہمارا خاندان اور کئی خاندان اور سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ کا خاندان اور بہت سے معزز طبقے کے گھرون مین ابتک وہ برکت اپنا کام کر رہی ہے۔

مردون کی اصلاح سے زیادہ عورتون کی اصلاح ضروری ہے۔ اور یہ اصلاح روحانی طریق علاج کے سوا کسی دوسرے طریق سے ممکن نہین۔

(ممالک غیر کی سیاحت)

اس سفر مین قسطنطنیہ کا سفر قابل تذکرہ اس لیے ہے کہ سلطان عبدالمجید خان صاحب نے حضرت اقدس سے بیعت کی اور کئی مہینے حضرت اقدس قسطنطنیہ مین مقیم رہے۔ حضور اقدس عبداللہ آفندی صاحب کے گھر مقیم تھے۔ وہ حضرت اقدس کے مُرید تھے۔ ایک دن سیر باغ سلطانی کے لیے حضرت اقدس تشریف لے گئے۔ وہان حضرت سلطان عبدالمجید خان آئے اور حضرت اقدس کو دیکھکر محو جمال باکمال ہو گئے۔ ایوان شاہی مین حضرت کو لے آئے اور خود مرید ہوے اور اعیان دولت کو مرید کرایا۔ جرمن کا سفر اسلیے قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس جرمنی مین پرنس بسمارک کے مہمان رہے، اور مسٹر سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ سے فرماتے تھے کہ ہم جرمن گئے تھے اسوقت پرنس بسمارک اتنے بڑے آدمی نہ تھے۔ جتنے اب بڑے ہو گئے ہین۔ ہم انکے یہان گئے اور مہمان رہے تھے۔ آخر میل جول ہو کر وہ حضرت

اقدس شہزادہ سرویا کی بھی بہت تعریف کرتے تھے اور انداز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ شہزادہ موصوف نے بیعت بھی کی تھی۔ ممالک غیر کی سیاحت کے بہت دلچسپ واقعات اکثر جذب کی حالت مین حضرت اقدس بیان فرمایا کرتے تھے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ۳۸ھ سے ۴۱ھ تک سفر ممالک غیر کے کیے مگر ہماری تحقیقات مین حضرت کم سے کم دس سال ممالک غیر کے سفر مین رہے اور اس سیاحت سے اسکے سوا کچھ حاصل نہین فرمایا کہ دنیا کا عیش و راحت فنا ہوجانے والا ہے۔ جسم کو آرام دینا اور نفس کو سرکش بنانا عقلمندون کا کام نہین۔ ایشیا اور یورپ مین عیش پرستی اور مادہ پرستی کی ترقی کا نتیجہ یہ ہونے والا ہے کہ روحانی جذبات انسان کے جسم وجان سے نکل جائینگے اور جب روحانی جذبات بھی باقی نہ رہین گے تو وہ انسان اور مٹی کا ڈھیر ایک حالت مین دیکھے جائینگے ۵ دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ ؛ پر عمل فرمایا اور تمام جہان سے قطع تعلق کرڈالا۔

(وطن کی واپسی)

حضرت اقدس جب وطن واپس آئے اور دیوے مین قدم رکھا تو ملاحظہ فرمایا کہ گھر کھنڈر ہوگیا ہے۔ علاقے پر عزیزو اقارب قابض ہوچکے ہین۔ جدھر حضور جاتے ہین کوئی پہچانتا بھی نہین۔ حضرت اقدس مسکرائے اور ہنسے کہ یہ سمجھتے ہین کہ ہم علاقہ اور جائداد کی غرض سے آئے ہین۔ اور تالاب سوراہی کے پُل پر جاکر بیٹھ گئے۔ اس لیے کہ اسی تالاب مین تمام کاغذات علاقے کے ڈبوکر

تشریف لے گئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد منو شاہ حضرت کے برادر رضاعی آئے اور انھون نے حضرت کو پہچانا۔ گھر چلنے پر اصرار کیا۔ مگر حضرت راضی نہ ہوئے۔ تب وہ چنے کی روٹی اور چولائی کا ساگ لائے۔ دو چار لقمے حضرت نے اُنکی خاطر سے تناول فرمائے۔ اور دیوے سے چل کھڑے ہوے۔ ابناے وطن کی یہ حالت دیکھکر حضرت اقدس کو افسوس اور ملال ضرور ہوا۔ محض اس وجہ سے کہ دنیا پر لوگ اس طرح جان دیتے ہین کہ اپنے عزیز کو پہچانتے تک نہین۔ اب حضرت اقدس نے قرب و جوار کی سیر شروع کی۔ ۱۸۵۷ء تک حضرت نے تمام ہندوستان اور ریاستون اور جنگلون اور پہاڑون کو چھان ڈالا۔ کوئی بڑے سے بڑا پہاڑ اور جنگل بیابان اور شہر حضرت کی سیاحت سے نہین محفوظ رہا۔ ۱۸۵۷ء مین حضرت کا لکھنؤ مین تشریف رکھنا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ کاکوری شریف کے ایک بزرگ جو لکھنؤ مین قیام پذیر تھے۔ اُنسے اور حضرت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ جب امن و امان مین خلل پڑا تو اُنھون نے مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ حضرت اقدس ناف شہر مین کھڑے ہین اور چار سوار حضرت کے ساتھ ہین۔ انسے حضرت نے فرمایا کہ تم چارون سمت چلے جاؤ اور انگریزون کو شہر مین نہ گھسنے دو۔ وہ روانہ ہونے کو تھے کہ حضرت شاہ مینا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سامنے سے تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادے یہ کیا کرتے ہو۔ اب یہان وہ قوم آتی ہے جسکے زمانے مین امن و امان قائم رہیگا۔ اور رفقا اور صلحا کی خونریزی نہ ہوگی اور عدل و انصاف سے یہ لوگ کام کرین گے۔ تم نے نہین

دیکھا کہ ابھی کچھ روز پہلے مولوی امیر علی صاحب کس طرح شہید کیے گئے ہین سوارون کو واپس بُلا لو۔ حضرت اقدس نے سوارون کو واپس بُلا لیا۔ اِس مراقبے کے بعد وہ بزرگ لکھنؤ سے چلے گئے اور سمجھے کہ یہان اب کشت و خون کا بازار گرم ہونیوالا ہے

(لطیفہ)

اکثر خاص خاص مریدون نے حضرت سے انگریزون کی سلطنت کی نسبت سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس سلطنت مین بہت امن ہے اور انگریز انصاف کرتے ہین۔ اور ملکہ وکٹوریہ بہت اچھی حکمران ہین۔ انگریز کسی کے مذہب و ملت مین رخنہ نہین ڈالتے۔ ہر فقیر اور ولی اللہ کی زبان سے انگریزون کی سلطنت کی نسبت ایسے ہی کلمات سُنے گئے ہین۔

حضرت مولانا مولوی سید فضل الرحمان صاحب قدس سرہٗ العزیز کی خدمت مین جب سر اکلینڈ کالون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ حاضر ہوے تو حضرت رح نے ایک مونڈھا بیٹھنے کو دیا اور چاے دی۔ سر اکلینڈ کالون صاحب نے عرض کیا کہ کچھ دعا کیجیے۔ حضرت رح نے فرمایا کہ بس انصاف کیے جاؤ۔ یہی بات خدا کو پسند ہے۔

حضرت مولانا رح سے اکثر اصحاب نے انگریزون کی حکومت مین امن و امان اور انصاف کا ذکر سُنا ہے۔

اس عہد مین واقعی فقیرون اور غریبون کو بہت زیادہ آرام اور آزادی ہے۔

واقعات سفر

جو جو عجائب و غرائب حضور اقدس پر ان ایام سفر مین پیش آئے وہ اس مختصر کتاب مین بصراحت نہین لکھے جا سکتے۔ مگر اس موقع پر مختصراً باعث ذوق عاشقان وارثی سمجھکر چند حالات سفر لکھتا ہون۔ غالباً اکثر متوسلین و حاضرین نے بھی بگوش خود حضور کی زبان مبارک سے یہ قصص سُنے ہون گے۔ حضور اقدس جب تنہا ہوتے تھے۔ یا کسی وقت دو چار دس پانچ آدمی خاص خاص ہوئے تو بحالت ذوق شوق دیار عرب وغیرہ کے سوانح خود ارشاد فرماتے تھے اور یہی ایک موقع ہوتا تھا کہ اکثر لوگ کچھ دیر حضوری مین بیٹھنے کا موقع پاتے تھے۔ چنانچہ بھائی حسین علی صاحب ساکن سادہ مئو ضلع بارہ بنکی نے اصرار کے ساتھ راقم سے کہا کہ یہ واقعات اس رسالہ مین ضرور قلمبند ہون۔ ہم ایسے غلامون کو اسی سے لطف روحانی حاصل ہوگا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور ایک موضع سادہ مئو مین حسین علی صاحب کے مکان پر رونق افروز تھے قریب نصف شب کے گذری ہوگی کہ ہم لوگ حضوری مین حاضر تھے۔ قاضی بخشش علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کوئی قصہ سناؤن فرمایا نہین۔ تھوڑی دیر مین حضور نے پوچھا کہ کون کون ہے۔ عرض کی کہ کوئی نہین۔ ہمین غلام لوگ حاضر ہین۔ آپنے فرمایا کہ اپنی بیتی کہین کہ جگ بیتی عرض

کیا کہ حضور جگت سے کیا واسطہ - اپنی بیتی فرمانا چاہیے - فرمایا کہ ہم کعبہ شریف کو جاتے تھے - چند منازل کے بعد ایک مقام پر پہونچے - شام ہوگئی - کنارے آبادی کے ایک مسجد تھی - چاہا کہ مسجد مین قیام کرین صبح کو چلے جائین گے - قریب شام کے جب ہم مسجد مین گئے تو موذن صاحب کو سخت ناگوار ہوا - صاحب سلامت کے بعد بولے کہ یہان کہان آئے ہو - صرف دو روٹی ہمکو ملتی ہین اُسمین بھی ساجھا کروگے - یہان ہم نہ رہنے دینگے - ہرچند کہا کہ تمہارا کھانا تمکو مبارک رہے - ہمکو ضرورت نہین - مگر نہ مانا - تب ہم وہان سے آگے ایک میدان مین جہان ہندوؤن کا مرگھٹ تھا چلے گئے اور وہان ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے - جب رات زیادہ گئی اُسوقت درخت پر چڑھ کر ایک دوشاخے پر لیٹے - نصف شب کے بعد ایک برم راکس آیا - اُسنے کہا تم کون ہو - پھر ہمنے کہا تو کون ہے - اُسنے کہا مین برم راکس ہون - تم کون ہو (اس مقام پر ذرا مسکراکر حسب عادت گوشہ تہبند منھ پر رکھکر فرمایا) تو برم راکس ہے - ہم انسان راکس ہین - بس اُسنے کہا کہ آپ یہان کہان آئے ہین - ہم نے جواب دیا کہ ہم شب کو آئے کہ مسجد مین رات بھر رہ کر صبح کو چلے جائین گے - مؤذن نے نہین ٹھہرنے دیا - تو ہمنے کہا جب خدا کے گھر مین جگہ نہین ملتی ہے تو آج برم راکس کے مہمان ہون گے - بس اُسنے بڑی زور سے چلاکر کہا کہ مجکو تو خدا نے ناپاک آدمی بنایا ہے مین کس لائق ہون - اچھا آپ ٹھہرین - یہ کہکر وہ غائب ہوگیا - دو گھڑی کے بعد آیا - کہنے لگا کہ

اُن ملا صاحب کو تو ایک ٹیکنا دے آیا ہون - ہم نے کہا دور ہو حرامزادے تو نے
یہ کیا کیا - اُنکے چوٹ لگی ہوگی - بولا اتنا زور سے نہین ٹپکا - آپ پریشان نہ ہون
اسکے بعد کہنے لگا کہ حضرت آپ میرے مہمان ہین - ٹھہرے رہین مین آتا ہون - یہ
کہکر چلدیا اور نماز صبح کے وقت آیا کہنے لگا کہ حضرت یہان ایک رئیس ہین - اُنکے
مکان پر گیا تھا - اُنکی لڑکی پر مسلط ہوکر خوب کھلایا کودایا اور تمام مکانون مین ڈھوڈھا
اوپچا غلیظ پاٹ دیا - بہت پریشان کیا اور اُس لڑکی سے کہا کہ اُس مرگھٹے کے پاس جاؤ
درخت کے نیچے ایک صاحب ہین اُنکو لاؤ دعوت کرو - تو حضور آپکے لینے کو اُس کے
باپ وغیرہ آتے ہین خدا کے واسطے چلے جائیے گا - بہت کچھ ہمنے کہا کہ نامعقول
وہان تمام غلیظ ہے ہم کہان جائین تب ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ حضرت غلیظ وغیرہ
اُنکی سب کی نگاہ مین ہے حضور کو تمام مکان صاف ستھرا ملیگا - غرضکہ پانچ آدمی
آئے ہم درخت کے نیچے بیٹھے تھے - بڑی خوشامد سے ہمکو لے چلے مگر ڈرتے
تھے - ہم نے اُنکی تسکین کی کہ ہم انسان ہین ڈرو نہین - تب وہ ہمکو خوشی خوشی لیچلے
اُنھون نے بڑا سامان دعوت کا کیا - ہم شب بھر وہان رہے - صبح کو چلے - بڑا اصرار
رہنے کا اُن لوگون نے کیا لیکن ہمنے نہین مانا - جاتے جاتے ایک ویرمیدان
مین پہونچے تو دو آدمی ننگے اور سیاہ ہمارے سامنے ننگی تلوار لیے ہوئے آکھڑے ہوئے
اور ہم سے پوچھا کہ آپ کہان کو جائینگے - ہم نے کہا کہ کعبہ شریف - اُنھون نے کہا
کہ آپ چودہ تاریخ کو کعبہ شریف سے مدینہ منورہ چلے جائیے گا - اُس تاریخ کو وہان ہمارا

دخل ہوگا۔کیونکہ آپ آل رسول ہین لہذا عرض کردینا ہم پر فرض تھا۔ بائین طرف جو ہمنے
دیکھا کہ تمام خیمہ وغیرہ میلے وبدرنگ کھڑے ہین اور بہت بڑا لشکر ہے۔ ہم نے اُن
دونون سے پوچھا کہ یہ کس کے خیمے ہین اُنھون نے کہا کہ ہمارا لشکر اور بادشاہ ہین۔
ہم نے کہا کہ ہم تمہارے بادشاہ سے مِل کر لین۔ اُنھون نے کہا کہ چلیے۔ ہم لشکر کو
گئے۔ بادشاہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ ہم نے کہا کہ کعبہ شریف۔
کہا کہ آپ چودہ تاریخ کو کعبہ شریف سے مدینہ منورہ چلے جائیے گا اُسدن کعبہ مین ہمارا
دخل ہوگا۔ ہمنے کہا اگر ہم نہ جائین۔ اُسنے کہا آپکو اختیار ہے آپ آل رسول ہین۔
احتیاط سے عرض کرتا ہون۔ پھر ہم چلے گئے۔ سُنا سُنا مُنّن۔ اُسی تاریخ کو ہم
مدینہ شریف چلے گئے۔ اُسی تاریخ سات سو آدمی کعبہ شریف مین مرے۔ بڑے زور کا
ہیضہ اُس سال کعبہ شریف مین ہوا۔

ایک روز حضور نے فرمایا کہ ہم مدینہ منورہ مین تھے اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کے مزار اقدس پر نامحرم کے جانے کی سخت ممانعت تھی۔ مگر ہمکو کوئی نہین
منع کرتا تھا۔ ہم قبر شریف پر لوٹا کرتے تھے۔ ایک یہودی نے سُنا۔ کہنے لگا کہ ایک
آدمی ہندی آیا ہے۔ حضرت فاطمہؓ کی قبر پر پڑا رہتا ہے۔ اب نامحرم کے آنے کا
جلال کیا ہوگیا اُسنے اپنے لڑکے کو پوشاک زنانی اور گہنا وغیرہ سے آراستہ

ع ۔ راقم سوانح کا نام محبت وپیار سے حضرت اقدس مُنّن فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے
اب تک عزیز واقارب مُنّن ہی خاکسار کو کہتے ہین ۱۲۔

کر کے قبر شریف پر بھیجا وہ لڑکا بشکل عورت جیسے قبر مبارک کے برابر آیا۔ فوراً اُسکا سر قلم ہوگیا۔ تمام خون بہنے لگا۔ ہم دور تھے۔ آواز دی بہشتی آئے سب دھونے لگے۔ نعش جب علیحدہ کیگئی معلوم ہوا کہ اُس یہودی کے ایک ہی لڑکا تھا سزا پا گیا۔

سُنا کعبہ شریف کے پاس ایک حسن غار ہے۔ ہمنے ایک عربی سے کہا کہ ہم حسن غار دیکھنے جائینگے۔ اُنھون نے منع کیا کہ حضرت ہرگز ہم آپکو نہ جانے دینگے۔ وہان جو کوئی جاتا ہے خوف کھا کر مرجاتا ہے۔ چنانچہ ہم چُپ رہے ایک دن ہمنے پوشیدہ ایک مشعل روغن زیتون سے بنائی۔ حسن غار کو گئے۔ پتھر ہٹا کر اندر گئے تو دیکھا تو تمام نعشین وہان لیٹی ہین۔ ایک عورت کی نعش جو نہایت حسین تھی لیٹی ہے معلوم ہوتا تھا کہ سو رہی ہے۔ سیر کرتے پھرتے تھے کہ مشعل بجھ گئی۔ اور اندھیرا ہوگیا۔ چنانچہ ایک شخص نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر باہر کردیا۔

ایک دن حضور فتحپور مین رونق افروز تھے فرمایا کہ حال سفر کا کہین۔ عرض کیا کہ ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا کہ ہم کعبہ شریف کے سفر مین ایک مقام پر پہونچے۔ ایک قوال کے مکان پر گئے۔ دروازے پر وہ قوال بیٹھا تھا۔ اُسنے کہا آئیے اُستاد زادے۔ اُسوقت ہم کچھ گُن گناتے گئے تھے۔ وہ سمجھا کہ قوال ہین۔ اُسنے کہا آپ ٹھہریے مین ابھی آتا ہون کسی رئیس کی لڑکی کی نسبت کو لوگ آنے والے تھے۔ وہ وہان گیا۔ تھوڑی دیر مین ایک چوبدار آیا۔ اُسنے کہا کہ آپکو رئیس نے

یاد کیا ہے - چلیے - ہم گئے - صاحب سلامت کے بعد ہم کنارے فرش پر بیٹھ گئے اُس قوال نے کہا کہ کچھ سناؤ - رئیس نے بھی کہا کہ کچھ کہو - ہمنے کہا کہین - کہا ہان سُناؤ - تب ہمنے پھر کہا کہ سُنائین - تم جانو - کہا ہان - پھر ہمنے کہا کہ سناتے ہین پس ہمنے ایک چیز اُٹھائی - کوٹھے پر لڑکی تھی اور مستورات تھین - وہ لڑکی غش ہوکر گر پڑی اور کرتہ چاک کر ڈالا - غل ہوا کہ تمنے جادو کیا - ہمنے کہا کہ کیونکر معلوم ہوا کہ جادو ہے - جب تمنے کہا کچھ کہو - ہم نے کہا - غرضنکہ اُس لڑکی نے کہا کہ مین بیاہ نہ کرون گی - جس شکل کو مین نے دیکھا ہے اسی صورت پر میرا خاتمہ ہو - مین نے سب دنیا پر لعنت کر دی - اگر خدا بھی مجھکو ملے تو اس صورت مین ملے - پھر وہ فقیر ہو گئی - ہم وہان سے چلدیے "

ایک روز حضور نے فرمایا کہ ایک جنگل آبادی کے قریب تھا - کچھ دن رہے ہم وہان پہونچے - ایک درخت کے نیچے کمل بچھا کر لیٹ گئے - اُس جنگل مین برم راکس رہتا تھا - کوئی وہان نہین جاتا تھا - اُس مقام کا رئیس سیر کے لیے شام کو گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا - ہم سو گئے تھے - ایک عورت نے پیر دابنا شروع کیا رئیس شاید یہ سمجھے کہ جنگل آسیب سے پاک ہو گیا نہ ہوتا تو یہ فقیر اور عورت حسین کیون یہان ہوتی - رئیس صاحب نے گھوڑا ایک درخت مین باندھ دیا اور خود عورت حسین دیکھکر ہمارے پاس آئے - ہم جاگ پڑے تھے - اور اُس عورت سے پوچھ چکے تھے کہ تم کہان - اُسنے کہا کہ اس جنگل مین میرا مسکن ہے - الغرض رئیس صاحب نے

اُسکے حُسن کی وجہ سے کہا کہ شاہ صاحب آپکی دعوت ہے۔ میرے مکان پر چلیے۔
یہان جنگل مین کیا ہے۔ ہمنے کہا کہ ہم اب کہین نہ جائینگے۔ تمہارا جی چاہے تو
اِس عورت کو لے جاؤ کھانا کھلا دینا۔ رئیس صاحب بہت ہی خوش ہوکر اُس کو
لے گئے۔ ہمکو کھانا بھیجا۔ ہمنے کچھ کھایا اور واپس کیا۔ وہان اُس عورت کو کھلایا
نصف شب گذری۔ رئیس صاحب مع اپنی بی بی کے سو رہے۔ یہ عورت چونکہ
برم راکس تھی تمام رات پریشان کیا۔ چارپائی اُلٹ دی اور تمام اسباب دونون پر
لاد دیا۔ صبح کو رئیس صاحب دوڑتے ہوے آئے۔ بہت خوشامد کی۔ ہمنے کہا
جاؤ۔ وہ برم راکس تھی۔ اب تمہارے وہان نہ آئیگی۔ غرضکہ رئیس ہمکو مکان پر لے
گئے۔ ہم شب بھر وہان رہے اُنھون نے دعوت ہماری کی۔ صبح کو ہم رخصت ہوگئے
دو گھوڑے رئیس نے اپنے بھائی سے منگائے اور کہا کہ ایک پر تو سوار ہو۔ ایک پہ
شاہ صاحب کو سوار کرا کے نالہ اُس پار اُتار کر واپس آنا۔ ہرچند ہم نے انکار کیا
مگر کسی طرح نہ مانا۔ گھوڑے کی کاٹھی کے گرد تسمے لگے تھے۔ ہمکو سوار کر کے تسمہ
لگا دیا کہ کسی طرف جنبش نہ ہو۔ ایک زنجیر طلائی جو قریب ڈیڑھ پاؤ پختہ کے
تھی زبردستی ہمارے گلے مین ڈالدی۔ ہم چلے۔ جب نالا قریب آیا اور کنارے
پر پہونچے۔ اُسکے بھائی نے باگ اُٹھائی اور کہا اِسی طرح آپ بھی باگ اُٹھائیے
باگ اُٹھانا تھا کہ گھوڑے اُس پار ہوگئے۔ ہم نے تسمہ کھلوا کر گھوڑا واپس کرنا
چاہا۔ اُسنے کہا کہ حضرت اگر گھوڑا واپس لیجاؤنگا تو بھائی مجھکو مار ڈالیگا

کسی طرح واپس نہ لیا گھوڑا چھوڑکر وہ واپس گیا۔ ہم گھوڑے کو لیکر آگے چلے۔ ایک قزاق ملا۔ ہمنے گھوڑا اُسکو دیدیا اور کوڑا اپنے پاس رکھا اُسنے تھوڑی دور جاکر واپس ہوکر دس چھلّے فولادی ہمکو دیے اور ایک موٹی لکڑی دی۔ ہمنے کہا ہم کیا کرینگے۔ اُسنے کہا یہ چھلّے دریا مین تیرتے ہین۔ سیر دیکھنا۔ اور لکڑی مین یہ صنعت ہے کہ جس لوہے مین لگا دیجیے دو ٹکڑے ہو جائینگے۔ پھر وہ رخصت ہوکر چلا گیا۔ ہمنے قریب پہاڑ کے ایک کھو مین لکڑی کو پھینکدیا اور آگے چلے تو ایک جنگل پڑا اُسمین اکثر لاشین بے سر کی جابجا پڑی دیکھین۔ بعدہٗ ایک چبوترہ نظر آیا جس پر کچھ فرش بچھا ایک حسین عورت سترہ اٹھارہ سال کا سن بیٹھی تھی۔ ہمنے ایک شخص سے سُن رکھا تھا کہ جب پھانسی والی عورت ملے۔ لازم ہے کہ آدمی لیٹ جائے۔ ہم پہونچتے ہی لیٹ گئے اور زنجیر طلائی اپنے گلے سے نکال کر اُسکے گلے مین ڈالدی۔ اُسنے ایک آواز دی۔ ایک عورت آئی اُس سے اپنی زبان مین اُس سے کہا کہ جاؤ مرغ زہر ملا ہوا پکاؤ۔ وہ چلی گئی تھوڑی دیر مین جو درخت چبوترے سے ملا ہوا تھا اُس سے ایک سانپ آکر اُس عورت کے گلے مین لپٹ گیا۔ وہ زور سے چلائی۔ اُسکی ماں اور تمام سب اُسکے گھر والے دوڑے اور ہماری خوشامد کرنے لگے۔ ہم نے کہا ہم کیا جانین خدا مالک ہے۔ اتنے مین وہ سانپ خود بخود فوراً درخت پر چلا گیا۔ وہ لوگ بہت خوش ہوے۔ اب وہ زنجیر سونے کی ہمکو واپس دینے لگے۔ ہم نے کہا یہ سانپ بچھو ہم کیا کرینگے۔ تمکو دیدی۔ تب اُس عورت سے پوچھا کہ کیا مرغ تیار ہے۔ اُسنے کہا پکا تیار رکھا ہے۔ کہا اُس کو

جا کر زمین مین گاڑ دے یہ بڑے شخص ہین - اپنی مان سے کہا کہ عمدہ کھانا چلکر پکواؤ آپکی دعوت کرو - ہم اُن کو لے کر آتے ہین - وہ سب چلے گئے - اُس نے کہا حضرت ہم لوگ قزاق جادوگر ہین - آپ ہمارے کرتب ملاحظہ فرمائیے پس چالیس پھانسیان فرش کے نیچے سے نکالین اور دو چھریان اور کہا کہ اس جنگل مین جو لاشین آپکو ملی ہونگی سب اِن چھریون اور پھانسی کے کرتب ہین - حضرت فرماتے ہین کہ ہمارے سامنے اُس عورت نے چھری زمین پر گاڑی اور درخت پر سے ایک چڑیا آئی - قریب تھا کہ گلا اپنا چھری مین لگا دے - ہم نے چھری فوراً اٹھا لی - اُس عورت نے پھانسیان آگ مین جھونک دین اور کہا حضرت آج سے اس پیشہ پر لعنت کرتی ہون اور کہا میرے باپ بھائی بھتیجے سب قزاقی کو گئے ہین - بہت سا مال واسباب لیکر واپس آتے ہون گے - اب ہمکو ساتھ لیکر مکان کو چلی - کہ گھوڑون کی ٹاپ کی آواز معلوم ہوئی - سامنے وہ سب دکھائی دیے آواز دینے لگے کہ تیرے ساتھ یہ کون خوش رو جوان ہے - اُسنے کہا کہ مسافر مہمان غریب الوطن تمیری آواز پھر دی - اُسنے یہی جواب دیا - جب قریب آئے - تب اس عورت نے کہا کہ مین نے اس پیشہ پر لعنت کی - تب اُسکے باپ نے کہا کہ اچھا ہم سب اس پیشے پر لعنت کرتے ہین - مگر پھر کیا کھائینگے - اُس نے کہا کہ حضرت فرماتے ہین :- خدا مالک ہے - وہ رزق پہونچائیگا - غرضکہ ہمکو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آئی کھانا طیار ہوا - کھایا - پھر دن رہے خدا کی شان جبرا میر کی وہ

ریاست تھی اُسکا ایک پروانہ اس مضمون کا آیا کہ ہمنے سنا ہے کہ آج تم سب نے
اپنے حرکات سے توبہ کی۔ ہم بہت خوش ہوے۔ اب یہ گاؤن ہم تمکو معافی دیتے
ہین اور اوپر کے خرچ پارچہ وغیرہ کے واسطے ماہواری مقرر ہوگی۔ اِس پروانے
کے آنے سے سب نثار ہونے لگے اُس دن ہم رہے۔ صبح کو چلے تو سب کے
سب زار زار رونے لگے تھے۔ کوڑا ہمارے پاس تھا۔ ہم چلتے چلتے شام کو ایک
سرائے مین پہونچے۔ تھوڑی دیر مین دو آدمی آئے اور ایک لڈو اُنھون نے
سب کو دیا۔ ایک ہمکو بھی دیا۔ سب نے کھایا۔ ہمنے رومال مین باندھ کر کھونٹی پر لٹکا دیا
شام کو وہ شخص جسکو پکارتا تھا "لڈو" وہ کہتا تھا "ہان" وہ کہتا تھا کمر باندھو چلو
باہر نکلو" سب سرائے کے لوگ کمر باندھ کر چلے ہمارے قریب اُسنے آکر لڈو کو پکارا
ہمنے نہین کھایا تھا مگر کہدیا چلو۔ کوڑا لیکر ہم سب سے دور دور چلے۔ باہر شہر کے
اُسنے آواز دی میان لڈو ہوت۔ سب آدمی بولے۔ ایک کو اُسنے چھری دی اور
کہا۔ میان لڈو اِس چھری سے اپنا گلا کاٹو۔ ہم نے یہ سُن کر چھری چھین لی اور
مرد قزاق کو پکڑ کر گرایا۔ چھاتی پر بیٹھ گئے اور بانک کا داؤن گانٹھ لیا اور کہا کہ یہ
سب جبتک ہوش مین نہ آئینگے۔ تمکو ہم نہ چھوڑین گے۔ غرضکہ سات بجے سب
ہوش مین آگئے۔ ماجرا پوچھکر سب نے کہا اسکو مار ڈالو۔ ہمنے کہا تم سب بچ گئے
اسکو جانے دو۔ سب چلے گئے ہم نے بھی راستہ لیا"۔

ایک مرتبہ حضور فرمانے لگے کہ ہم کعبہ شریف سے مدینہ منورہ گئے لوگون سے

کہاکہ ہم قلعۂ خیبر کی سیر کرین گے - سب نے بہت کوشش سے منع کیا کہ وہان جاکر
کوئی واپس نہین آتا - ہم آپکو ہرگز نہ جانے دین گے - ہم چُپ رہے - ایکدن کسی سے
نہین کہا چلدیئے اور چلتے چلتے قلعہ خیبر کے پھاٹک پر پہونچے تو یہ دیکھا کہ جو دروازہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک انگشت سے گرایا تھا موجود ہے - جیسے ہی ہم
قلعہ کے صحن مین پہونچے ایک بہت بڑا شعلہ نظر آیا - اُسمین دھوان پیدا ہوا اور اُس سے
پانچ شکلین نکلین - چپ و راست دو دو - اور ایک افسر آگے دروازہ پر آئے - کہنے
لگے - تم کون ہو - ہم نے کہا ہم قریشی ہاشمی مطلبی - یہ سُن کر وہ کہنے لگے کہ ہماری
جان و مال حضرت حیدر کرار پر قربان ہے - یا حضرت اندر چلکر سیر کیجیے - ہم نے کہا
تم خوش ہو - علیحدہ رہو - تمہارے یہان سے کوئی زندہ نہین جاتا - اُنھون نے
کہاکہ ہماری کوئی خطا نہین - آپنے ہمکو حالت اصلی سے نکلتے دیکھا - اسی طرح ہم
نکلتے ہین جو کوئی آتا ہے مارے ڈر کے مرجاتا ہے آپ آل رسول ہین اس وجہ سے
محفوظ رہے - ہمکو اندر لیگئے وہان نفیس مخملی فرش بچھے تھے اور زنگار رنگ کے مکان
بنے ہوے اور عمدہ عمدہ باغیچہ لگے ہوے ہمارے واسطے تکیہ لائے ہمنے واپس
کیا - تھوڑی دیر ہم لیٹ رہے وہ لوگ چلے گئے - جب ہماری آنکھ کھلی تو دیکھا دو
ادھر اور دو اُدھر حسین عورتین پیر داب رہی ہین اور قریب دو سو کے گرد اگرد بیٹھی تھین
ہم نے آنکھ کھولی تو کہاکہ تم فیروز شاہ کی لڑکی ہو - دوسری سے پوچھا کہ تم کیا وزیرزادی
ہو - اچھا جاؤ ملاقات ہوگئی - تب اُنھون نے کہاکہ ہمکو آج کی شب حکم آپکی خدمت کا ہے

ہم نے کہا نہین۔ جاؤ۔ سب چلی گئین۔ اور دو شخص آئے کہا کہ کھانا حاضر ہے
چنانچہ دس ہاتھ کا لانبا اور پانچ ہاتھ کا چوڑا دسترخوان بچھایا اور کھانا طرح طرح کا قطار کی
قطار رجمانے لگے۔ ہمنے اسرار کیا کہ اسقدر کیا ہوگا۔ کہا سب تبرکاً نوش کرین گے۔ کھانے
سب عمدہ لذیذ۔ شیرینی عمدہ لڈو آدمی کے سر کے برابر تھے۔ رکابیان۔ پیالے سب
بلور کے رنگین۔ ہم شب بھر رہ کر اور صبح کو چلے۔ دروازے تک رخصت کرنے وہ
لوگ آئے۔ اور دعا کی کہ یا حیدر کرار یہ امانت بہ خیریت جہان سے آئی ہے پہونچے
ہم وہان سے چلے تو یاد پڑا ایک عورت ایک مقام پر تھی اُسکے چہرے سے روشنی
ہوتی تھی۔ خیال کیا چلکر دیکھین۔ پانچ آدمی ایک مقام سے ساتھ لیے وہان پہونچکر
اطلاع کی۔ اُسنے کہا کہ بعد سلام کے کہو کہ جس واسطے آپ تشریف لائے ہین اندھیری
شب ہونے دیجیے۔ قالین بھیجدیا۔ درخت کے نیچے ہم بیٹھ گئے۔ جب رات
اندھیری ہوئی اُسوقت ہم گئے تو دیکھا کہ اُسکے چہرے کی روشنی پھیلی ہی۔ وہ پانچون
آدمی گریبان پھاڑ کر بیٹھ گئے۔ اُسنے اسرار کیا کہ کچھ نوش فرمائیے۔ ہمکو بھوک نہ تھی
کچھ نہین کھایا۔ چلتے وقت وہ آدمی نہین آتے تھے۔ بہزار مشکل باہر نکالا۔ وہ اپنے
گھر گئے۔

ایکروز حضور نے فرمایا کہ ہم سیر کو روس کی جانب چلے۔ راستہ مین مولوی
عارف علی ایک جہاز پر جو ہمارے ہمراہ آئے تھے ملے۔ ساتھ ہو بے۔ راستہ مین
جہاز پر مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔ جب ایک

صحرا مین کہ جہان کوسون پانی کا نام نہ تھا گذر ہوا تو مارے پیاس کے مولویصاحب
کی زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی اور دم لبون پر آگیا - ہم نے کہا مولوی صاحب اِنَّ اللّٰہَ
مَعَ الصَّابِرِیْن پر عمل رکھو - مولوی صاحب نے کہا حضرت مارے پیاس کے
اب دم نکلتا ہے - اسوقت تو بہ بھولی ہے - بس ہمنے ایک مقام پر اونچی زمین بالو
کی پھٹی ہوئی دیکھی - تو مولوی صاحب سے کہا کہ اسکو کھودو - مولوی صاحب نے کھودا
تو اُسمین سے ایک تربوز نکلا - بیچ سے کاٹ کر ہمنے بھی پانی پیا اور مولوی صاحب کو
بھی پلایا - سُنا اُس مقام پر ناواقف نہین جاسکتا ہے - پیاس سے مرجائے - سَو
کوس گرد مین وُہان پانی نہین ہوتا - یہی تربوز زمین مین قدرتی پیدا ہوتے ہین - جب
ہم روس مین پہونچے تو لوگ آئے - اکثر لوگون نے شکایت کی کہ روس کی لڑکی ایک
کوٹھری مین برہنہ باغ مین رہتی ہے - نہین معلوم کیا آسیب ہے - ہم نے کہا ہم اس
جھگڑے کو کیا جانین - سہ پہر کو ہم تفریحاً باغ کو گئے - مولوی صاحب بھی ہمارے ساتھ
تھے - باغ کے پھاٹک پر منشی اور سپاہی پہرے پر تھے - باغ کے اندر جانے کو منع کیا -
آخر کو بمنظوری اجازت دی - ہم نے قدم پھاٹک مین رکھا تو وہ جن صاحب آکر لپٹ گئے
کہ ہم اب جاتے ہین - شہزادی پر ہم عاشق تھے - ہم نے کہا بچا تم بہت عاشق رہے اب
کہان جاؤگے وہ تم پر عاشق ہوگی - جن نے کہا مین باز آیا جاتا ہون چلا گیا اور
اُس لڑکی نے ہوش مین آکر کپڑے پہنے - ہم گئے تو اُسنے اپنے طریق سے سلام کیا -
ہم فرش قالین پر لیٹ گئے - اُسنے مسہری پر لیٹنے کو اصرار کیا - ہم نے کہا فقیرون کو

زیبا نہین ہے۔ اُسنے پوچھا آپ کسی کے عشق مین فقیر ہوے ہین۔ ہم نے کہا ہان۔ پوچھا کہ کیا وہ بہت حسین ہے ہمنے کہا ہان۔ اُسنے کہا نام اُسکا کیا ہے۔ ہم نے کہا کیا کروگی پوچھ کے۔ اُسنے کہا اگر بہت حسین ہے ہم بھی اُس سے عشق کرینگے۔ ہمنے کہا مشکل ہے۔ اُسنے کہا بتلائیے آپ کا طریقہ کیا ہے اور وہ کون ہے۔ ہمنے کہا ہمارا طریقہ لا آلہٰ الا اللہ۔ محمد الرسول اللہ ہے اور اُسکا نام خدائے عزوجل ہے۔ غرضکہ کلمہ پڑھا اور کہا ہم سے اب کسی سے واسطہ نہین ہے بجز اِس صورت کے ہمنے سب پر لعنت کردی اُسنے اپنے مان باپ سے کہا کہ ہم سے ملتے کوئی واسطہ نہین ہے۔ ہم خدا کے ہوگئے وہان سے کچھ تنخواہ اُسکے نام اور کچھ ہمارے نام لکھکر آئی ہمنے کہا کہ ہم روپیہ پیسہ لیکر کیا کرینگے ہم لعنت کرچکے۔ واپس کردی۔ اُسکی کچھ تنخواہ تھی اُس سے کہا کہ خدا کی راہ مین خرچ کرو اور غریبون محتاجون کو دو اور غریبون کے لڑکون کی شادی کردیا کرو خدا خوش ہوگا۔ چنانچہ وہ ایک قریہ موسومہ محمدیہ مین بیٹھ رہی نام اُسکا زوفہ تھا۔ چھ سات سال تک زندہ رہی خدا خدا کیا کی۔ بعد اُسکے انتقال ہوگیا۔ پہاڑ پر اُسکی قبر بنی ہی۔

ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ روس کے آگے ایک پہاڑ ہے۔ وہان گئے ایک شخص ہمارے ساتھ تھے پہاڑ مین راستہ تھا۔ ہم تیز جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ جو تھے اُنھون نے منع کیا کہ اِس جنگل مین جنگلی آدمی رہتے ہین۔ تیز چلنے سے وہ جانتے ہین کہ ہمکو مارنے آتے ہین تو وہ کاٹ کھاتے ہین اُنکے دانتون مین زہر ہے آدمی مرجاتا ہے۔ لہذا آہستہ آہستہ چلیے۔ غرضکہ اُس جنگل مین ایک مقام پر کمل بچھا کر ہم بیٹھے تو

تمام زن و مرد پیر و جوان نہایت حسین مگر برہنہ بالون سے تمام بدن پیر تک ڈھنکا ہوا ناخون بہت بڑے بڑے سب جمع ہوے اور کہا تم اگر بھوکے ہو تو یہ لوٹا اس درخت مین لگاؤ اور درخت کو مڑوڑو۔ چنانچہ ہمارے ساتھی نے لوٹا لگایا اور درخت کو مڑوڑا۔ دودھ سے لوٹا بھر گیا۔ کہا پیو۔ ہمنے دو گھونٹ پیا۔ شہد سے زیادہ شیرین تھا ہمارے ساتھی نے دو تین گھونٹ پیا۔ بعد اُسکے ہمنے پوچھا کہ کیا کرین۔ اُنھون نے کہا باقی بچا ہوا اُسی درخت کی جڑ مین ڈالدو۔ ساتھی نے ڈالدیا۔ اُس سفر بھر مین جہان کہین خواہش بھوک پیاس کی ہوتی ویسا ہی درخت پہچان کر عرق نکال لیتے۔ بولی اُنکی بخوبی سمجھ مین نہین آتی تھی۔

ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ ایک مقام پر اژدہے تھے۔ جنکے پیچھے دور تک پڑے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین حضرت علی کرم اللہ وجہ واسطے راستہ صاف کرنے کے تشریف لے گئے تھے۔ جب سامنا ہوا اژدہون نے کہا کہ تم سے کیا لڑین۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو البتہ مقابلہ کرتے دیکھتے کیسے ہم سے پیش لیجاتے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اژدہے ایسا کہتے ہین آپ خود تشریف لیچلین۔ بس آپ طیار ہوے۔ تشریف لے گئے۔ جب سامنا ہوا سب اژدہے گویا ہوے کہ ہم پر آنچ دوزخ کی حرام ہوگئی۔ قسم ہے اس صورت کی اب انسان کو کبھی ہم نہ ستائینگے چنانچہ اب اگر کوئی جاتا ہے تو وہ ہوا سے کھینچ لیتے ہین۔ جب انسان قریب منھ کے

پہونچتا ہے تو مُنہ پھیر لیتے ہین۔

ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ ہم ایک مقام پر گئے۔ ہر سمت سے پہاڑ تھے اور چھوٹے چھوٹے قد کے آدمی تھے۔ ہم وہان گئے۔ تمام سب آکر جمع ہو گئے اور رونے لگے اور کہا کہ تمھاری مان بڑی کٹر ہے جس نے تمکو اس جنگل مین آنے دیا ہم نے جواب دیا کہ ہم نے مان باپ سب کو ختم کر دیا۔ شب بھر ہمکو رکھا۔ نیند نہین آئی کہ یہ ذرا ذرا سے قد کے لوگ ایسا نہو کہ کروٹ لین انمین سے کوئی کچل جائے تو خون ہم پر ہو۔ ہمکو جنگلی میوہ اور طرح طرح کی چیزین کھلوائین اُنکے افسر یعنی مالک نے ہماری دعوت کی اور بہت لذیذ کھانے ہمکو کھلائے ۔سُنا سُنا وہان جانا بہت دشوار ہے آخر کو ہم صبح کو وہان سے چلدیے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم مدینہ سے شام کو جاتے تھے۔ راستہ مین ایک شخص نے کہا کہ حضرت اِس راستہ سے آپ نہ جائین ادھر ایک اونٹ لاگو ہے جب کسی مسافر راہ گیر کو آتے دیکھتا ہے تو دوڑ کر اُس کے سر کا ڈبہ اُتار لیتا ہے جب آدمی مرجاتا ہے تو قزاق لوگ جنکا اونٹ ہے مال و اسباب آکر لے لیتے ہین۔ مگر ہم نے نہ مانا اُسی طرف چلے۔ جب ہم ایک میدان مین پہونچے تو فی الواقع دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آرہا ہے۔ جیسے ہی وہ ہمارے قریب منہ پھیلا کر دوڑا۔ ہم نے کمر سے چاقو نکال کر سر سے اُسکی زبان کاٹ لی۔ پس وہ فوراً زمین پر گر پڑا اور مرگیا۔ قزاق لوگ دوڑے آئے کہنے لگے کہ ہمارا اونٹ کیون مار ڈالا۔ اب کیا کھائینگے۔ ہم نے کہا خدا رزاق ہے

سب نے توبہ کرلی اور کہا کہ حضرت ہم سب اِس پیشہ پر لعنت کرتے ہین۔ پھر وہ سب مُرید ہوگئے اور ہمکو کئی دن مہمان رکھا۔

استغنا

اے عاشقان وارثی جانو اور آگاہ ہو کہ حضرت امام الاولیا کے حالات خرق وعادات کما حقہٗ کس کی مجال ہے جو بیان کرسکے یا احاطۂ تحریر مین لاسکے۔ مگر مشتی نمونہ از خروارے کچھ مختصر حالات خرق عادات بنظر حظ روح شیدایان وارثی اس مقام پر بیان کیے جاتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ آپکے اجداد واکرام قصبہ دیوے شریف کے بہت بڑے رئیس لو اعظم اور امیر کبیر تھے زر وجواہر مال خزانہ دیہات مزرعہ جات صدہا زیر حکومت تھے۔ سامان امارت ہر ایک قسم وعمارات پختہ واسباب ظاہری ضروریات دنیاداری ہر ایک قسم بیشمار تھا۔ کتب ہاے عربیہ فارسی کے کتبخانے تھے۔ سپاہی۔ پیادے نوکر چاکر دائی ماما اندر باہر صدہا ملازم اور نمکخوار تھے۔ غرضکہ اس جوار و دیار مین مثل آپکے اجداد کے کوئی رئیس ہم پلہ نہ تھا۔ باوجود اس سامان امارت اور ریاست کے جسوقت آپنے منزل فقر مین قدم رکھا۔ سب سامان و اسباب دنیا پر لعنت کردی اور جو کچھ نقد وجنس ریاست امارت تھی سب راہ خدا مین لُٹادی۔ کچھ سروکار نہ رکھا۔ توکل علی اللہ پر قانع وشاکر ہوگئے۔ چنانچہ یہ حالت استغنا ونفرت اسباب دنیا تمام عمر آپکو رہی۔ کبھی اس طرف توجہ اور خیال نہ کیا۔ اگر کوئی ہفت

اقلیم کی دولت اور اسباب سامنے لاکر پیش کرتا تو آن واحد مین سب بانٹ کر بیٹھ جاتے
اور تقسیم کر لینے سے اس درجہ خوش ہوتے کہ بیان سے باہر ہے۔ کیسی ہی قیمتی کوئی چیز
ہوتی۔ ایک منٹ اُسکا رکھنا بار ہوتا۔ تمام عالم کے تحفے تحائف بیش قیمت بڑے
بڑے رئیس راجہ تعلقدار حکام حضور مین لاکر پیش کرتے چند ساعت مین آپ سب تقسیم
کر ڈالتے۔ اکثر تحائف کے پیش کرنے والے کو اُسکا معاوضہ فوراً اُس سے بڑھ کر
قیمتی عنایت فرماتے۔ بار احسان کسی کا کبھی آپ نہ رکھتے۔ روپیہ اشرفی پیسہ کبھی
ہاتھ سے اپنے نہین چھوا۔ حتّٰی کہ سونے چاندی کے اشیاء کو کبھی ہاتھ تک نہین لگایا۔
اگر کسی ناواقف نے کبھی بطور نذر روپیہ سامنے پیش کیا۔ تو اظہار نفرت فرمایا کبھی کسی
بیش بہا نادر چیز پر نظر نہ ڈالی اور نہ حقیر ذلیل اشیا سے نفرت فرمائی۔ دونون کو ایک
ہی نظر سے ملاحظہ فرمایا۔ اکثر عشاق جان نثار و رؤساے جوار و دیار مثل بادشاہ حسین
رئیس کبرہ و فدا حسین خانصاحب رئیس کبرہ و چودھری لطافت حسین خانصاحب رئیس
رامدانہ۔ و حاجی عباس حسین خانصاحب رئیس بابو پور و شیخ عنایت اللہ صاحب
رئیس سیدن پور۔ و حاجی بشیر احمد خانصاحب رئیس غازی پور و راجہ دوست محمد خانصاحب
رئیس مہونہ و راجہ اودت نرائن سنگھ صاحب رئیس رام نگر و راجہ محمد شیر خانصاحب
رئیس رائے پور و ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاواں و کنور عبد الشکور خانصاحب رئیس
دہرم پور و بشیر الزمان خانصاحب رئیس زمینا و مولوی شرف الدین صاحب جج
گیا و بیگم صاحبہ دولی شریف و عائشہ بی بی صاحبہ گیا۔ و منشی غنی حیدر صاحب وکیل گیا

وحافظ حسن صاحب و کنہیالال صاحب و حافظ پیاری صاحب و میان شیدا
صاحب لکھنوی وعبدالصمد صاحب نورباف ساکن مسولی ۔ وتراب نرقصاب
ساکن پیتے پور ونبو بھٹیاری اپین آباد لکھنو ۔ غرضکہ نام بنام کہان تک لکھون
تمامی رؤسا وامرا وحکام امیر غریب جولاہے کبڑیے قصائی بنیے مہاجن
جو مثل پروانہ شیفتہ وجان نثار اُس شمع ہدایت کے تھے ۔ ایام سرما مین حسب
حوصلہ اپنے جڑاولین مثل رضائی لحاف سگدہ کے ایک سے ایک اعلیٰ اور
بیش قیمت کمخواب اطلس زربفت نیمزری اصلی جامہ وار مخملی اصلی پھلور اونی
پھلور ۔ جاپانی ایک سے ایک بڑھکر لاکر پیش کرتے اُنکو بھی حضور اوڑھ لیتے
اور اگر کوئی غریب عقیدت مند اپنے حوصلہ کے موافق چھینٹ وغیرہ کی جڑاول
پیش کرتا اُسکو بھی آپ بکشادہ پیشانی نہایت شوق کے ساتھ زیب تن فرماتے ۔
کمخواب وغیرہ اور سوتی چھینٹ مین کچھ فرق نہ فرماتے ۔ دونون کو ایک ہی حیثیت سے
استعمال فرماتے ۔ اگر اطلس کمخواب کی رضائی لحاف ہے تو اُسمین ہاتھ مُنھ عطر ۔
تیل پونچھ لیا اور اگر چھینٹ کی ہے تو اُسمین بھی ۔ نہ اُسکی عمدگی سے غرض ۔ نہ
اُسکی کم حیثیتی کا خیال ۔ اگر کسی نے تعریف کر دی کہ حضور یہ بہت بیش قیمت ہے
تو کچھ پرواہ نہین اور اگر کسی نے معمولی تبلادی تو کچھ خیال نہین ۔

چنانچہ ایک مرتبہ راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقدار رہونہ نے ایک
رضائی نہایت بیش قیمت سنہری زری اطلس کی بنارسی جسمین بیل اور گوٹ وغیرہ سب

پُر زر لگی تھی - حضور مین پیش کی - آپنے نہایت خوشی سے اوڑھ لی - دوسرے روز ایک جولاہے غریب نے ولایتی سنہری چھاپے کی اشرفی بوٹی والی چھینٹ کی رضائی لاکر پیش کی اُسوقت حضور صحن مکان مین دھوپ مین تشریف فرما تھے جیسے ہی رضائی کھولی آفتاب کی شعاع سے اور زیادہ چمک معلوم ہوئی حضور نے فرمایا کہ یہ رضائی بہت چمکدار اور اُس زری اطلس سے کہین اچھی ہے اور قیمتی ہے نور محمد شاہ سے ارشاد ہوا کہ راجہ جو رضائی کل لاے تھے اِنکو دیدو چنانچہ وہ رضائی اطلسی راجہ صاحب الی اُسیوقت نورباف صاحب کو دیدی گئی اور آپ وہی چھینٹ سنہری کی رضائی اوڑھ کر لیٹ گئے اور بار بار اُس پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ بہت چکنی اور وضع دار ہے - یہ بہت دیہون مین بنی ہوگی اسکا مقابلہ کوئی راجہ بھی نہین کر سکتا

ہمیشہ عادت شریف تھی کہ جہان ایک چیز کے موجود ہونے پر کسی نے دوسری چیز لاکر پیش کردی تو اُسکا رکھنا ایک منٹ کو بار خاطر ہوجاتا - جب تک وہ کسی کو نہ دیتے قرار نہ آتا -

مثلاً کسی نے تہبند بدلوایا یا کوئی رضائی لحاف - دُھسا - کمل بانات چادر وغیرہ لایا تو جب تک دوسری رضائی وغیرہ کسیکو نہ دیدیتے چین نہ پڑتا - سخت اُلجھن ہتی - بار بار فرماتے کہ ہمکو دوسری رکھکر کیا کرنا ہے - ہمارے کون بیٹھا ہے جورو - نہ بچے - یہ فلانے کو دیدو - آپکے علم مین اگر خادمون کے پاس کوئی چیز مثل تہبند وغیرہ یا دیگر اشیاء تحفہ تحائف کسی سیر وسیاحت مین جمع ہوجاتا اور آپکی

نظر اُس پر پڑ جاتی تو فوراً آپ سب سامان لٹوا دیتے - ایک شمہ بھر باقی نہ چھوڑتے
چنانچہ راقم اکثر پورب کے سفر یعنی دربھنگہ و پٹنہ وغیرہ مین ہمرکاب رہا ہے - دیکھا کہ
اِس کثرت کے ساتھ تہبند اونی و سوتی و کمل و دُھسہ و دیگر تحائف بیش قیمت آتے
تھے کہ عقل نہین کام کرتی تھی - مگر جس شہر سے کوچ فرمایا سب وہین لُٹا پٹا دیا خدام
نے بارہا سامان ضروری مثل فرش فروش برتن یا لمپ گھڑی شیشہ وغیرہ وغیرہ
خفیہ طور پر جمع کیا - مگر جب آپکی نگاہ پڑی فوراً سب پھینکوا دیا یا لٹا دیا - برتن ضروری
مثل لوٹا تسلہ رکابی وغیرہ بجز مٹی کے کبھی تانبہ وغیرہ کا استعمال مین رکھنا پسند نہ فرماتے
تھے - دروازے پر پیر غلام کسگر آباد تھا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا لوٹا مٹی کا اور کونڈا و رکابی
پیالے ہمیشہ حضور کے استعمال مین رہے بلکہ دور دور لوگ لوٹے مٹی کے اُس کے
یہان سے آج تک تبرکاً لے جاتے ہین -

دیوہ شریف کے میلہ مین لاکھون مخلوق دور دور سے آکر جمع ہوتی تھی اور
جو عقیدت مند رئیس راجہ تعلقدار حکام غریب جہان سے چلتا تھا وہان کے تحفہ
تحائف علاوہ تہبند و چادر کے اپنے حوصلہ کے موافق لاتا اور حضور مین پیش کرنا
اپنا فخر سمجھتا تھا - غرضکہ لاکھون تہبند چادر اونی سوتی دُھسہ لوئی کمل بانات و
دیگر تحائف بیشمار صدہا ہزارہا من مٹھائی و میوہ جات تر و خشک وغیرہ وغیرہ تخمیناً
اَسّی - نوّے ہزار روپیہ کا سامان نقد و جنس ایام میلہ مین جمع ہو جاتا تھا - مگر حضور
سب لٹوا دیتے تھے - چنانچہ میلہ مین یہ قواعد مقررہ تھے - کہ جب سترہ تاریخ شب کو

بعد قل کے درگاہ سے حضور واپس ہوتے تو اُسی وقت سے لوگون کو رخصت کرنا آپ شروع فرماتے اور وہ سامان جمع شدہ تقسیم ہوتا جاتا جسکو رخصت فرماتے سکو کچھ نہ کچھ تہبند چادر مٹھائی دُھسّہ کمل وغیرہ جوجسکی قسمت کا ہوتا ضرور دلواتے آخر کو یہان تک نوبت پہونچی تھی کہ اٹھارہ تاریخ سہ پہرتک کل اسباب نقد وجنس آپ بانٹ دیتے تھے اور تمام مکان مین اندر سے باہر تک جھاڑو دے دیجاتی تھی اور حضور اقدس سہ پہر کو وہی ایک تہبند مین سکھ کا بدن مبارک پر باندھے ہوے موضع بینڈ کو جو متصل دیوہ شریف کے ہے روانہ ہوجاتے تھے۔ ایک پوڑی اور ایک تاگا تک اٹھارہ تاریخ مکان مین باقی نہ رہتا تھا۔ کوٹھری کے کنواڑ یون ہی کھلے پڑے رہتے تھے۔ اٹھارہ تاریخ خدابخش شاہ موضع بینڈ مین عرس دادا پیر کا کرتے تھے۔ وہان بھی جوکچھ سامان آتا تھا سب آپ لٹا دیتے تھے۔ صبح کو موضع کھیولی جو متصل بینڈ کے ہے تشریف لیجاتے۔ وہان بدنام شاہ گوشہ نشین تھے عرس دادا پیر کا کرتے تھے۔ وہان بھی جوکچھ تہبند وغیرہ آتے سب تقسیم فرمادیتے۔ داد وہش مین اسقدر جلدی تھی کہ اگر کوئی شخص کیسا ہی بیش قیمت تحفہ سامنے لاکر پیش کرتا اور خدام فوراً سامنے سے ہٹا نہ دیتے تو اُسی وقت دوسرے شخص کو دیدیتے۔ الغرض اسباب دنیا سے سخت نفرت تھی۔ بجز ایک تہبند کے جو جسم اطہر پر رہتا تھا دوسرا پاس نہین رکھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ موسم سرما مین شب کو جب زنانہ ہوا اور مستورات

حضور میں حاضر ہوئیں۔ اُس روز اتفاق سے مسماۃ راجی جو قریب ہی رہتی تھی۔ چوری کا موقع پاکر وہ رضائی جو بیگم صاحبہ دولی شریف کے یہاں سے آئی تھی اور نہایت بیش قیمت تھی۔ کھونٹی سے اُتار کر چلتی ہوئی۔ جب مردانہ ہوا تو نور محمد شاہ نے رضائی تلاش کی جب نہ ملی تو زنانی ڈیوڑھی پر آکر راقم کو آواز دی اور پوچھا کہ حضرت کی رضائی تو کوئی نہیں لے آیا ہے۔ مین نے بعد دریافت کہا کہ یہاں کون لاتا۔ آخر کو پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ راجی آج چوری سے چھپ کر وہاں گئی تھی اور فوراً چلی آئی تھی اُسیوقت نور محمد شاہ اُسکے مکان مین گئے تو دیکھا کہ وہ مزے سے اوڑھے پیال پر لیٹی ہے۔ یہ بہت خفا ہوے اور رضائی چھین لائے اور حضور سے یہ قصہ بیان کیا۔ کہ حضور کے یہان آج چوری اس طرح ہو گئی تھی۔ آپنے فرمایا کہ راجی کو بلالاؤ۔ جب وہ آئی تو آپنے اُسکو وہ رضائی اور اپنا لحاف جو اوڑھے تھے اُتار کر دیدیا اور دس روپیہ نقد دلوائے اور فرمایا کہ ہمیشہ ایک رضائی اور لحاف اِسکو دیا جایا کرے۔ اب ملاحظہ ہو کہ لحاف تو راجی کو دیدیا اور خود تہبند باندھے ماگھ پوس کے جاڑے مین بیٹھے رہے۔ جب نور محمد شاہ نے زنانی ڈیوڑھی پر آکر یہ واقعہ بیان کیا کہ حضرت کے اوڑھنے کے واسطے اسوقت کچھ نہین ہے کوئی لحاف موجود ہو تو دیدو۔ اُسوقت عزیزی حکیم عبد الرحمن خانصاحب کی دلہن نے اپنا لحاف بھیجا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جب حضور آگرے کی طرف تشریف لے گئے تو حضور کے یہان مسمی دین علی سپاہی نے بغرض طمع چوری کرنا چاہی۔ جب کوٹھری مین

داخل ہوا تو بجز اسکے کہ چند قرآن شریف وہان تھے اور کچھ نہ پایا۔ قرآن شریف لیکر باہر صحن مکان مین آیا اور اندھا ہوگیا۔ کسی طرف راستہ نہ سوجھا۔ پکڑا گیا۔ جب حضور سے بعد واپس آنے سفر کے یہ واقعہ عرض کیا گیا۔ تو حضور سنکر بہت ہنسے اور جسقدر فرش فروش اُگالدان وغیرہ حتیٰ کہ چھت گیری تک سب بانٹ دیا اور دین علی کو بلا کر بہت سا اسباب دیدیا۔ اُس روز سے معمول تھا کہ مٹی کا برتن تک نہین رہتا تھا۔

چور از روے شریعت ظاہرا
گھر سے دشمن کو نہ پھیرا نامراد
مستحق اسکو کیا اُس مال کا
الغرض جو آپکی بس شان ہے
آپ اُٹھا لیتے ہین خود بار جہان

کب سزادار عنایت تھا دلا
واہ کیا روشن تھی شمع اتحاد
خُلق دکھلایا نبی کی آل کا
ہو بیان **منعم** یہ کیا امکان ہے
دوسرے پر بار رکھتے ہین کہان

دیوے شریف مین جو عرس کاتک کی پہلی سے شروع ہوکر چھٹہ کو ختم ہوتا ہے یہ عرس حضرت دادا پیر کا ہے۔ اسکی ابتدا اس طرح ہوئی کہ جناب خالہ مستقیم شاہ صاحب مرحومہ کا جب قیام دیوے شریف مین بہ غرض خدمت واطاعت حضرت پیر و مرشد برحق ہوا تو ایک عرصہ کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت دادا پیر کا عرس ہونا چاہیے کیونکہ اہل اللہ مین یہ طریق مستحسن سمجھا گیا ہے۔

حضور کو ان معاملات عرس و میلہ وغیرہ سے تو کچھ سروکار ہی نہ تھا۔ وہاں تو منزل ہی دوسری تھی تسلیم و رضا کا عالم تھا۔ جب جناب خالہ صاحبہ مرحومہ نے حضرت سے

یہ خیال ظاہر فرمایا۔ تو حضور نے کچھ جواب شافی نہ دیا۔ ادھر اُدھر کی باتون مین ٹال دیا۔ غرضکہ حضرت صاحب قبلہ جب آگرے کی طرف سفر مین تشریف لیگئے اُسوقت خالہ صاحبہ نے مسمی خاص میان کو جو ایک سِن رسیدہ آدمی تھے بلا کر مقام قبرستان حضور کے خاندان کا پوچھا۔ اُنھون نے تالاب بڑ ہیلے پر تبلایا اور دادا صاحب اور دادی صاحبہ کی قبرین مقام شاہ ویس پر تبلائین۔ وہان معمولی طریقہ پر خالہ صاحبہ نے قل کرایا۔ چنانچہ اُس زمانہ مین مسمی نعمت اللہ شاہ نورباف ساکن ملانوان جو حضرت صاحب کے بڑے عاشقون مین انکا کام یہ تھا کہ جو کچھ کپڑا اُبنتے تھے اپنے اہل و عیال کی پرورش سے جو پس انداز ہوتا تھا حضور مین لاکر پیش کر دیتے تھے۔ آپ غریبون محتاجون کو تقسیم فرما دیتے تھے۔ چنانچہ قل کے قریب نعمت اللہ شاہ اپنے ہاتھ سے بُن کر سبزہ گاڑھے کی چادرین لائے اور تالاب بڑ ہیلے پر جو قبرستان ہے وہان چند چراغ روشن کرا کے خالہ صاحبہ نے قل کرایا اور بعد چند روز کے شاہ ویس پر آپکے والد صاحب کا مزار مع ایک چادر دیوار پختہ کے جناب مرحومہ نے طیار کرایا۔ اُسی کے ملحق ایک مسجد بھی بنوائی گئی۔ بادشاہ حسین خانصاحب رئیس کبرا نے راقم کے اہتمام سے ایک کٹہرا آہنی مزار پر لگوادیا۔ اور عزیز احمد خانصاحب شاہجہانپوری نے بھی ایک کٹہرا آہنی لگایا۔ مگر یہ سب کٹہرے وغیرہ انتظامات عرس کے بارہ چودہ برس بعد ہوئے اور جب حضور پچھان کی سیر و سیاحت مین تشریف لے گئے اُسوقت مزار وغیرہ بہت عجلت کے ساتھ تیار کرایا۔ کہ ایسا نہو کہ حضور روک دین۔ اب جب مزار تیار ہوگیا

اور دو چار مرتبہ معمولی طور پر عرس بھی ہوگیا۔ اُسوقت خالہ صاحبہ نے حضور سے
عرض کیا کہ یہ عرس مین نے قائم کیا ہے۔ حضور اسکی تاریخ مقرر فرمادین اور مریدین
اُس تاریخ مین آکر شریک عرس ہوا کرین۔ غرضکہ خالہ صاحبہ نے حضور کو مجبور کر کے
تاریخ عرس مقرر کرائی۔ حضور نے فصلی مہینہ ہندی کے حساب سے پہلی کاتک
کی مقرر فرمائی جو قمری مہینہ کی یعنی چاند کی پندرہ تاریخ ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلا عرس
واقعہ ۱۵۔ ذی الحجہ ۹۷ سنہ ۱۲ ہجری سے شروع ہوا اور ۱۷۔ ذی الحجہ کو ختم ہوا۔ رفتہ رفتہ
چندہی سال کے اندر یہ ایک میلہ ہوگیا۔ مریدین بھی بے انتہا میلہ مین آنے لگے۔ پھر تو
دیکھتے دیکھتے دس برس کے اندر ایک بہت بڑے پیمانہ پر عظیم الشان میلہ ہوگیا۔ قواعد
اس میلہ کے یہ تھے کہ حضرت صاحب قبلہ عرس سے دو چار روز بیشتر دیوہ شریف
رونق افروز ہوجاتے۔ تیرہ ۱۳ تاریخ سے گھر مین میراثنین آکر دونون وقت حقانی گانا
گاتین۔ دیسی پردیسی مستورات کی شرکت بطریق محفل ہوتی۔ پندرہ تاریخ کو سہ پہر کے
وقت مزار شریف پر پہلی چادر ہمارے گھر سے حضرت صاحب کی طرف مردانہ مین
ہوکر باجہ کے ساتھ درگاہ پر جاتی۔ جب گھر کی چادر پہلے مزار پر پڑجاتی اُسکے بعد دیوے
کی چادرین مزار پر پڑتین۔ گھر کی چادر کے ساتھ رحیم شاہ صاحب قاضی بخشش علیصاحب
میان منظر علیصاحب مزار پر جاتے اور تا اختتام قل سترہ تاریخ شب تک نگران و
منتظم مزار پر رہتے۔ باہر کے مریدین جو چادرین حضور مین لاکر پیش کرتے وہ سب آپ
اندر بھجوا دیتے جو یہان سے سترہ تاریخ تک وقتاً فوقتاً باجے وغیرہ کے ساتھ درگاہ پر

جایا کرتین - پندرہ تاریخ سے عزیزی حکیم عبدالرحمن صاحب کی طرف سے دن کو
کھچڑی ماش کی اور دہی - اور شب کو روٹی گوشت چاول مہمان اور آیندہ روند کو
تقسیم ہوتا - اندر زنانے مین جو بھتیند کوئی بی بی حضور کو بدلواتین یا تصدق وغیرہ
کرتین یا تحفہ تحائف مٹھائی وغیرہ لاتین وہ عورتون مین تقسیم کردی جاتی - سترہ تاریخ
جو قل کا دن مقرر تھا اُس روز سہ پہر سے ہمارے گھر مین دیوے کی بی بیان آنا
شروع ہوتین - گویا بطریق شرکت رسم برادرانہ قل مین شریک ہوتین - قل کیواسطے
شربت روشنی کا انتظام اب اخیر زمانہ مین بادشاہ حسین خانصاحب کا ہوگیا تھا -
ورنہ ہم لوگ روشنی وغیرہ کیا کرتے تھے - غرضکہ سترہ تاریخ کو بعد نماز مغرب کے
صحن مکان مین فرش بچھایا جاتا تھا - رؤسا و امرا جمع ہوتے - جب سب لوگ
آجاتے اُسوقت حضور دالان کے بیچ کے در مین نشست فرماتے - حیدر میراثی
و عبداللہ قوال فوراً کوئی غزل حقانی شروع کرتے - ڈھول پر ہاتھ مارتے ہی لوگ
روپیہ حضور پر تصدق کرکے میراثیون کو دینا شروع کرتے - جہان دو شعر اُنھون نے
گائے کہ فوراً حضور نے دست مبارک کے اشارے سے فرمایا کہ بس کرو - مگر
تاہم اس چند منٹ مین سیکڑون روپیہ و رکپڑے کا ڈھیر اُنکے آگے لگجاتا تھا -
بعدہ لشکر و آتشباز ساکن دیوہ کچھ آتشبازی چرخی انار وغیرہ چھوڑتا اور امید علی
ساکن جہانگیرآباد چند غبارے اُڑاتا - بعدہ حضور واسطے قل کے درگاہ پر
تشریف لے چلتے - مکان سے برآمد ہوکر دروازے پر پالکی مین حضور لیٹ جاتے

ہر جہار سمت سے رؤسا و امرا حلقہ کر لیتے۔ سرکاری انتظام کیلیے چوکیدار و کانسٹبل سب انسپکٹر وغیرہ پالکی کے دونون طرف ہوتے اسپر بھی میلہ کے قریب جب پالکی پہونچتی۔ پھر کسی کا انتظام کام نہ آتا۔ ہر طرف عشاق پروانہ کے مانند نثار ہونے لگتے غرضنکہ حضور درگاہ شریف پر تشریف لے جاتے وہان سے نکل کر درگاہ کے دروازے پر شامیانے کے نیچے رونق افروز ہوتے وہان قُل ہوتا بعد قُل کے حضور مسجد کے حُجرے کی چھت پر تشریف لیجاتے۔ مزار کی چادرون کی میان مظہر اور رحیم شاہ صاحب مختلف گٹھریان باندھنا شروع کرتے۔ مگر پہلے عبدالرحمن چوبیس چادرین عمدہ چھانٹ کر لے لیتے تھے۔ پھر وہ گٹھریان چادرون کی حجرۂ مسجد پر حضور کے سامنے پیش ہوتی تھین۔ حسب الحکم حضور والا وہ چادرین پھاڑ کر کوٹھے کے نیچے سب پھینک دی جاتین لوگ تبرکاً لوٹ لیتے۔ بعدہ حضور پالکی پر سوار ہو کر مکان پر تشریف لاتے اور لوگون کو رخصت کرنا شروع کرتے۔ ہر شخص کو تبرکاً تہبند مٹھائی عطا ہوتا۔ میان رحیم شاہ صاحب حضرت کو مکان تک پہونچا کر درگاہ پر واپس آتے اور جو مٹھائی درگاہ پر جمع ہوتی اُسمین سے پہلے نصف حصہ مجاور فقیر کو دیدیتے بعدہ ایک بڑا ٹکڑا چادر کا جو راقم پہلے ہی لے لیتا۔ اُسمین جسقدر مٹھائی مجھ سے بھری جاتی مین بھر کر ایک گٹھر باندھ کر آدمی کے حوالے کرتا۔ پھر تمام مٹھائی لوگ لوٹ لیتے۔ رحیم شاہ صاحب اور میان مظہر علی صاحب و قاضی بخشش علی صاحب قُل اور مٹھائی وغیرہ تقسیم ہو جانے کے بعد مزار شریف سے چلے آتے بعد قُل کے جو کچھ چڑھاوا ہوتا وہ مجاور

تکیہ دار یعنی گھسیٹے فقیر کو ملتا تھا۔

رضا و تسلیم

واضح ہو کہ حضرت فخرالاولیا ہمیشہ کاربند رضا و تسلیم رہے ہے۔ حرص و طمع و کبر و حسد و رشک و غضب و محبت دنیا و کذب و غیبت و عیب بینی سے کام نہین رکھا دنیاوی ذکر و افکار کبھی حضور نہ سُنتے۔ اگر کوئی اپنی پریشانی یا بیکاری یا تکلیف بیماری و تردد عیالداری کو حضور مین عرض کرتا تو فرماتے کہ خدا مالک ہے خدا مالک ہے۔

اکثر جناب امام الاولیا فرماتے کہ ہم دنیا کے جھگڑون بکھیڑون کو کیا جانین۔ دنیا مردار پر ہمنے پہلے ہی لعنت کردی۔ ہماری منزل عشق کی ہے۔ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ چاہے کوئی ہو۔ عاشقانہ قصے اور حکایات شبانہ روز حضور مین ہوا کرتے تھے مخصوص یہ خدمت قصہ گوئی تراب علی شاہ صاحب ساکن بھٹولی و قاضی بخشش علی صاحب ساکن گدیہ کو عطا ہوئی تھی۔ بعض اور خدام آیندہ و روندہ اگر کوئی قصہ کہانی کہتا تو بھی سُنتے اور محظوظ ہوتے۔ گفتگو سے نہایت متنفر ہوتے۔ نہ گنڈہ لکھنے سے مطلب نہ تعویذ سے نہ وظیفہ سے غرض نہ عمل پڑھنے سے مطلب۔ عمل اس کلیہ پر تھا کہ خدا کے سامنے بھی ہاتھ نہ پھیلانا چاہیے۔ خدا سے بھی محبت کرے تو بلا مطلب کی۔ اکثر فرماتے تھے کہ عاشق کا دین و دنیا دونون خراب مگر محبت اچھی چیز ہے۔ دنیا اسی سے قائم ہے۔ محبت مین

کسب نہین۔ جسقدر کسب ہوگا وہی تصنع ہے۔ محبت بلا مطلب کی ہونا چاہیے خواہ کسی سے کیون نہو۔ سچی ہونا چاہیے۔ خدا محبت ہی سے ملتا ہے۔ محبت سے دو دل بھی اسی طرح ملجاتے ہین جس طرح کسی زنجیر کی کڑیان اُسکا پھندا اُسمین اُسکا پھندا اسمین۔ اگر دونون مستقل اور مضبوط ہین تو نباہ ضروری ہے۔ اگر ایک مین بھی کمزوری ہوئی تو محبت ہی کے زور مین الگ الگ ہوجاتے ہین۔ محبت کے زور کے پاسنگ بھی دنیا کی کسی شئے مین زور نہین ہے۔ محبت مین جسقدر تکلیف پہونچے۔ جو ہو مگر اُس سے پھرے نہین۔ وفا لازمی ہے۔ خدا نے محبت انسان کے لیے بنائی ہے۔ فرشتون کا فخر ہے اطاعت۔ انسان کا فخر ہے محبت۔

ہر وقت ہر لحظہ حضور اقدس رضا و تسلیم مین رہتے۔ قصہ کہانیان بھی اس غرض سے سُنتے کہ کسی کو فضول بات کرنے اور خیال کے بٹانے کا موقع نہ ملے۔ حضور تہ بند مین منھ چھپائے یاد خدا مین رہتے اور لوگ سمجھتے کہ حضور قصہ سُن رہے ہین۔ ایک سچے عاشق اور صابر و شاکر کا حضور پورا نمونہ تھے۔

واضح ہو کہ جو حضرات آستانہ پاک پر زمانہ حیات حضور مین حاضر ہوئے ہونگے وہ خوب سمجھ سکتے ہین کہ آج جہان مزار پُر انوار سلطان الاولیا کا ہے یہ ایک پختہ مکان باعانت راجہ سربجیت سنگھ رئیس رام نگر مستقیم شاہ صاحب کے واسطے بنوایا گیا تھا جسکی بغل مین دو منزلہ برآمدہ مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر پٹنہ جج ہائیکورٹ بہار نے بنوایا تھا۔ جہان نیچے اوپر لوگ بھرے رہتے تھے۔

اول ڈیوڑھی مین میان نعمت علی شاہ صاحب اور اوگھٹ شاہ صاحب کا
بستر چند روز سے تھا۔ بغلی کمرہ مین میان رحیم شاہ صاحب کا قیام دن بھر رہتا تھا۔
تین دروازون سے گذرنے کے بعد اندر مکان کے داخلہ ہوتا تھا۔ یہ کل ڈیوڑھی
بھی بعض اوقات آدمیون سے بھری رہتی تھی۔ اندر کا مکان اندر ہی سے بند
رہتا تھا۔ مکان کے اندر نہ توکوئی تزک تھا نہ احتشام۔ نہ کوئی تخت تھا نہ مسند لگی
تھی۔ ایک گدہ جس پر ایک سوزنی یا چادر پڑی رہتی اور اُس پر حضور پاک تہبند
باندھے۔ یا دلائی یا رضائی یا لحاف سر سے اوڑھے داہنی کروٹ خاموش لیٹے
رہتے۔ تکیہ تک سرہانے نہوتا۔ خدام حاضرین کوئی ہاتھ پیر دباتا۔ کوئی پنکھا ہلاتا۔
کوئی قصہ کہتا۔ کبھی جی چاہا تو دو ایک بات اُسنے کر لیتے۔ جب قدمبوسی کو کوئی
حاضر ہونا چاہتا تو کسنواڑ کی کُنڈی کھڑکھڑاتا۔ فیضو شاہ وغیرہ نے دروازہ کھولدیا۔
کبھی حضور پوچھ بھی لیتے کہ کون ہے۔ عرض کیا جاتا کہ کوئی زنجیر ہلاتا ہی۔ آپ
فرماتے کھولدو۔ دس پانچ آدمی اندر نکال لیے جاتے جو آکر نہایت خضوع
وخشوع سے دست بوس اور قدمبوس ہوتے اور دوسرے دروازے سے
واپس جاتے۔ اکثر کسی کو بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی زیادہ موقع نہین ملتا تھا
اسمین امیر غریب ہر شخص کی ایک حالت تھی۔ چند منٹ کے بعد حضرت فرماتے کہ
"اچھا چلو کچھ ملاقات ہوگئی"۔

راقم نے اپنی صغیر سنی مین دیکھا ہے کہ باہر کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا

ہر فرد بشر جسکا جی چاہتا بلا روک چلا جاتا - چنانچہ ہمارے قصبہ فتحپور مین ایک مجذوب درویش رہا کرتے تھے - اُنکی یہ بڑ رہا کرتی تھی "کہ یارو ابھی دربار عام ہے - چلو آستانہ کا دروازہ کھلا ہے - عنقریب دربار خاص ہوا چاہتا ہے دروازہ بند ہو جائیگا"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد چندے حکم ہو گیا کہ دروازہ بند رہا کرے -

اکثر لوگ حضوری مین باریاب ہونے کی غرض سے یا بخیال محبت و عقیدتمندی کے کوئی نظم غزل قصیدہ حضور کی شان مین لکھکر لاتے تو بہت خوشی سے سُنتے اور اگر آپ خود اُس غزل قصیدہ کو پڑھنے لگتے تو جہان نام پاک حضور کا آتا اُس شعر کو یا تو چھوڑ دیتے یا حاضرین مین سے کوئی وہ شعر پڑھ دیتا - اپنی روحانی قوت کی پردہ داری اِس طرح فرماتے جیسے کوئی اپنا عیب چھپاتا ہو دیکھنے والے دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ تہبند باندھے کبھی قصہ سُن رہے ہین کبھی بھولی بھولی باتین کر رہے ہین نہ دنیا کی فکر نہ دین کا ذکر نہ علم کا بیان نہ کسی مسئلہ پر بحث - ہر وقت ایک اضطراری کیفیت ہین اگر کسی عقیدتمند نے اپنے حوصلہ اور خواہش سے حضور کی آمد مین کوئی جلسہ کیا - اور باجہ روشنی آتشبازی وغیرہ کا انتظام ہوا تو حضرت کو اس سے کوئی غرض نہین - باہر مکان کے دھوم دھام کرتے رہو جب شور زیادہ بھیڑ کے ساتھ تہبند لیکر آئے - اُسوقت حضرت اُلجھنے لگتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے کہ چلو چلو پھر ملاقات ہوگی"۔ اگر کوئی ہنرمند بازیگر تماشے والا - گویا - بہروپیا - یا کشمیری نقال بغرض اپنی فلاح اور بہبودی کے

تماشا یا گانا دکھاتا۔ سنانا چاہتا تو نہ آپ خواہش فرماتے اور نہ بخیال دلشکنی اسکے فعل کو منع کرتے۔ دو ایک منٹ دیکھ سنکر فوراً موقوف کرا دیتے اور اُسکو مثل تہبند وغیرہ کے تبرکاً کچھ ملجاتا۔ غرضکہ اظہار شان وتجمل قریب نہ آتا۔ بجز اسکے کہ ہر وقت عالم سکوت تھا۔ مگر

خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

طرز معاشرت ونشست وبرخاست

جناب ممدوح تمام عمر ریل یا جہاز کی سواری کے سوا کسی دوسری سواری گھوڑے ہاتھی۔ اونٹ۔ ایکہ۔ بگھی وغیرہ پر نہین سوار ہوے ہمیشہ پا پیادہ سیر وسیاحت فرماتے رہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین بمجبوری پالکی پر سوار ہونا قبول فرمایا تھا۔ اسمین بھی کبھی بیٹھکر یا تکیہ لگا کر آپ نہین چلے۔ بلکہ جب پالکی مین سوار ہوتے تو خواہ کتنا ہی قریب یا بعید کا سفر ہوتا یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ یا مکان مین بسواری پالکی تشریف لے جاتے تو آپ پالکی مین لیٹ جاتے۔ اُسوقت پالکی اُٹھائی جاتی۔ اوپر سے رضائی۔ دولائی۔ دھوسہ وغیرہ خادم اُڑھا دیتے۔ صرف ذرا سا مُنھ کھلا رہتا۔ وہ بھی کبھی بند کر لیتے کبھی کھولدیتے۔ آپ کی پالکی کے کہار ہندو مسلمان دونون تھے۔ جنکے نام یہ تھے۔ وزیر خمرہ۔ چھدن خمرہ۔ امامی خمرہ۔ غلام محمد خمرہ ساکنان براہمپور ضلع بارہ بنکی۔ بھوانی کہار۔ رامچرن کہار ساکنان دیوہ شریف۔

تمام عمر کبھی پلنگ۔تخت یا چوکی مسہری۔کوچ۔کرسی۔مونڈھے وغیرہ پر آپ نہین لیٹے بیٹھے۔نہ کبھی تکیہ۔مسند لگا کر بیٹھے نہ سر کے نیچے کبھی تکیہ رکھا۔بستر استراحت ہمیشہ زمین مین رہا۔ایک اُگالدان تھوکنے کے واسطے اور ایک ٹکڑا تنذیب کا مُنھ پوچھنے کو سرہانے رکھ دیا جاتا۔چنانچہ اُسی بچھونے پر کبھی آپ لیٹے رہتے اور کبھی نشست فرماتے۔شبانہ روز خواب و بیداری کی ایک حالت تھی۔کبھی کسی نے آپکو غافل ہوکر سوتے ہوے نہین دیکھا۔قربان قربان آپکے استقلال پابندی و وضعداری کے۔

بھلا غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ کیا ہر ایک آدمی یا انسان کا کام ہے کہ جس فعل و وضع کو اختیار کرے اور اُسکو تا بہ وصال نچھوڑے۔واللہ یہ حضور ہی کے حصہ کی بات تھی کہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ادنےٰ ادنےٰ سنت کی پابندی کا خیال کرنا کیا کسی کی مجال اور کیا کسی کا مُنھ جو اس میدان مین ایک لمحہ ٹھہر سکے۔یہ آپ ہی کی شان تھی کہ جس فعل کو اختیار کیا تا بہ وصال نہ چھوڑا حتّٰی کہ تمام عمر بجز ایک کروٹ داہنی کے بائین کروٹ کبھی نہ لیٹے اور بجز تین طریقے کی نشست کے چوتھے طریقے کی نشست کبھی بھولے سے نہ اختیار کی چنانچہ جب آپ بستر استراحت پر لیٹتے تو اکثر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی رخسارۂ مبارک کے نیچے اور بایان ہاتھ داہنے ہاتھ کی کلائی پر رکھ لیتے اور اوپر سے رضائی یا دُلائی یا دُھسہ اُڑھا دیا جاتا صرف روے مبارک کُھلا رہتا۔اکثر بایان ہاتھ نکال کر بغل کے نیچے رضائی وغیرہ سے دبا لیتے۔سرہانے کا رومال اکثر کان کے نیچے آپ رکھ لیتے گاہے

اُگالدان مین تھوک کر مُنہ پونچھ کر پھر کان کے نیچے رکھ لیتے۔ دونون کانون مین روئی ہر وقت لگی رہتی تھی۔ داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کے پورون پر ہر وقت لیٹے بیٹھے مانند شمار انگوٹھہ چلا کرتا تھا۔ اکثر آپ کہنے سُننے سے گاہے ماہے چند منٹ کے واسطے اگر بائین کروٹ لیٹ بھی گئے تو فوری پھر داہنی کروٹ ہو جاتے۔ یا گاہے چت چند منٹ کو لیٹے تو داہنا پیر سمیٹ کر گھٹنا کھڑا کر لیتے اور بایان پیر پھیلا دیتے۔ اور دونون ہاتھ سے گوشہ تہبند کو قریب مُنہ کے رکھے رہتے۔ صرف آنکھ اور بینی مبارک کُھلی رہتی۔ مگر یہ چت لیٹنا شاذ و نادر ہوتا تھا۔ ورنہ ہمیشہ ہر وقت داہنی کروٹ آپ لیٹے رہتے۔ حتیٰ کہ داہنی سمت پہلو پر زخم ہو گیا تھا۔ جس پر موم روغن اکثر خدام لگا دیتے تھے اور کنپٹی و رخسارہ مبارک پر داہنی سمت نشان مثل گھٹہ کے پڑ گئے تھے۔ آپ عصر اور مغرب کا جب درمیان ہوتا۔ یعنی قریب غروب کے خدامون سے بار بار پوچھتے کہ مابین کا وقت تو نہین آیا جب عرض کیا جاتا کہ حضور مابین کا وقت آگیا۔ آپ اُٹھکر بیٹھ جاتے اور بعد فراغ نماز مغرب و رگذر جانے وقت مابین کے پھر بدستور وہی داہنی کروٹ سے لیٹ جاتے۔

واضح ہو کہ ہم ایسے ظاہر بین اگرچہ بادی النظر مین داہنی کروٹ آپکا ہر وقت لیٹا رہنا مثل معمول کے سمجھتے ہون۔ مگر حضرات یہ طریق استراحت بھی لو سے کے چنے ہین کسی کا مُنہ نہین جو چبا سکے۔ یہ بہت بڑے اشغال اور رمز کی بات ہے اگرچہ بصراحت اظہار اسکا خلاف ادب ہے۔ الا اشارتاً و کنایتاً مختصر جملہ یہ ہے کہ

گویا علاوہ ذکر و اشغال روحی کے مجسم اسم محمد پر یہ طریق استراحت حضور کا تھا۔ آگے حد ادب۔ نشست آپکی تمام عمر تین طریقہ پر رہی یعنی محفل مین اگر آپ بیٹھتے تو دونون زانو ایک مین ملاکر اور داہنا ہاتھ زمین پر ہتھیلی کے بھل ٹیک کر بایان ہاتھ زانو پر رکھ لیتے اور نیچی نگاہ کیئے ہوے بیٹھے رہتے۔ کبھی کن انکھیون سے کسی طرف دیکھ بھی لیتے مگر آنکھ بھر کر کسی طرف کبھی آپ نہ دیکھتے نہ آنکھ ملاکر بات کرتے ؎

کیا نشیلی تھی آنکھ ساقی کی

بے خبر کر دیا جدھر دیکھا

خلوت مین جب آپ نشست فرماتے تو داہنے زانو کو زمین پر فرش کرکے بائین پیر کے پنجہ کو داہنے پیر کے پنجہ پر رکھ لیتے اور داہنے ہاتھ کو ہتھیلی یا پنجہ کے بھل زمین پر ٹیک کر بائین ہاتھ کی بغل کے نیچے بایان گھٹنا کھڑا کر لیتے۔ بوقت کھانا تناول فرمانے کے یا کنگھی سرمہ کرنے کے آپ اوکرو بیٹھتے تھے یعنی بغلون کے نیچے دونون گھٹنے کھڑے رہتے۔ سوائے اس نشست کے تمام عمر کسی نے اور نشست آپکو بیٹھے نہ دیکھا ہوگا۔ پلتھی مارکر یا پیر پر پیر رکھکر یا پیر پھیلاکر آپ کبھی نہ بیٹھے۔ ہنگام نشست آپ کی عادت شریف تھی کہ اکثر داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی کی پشت پر لب دہن لگاکر آنکھون پر پھیرا کرتے۔ یا پاؤن کے آہنی چھلے کو (جو انگوٹھے مین تھے) گھوماتے رہتے۔ گاہے رضائی یا تہبند اونی کے روئین اور تاگا نکالتے۔ کبھی بستر اور رضائی پر ہاتھ پھیرتے۔ پائے مبارک پر نظر رہتی۔ سر اٹھاکر کسی سے چار آنکھین نہ کرتے۔

طول کلام سے یا دیر تک پڑھنے گانے سے بہت گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ نماز عیدین یا جمعہ مین پیش امام صاحب کو پہلے سے یہ ہدایت ہوجاتی تھی کہ خطبہ چھوٹا اور صورتین چھوٹی پڑھین۔

چنانچہ ایک مرتبہ ہمارے قصبہ فتحپور مین بروز جمعہ منشی ذوالفقار علی صاحب مرحوم سے بلاکر حضور نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کو ہم آئینگے مولوی عابد حسین صاحب سے کہدینا کہ خطبہ و صورتین چھوٹی پڑھین گے۔ چنانچہ آپ تشریف لیگئے۔ چونکہ اُس زمانہ مین منشی امین الدین صاحب ساکن احمد پور سے جو حضرت کے بڑے عاشق مریدون مین ہین۔ اور جناب مولوی نذیر علی صاحب مرحوم و مغفور سے باہمی ملال تھا۔ بعد نماز کے حضور نے منشی امین الدین صاحب اور جناب مولوی صاحب مرحوم سے میل کرادیا پھر آپکو جب کبھی فتحپور مین جمعہ پڑا آپنے اُس مسجد مین نہین پڑھا۔ بلکہ ہمیشہ لالہ میاں صاحب کی درگاہ مین جمعہ ادا کیا۔ وضو آپ بہت جلد اور تھوڑے پانی سے کرتے تھے وقت نماز پڑھنے کے تہبند سر سے مثل گھونگھٹ کے اوڑھکر گلے سے ایک پینچ نکال لیتے۔ جسوقت آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے۔ عجب شان محبوبی نظر آتی تھی کہ ہر شخص کی آنکھ حضور کی طرف ہوتی تھی۔ بعد ادا ے نماز کے آپ انو پزانو رکھکر داہنے ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر بایان ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ یوم جمعہ کو آپ خط بنوا کر غسل فرماتے تھے۔ پنجگانہ نماز اول وقت آپنے ادا کی۔ نماز بہت اطمینان سے آپ پڑھتے تھے۔ نماز کھڑے ہو کر ہمیشہ آپنے پڑھی۔ حتیٰ کہ نماز تہجد بھی بارہ رکعت حضور

کھڑے ہوکر اس اخیر زمانہ مین جبکہ ضعف از حد درجہ کا بڑھ گیا تھا پڑھتے تھے۔ جب سجدے سے سر مبارک حضور اُٹھاتے تو فیضو شاہ وغیرہ خدام بغلون مین ہاتھ دے کر حضور کو کھڑا کر دیتے اور پکڑے کھڑے رہتے۔ ہر چند خدام عرض کرتے کہ حضور کو ضعف بہت ہے بیٹھکر نماز ادا فرماین آپ بہت خفا ہوتے چونکہ حضور کی تمامی عمر شریف سیر و سیاحت اور سفر مین گذری۔ تین روز سے زیادہ کہین قیام آپ فرماتے۔ لہذا اکثر نماز قصر پنجگانہ خلوت مین ادا فرماتے۔ البتہ عیدین اور جمعہ کی نماز باجماعت مسجد مین حضور ادا فرماتے تھے۔ اکثر کور چشم اور حاسد لوگون نے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ حضرت صاحب نماز نہین پڑھتے۔ چنانچہ قاسم جان صاحب انسپکٹر پولیس ساکن مرزاپور جو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے ہین۔ راوی ہین کہ ایک مرتبہ آدھی رات سے زائد گذر گئی ہو گی کہ مین مولانا کے حضور مین تھا ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب حاجی صاحب قبلہ نماز نہین پڑھتے۔ اتنا کہنا تھا کہ مولانا کو وہ غضب اور جلال طاری ہوا کہ کسی نے یہ جلال کبھی نہ دیکھا تھا اور فرمایا کہ دور ہو مردود تو کیا جانے۔ حاجی صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ ہین خبردار کسی نے کبھی کوئی کلمہ خلاف شان کہا تو گویا مجھکو روحی صدمہ دیا۔

حضرت امام الاولیا اکثر علی الصباح یا بعد نماز ظہر تلاوت کلام مجید بھی فرمایا کرتے۔ مخصوص آپکی تلاوت کے واسطے ایک کلام مجید بخط جلی قاضی بخشش علی صاحب نے لکھا تھا۔ جو محمد اسمعیل صاحب رئیس بلہی کو حضور نے دیدیا تھا اور قاضی صاحب

موصوف کے یہ خدمت بھی تعلق تھی کہ ہر مہینہ مین حضور پاک تیس کلام مجید میرٹھ یا لکھنو سے اُنھین سے منگوا کر تقسیم فرماتے تھے۔

سبحان اللہ کیا ذات پاک سراپا برکات باعث خیر و برکت تھی کہ علاوہ فیضان باطنی کے ظاہری فیض عالم کیسا تھا۔ ہزارہا غریب محتاج سال مین جڑاولین پاتے کپڑہ پاتے۔ نقد و جنس دن رات اُس آستانہ پر تقسیم ہوا کرتا۔ کوئی اعلیٰ ادنے اُس چشمۂ فیض سے محروم نہین جاتا تھا۔ محفل میلاد شریف مین آپ تشریف لیجاتے اور وقت پیدائش کے قیام فرماتے۔ غرہ محرم سے تا اختتام عشرہ نیا تہبند رضائی دُلائی غرضکہ نیا کپڑا آپ نہ پہنتے۔ مجلس محرم مین آپ شرکت فرماتے اور بیان شجاعت مختصر آپ سُنتے اور بعد ختم محفل قل اختصار کے ساتھ ہوتا۔ شب عاشورہ کو زیارت کے واسطے اکثر آپ چوکون پر تشریف لیجاتے مگر پاپیادہ جاتے تھے۔ تعزیہ یا عَلَم سامنے سے جسوقت گذرتا آپ فوراً کھڑے ہو جاتے اور جب تک روپوش نہوتا آپ نہ بیٹھتے تا عشرہ محرم آپ قصہ غزلین قصیدہ کچھ نہین سُنتے۔ بلکہ دس روز تک یہ مرثیہ میان رحیم شاہ و دیگر خدام وغیرہ آپکے سامنے پڑھا کرتے تھے اور بہت خوش ہوکر سُنتے۔

جو مرثیہ پڑھا جاتا تھا اسکا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ **مصرع**

"جب مشک بھر کر نہر سے عباس غازی گھر چلے"

اکثر آپ بھی اِس مرثیہ کو بہت جوش اور شوق سے پڑھتے تھے۔ تا عشرہ محرم روزانہ خیر خیرات بکثرت ہوا کرتی۔

کنور عبد الشکور خان صاحب پانچ گھڑے شربت قند سفید دودھ کے اور ایک دیگ پلاؤ مرغن اعلی درجہ کی روزانہ بعد نماز عصر حضور مین لاکر پیش کرتے جو غربا کو تقسیم ہوتی۔ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب کی طرف سے سبیل اور تقسیم غلہ تمام دن بکثرت جاری رہتی۔ غلہ وغیرہ یون تو آستانہ پر سالہا سال برابر تقسیم ہوتا۔ مگر عشرۂ محرم اور رمضان المبارک مین بکثرت خیر خیرات مثل غلہ و پارچہ نقد وجنس بلا تعداد شبانہ روز تقسیم ہوتا تھا۔ شربت کی سبیل دودھ شکر کی شبانہ روز آستانہ پر رہتی جسکا جتنا جی چاہتا پیتا یا گھر لے جاتا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور قصبہ سہالی سے فتحپور تشریف لاتے تھے۔ لوگ قصبہ کے کچھ دور حضور کو پہونچانے کی غرض سے ہمرکاب تھے۔ میان جُمّا صاحب رئیس وضع گاؤن بھی ساتھ مین تھے۔ چونکہ آدمی بزرگ اور سن رسیدہ تھے کسیقدر خدمت مین گستاخ تھے۔ عرض کیا کہ حضور محرم کو تو لوگ بدعت کہتے ہین۔ پس آپنے نہایت غضب اور جلال مین آکر فرمایا کہ یہ سب جھگڑے ہین۔ لوگ فاتحہ۔ درود خیرات بند کرانا چاہتے ہین۔ یہ قیامت تک نہین بند ہونے کا۔ پھر عرض کیا کہ حضور نماز بے حضوری قلب قبول نہین ہوتی تو ہم لوگون کی نماز ہی گویا بیکار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ نماز برابر پڑھتا رہے۔ اگر تمام عمر مین اگر ایک سجدہ بھی قبول ہوگیا تو تمام عمر کی نماز قبول ہے۔

ایک مرتبہ محرم الحرام مین حضور فتحپور مین تھے۔ عشرے کے دن صبح کو میرے

خالہ زاد بھائی حکیم برہم صاحب سے کہا کہ ہم زیارت کو چلین گے۔ وہ ساتھ ہو لیے برے
مین جاکر ایک دالان کے سامنے حضرت کھڑے ہو گئے۔ حکیم برہم حضرت کے پیچھے
کھڑے رہے۔ جب عَلَم یا تعزیہ سامنے آتا تو حضرت سلام کرتے۔ اُسوقت حضرت
کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے۔

طرز گفتگو

واضح ہو کہ حضور پاک کلام بہت آہستہ اور جلد جلد کرتے۔ اکثر لوگون کی
سمجھ مین کم آتا۔ ہنگام گفتگو سامعین کو اسقدر لطف آتا کہ حضور ہی سے اُٹھنے کو جی
نہ چاہتا۔ اشارہ اشارہ مین نکتے۔ بات بات مین رموز ہوتے۔ ایک صاحب
دل ملاقات مین چند جلسون مین جو فیض حاصل کر سکتا تھا وہ کسی زندہ دل عالم متبحر
کے سیکڑون برس کے وعظ سُننے سے بھی مشکل ہے۔ اصل تو یہ ہے یہان دل
سے بات کہی جاتی تھی۔ اور دل کی بات کہی جاتی تھی۔ بس دل کو لگتی بھی تھی۔ ذرا
ذرا سے چٹکلون مین جو بغیر کسی خیال کے اظہار کی بیخبری و معصومیت محض سے نکلتے
تھے۔ اُسمین بھی جنیدؒ اور شبلیؒ کے کلمات اور اقوال سے زیادہ مزہ آتا تھا۔ جن کو
عوام کا دماغ کچھ نہین سمجھتا مگر روح کی کشش کو کیا کرین دل بیچین ہو جاتا تھا۔ آپ سے
آپ فدا ہونے لگتے۔ یہان دل ہی مین تو باتین ہوتی تھین۔ زبان کی حرکت کیضرورت
بھی نہین ہوتی تھی۔ آئینۂ دل کی صفائی اس حد تک تھی کہ دوسرے شخص کے دل

کا عکس فوراً ہی جا پڑتا تھا۔ کوئی دل ہی مین سوچ رہا ہے یا سوچ کر آیا ہے کہ یہ کہینگے وہ کہین گے۔ وہان زبان پر ہمارے اُسی خیال کے متعلق گفتگو ہونے لگتی تھی۔ ایک عقیدت کیش آیا۔ قدمبوس ہوا۔ ساکت اور خاموش بیٹھ گیا۔ ایک ساعت بعد اُٹھا۔ چلا گیا۔ مگر معلوم نہین کیا ساتھ لے گیا۔ کہ اب اُسکی کیفیت ہی اور ہو گئی وہ دل ہی نہ رہا۔ جسے وہ لیکر آیا تھا۔ وہ آنکھ ہی نہ رہی جو کور سے بدتر تھی۔ سمجھنے والے سمجھتے ہین کہ یہ کسی رمز کی پردہ داری ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوتا تھا کہ کسی سے ایسی باتین کردی جاتی تھین جو اُسکی سمجھ مین مشکل سے آتی تھین یا سمجھ مین بھی آگئین تو اُنپر عمل کرنا محال معلوم ہوتا تھا۔

مثلاً فرماتے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس رہتا ہے تو اُسکی بیوی کو ہر طرح اُسپر بھروسہ رہتا ہے۔ اپنے کھانے کپڑے کی اُسی کو ذمہ دار سمجھتی ہے خدا نحن اقرب من حبل الورید فرماتا ہے اور پھر ہمکو اُسکے اوپر بھروسہ نہو اور اپنے کھانے پینے کی خود فکر کرین۔

اس ہدایت پر بھلا کون عمل کر سکتا ہے۔ کبھی کوئی عالم بے عمل بلکہ عالم نادان مولوی صاحب آگئے تو اُن سے اُنکے سمجھانے یا اُنکے گھبرانے کی باتین کردین اور فرمانے لگے جو دیکھ کر سجدہ کرے اُسے مومن کہنا اندھیر نہین تو کیا ہے ایک روز ایک عالم صاحب بخیال مباحثہ خدمت مین حاضر ہوے۔ جیسے ہی عالم صاحب سامنے آئے اور اُس ہیبت شیر خدا کی نگاہ اُنپر پڑی کہ رنگ فق ہو گیا اور مودب

بیٹھ گئے - کچھ کہتے سنتے نہ بن پڑا - آخر کو جناب امام الاولیا نے حسب عادت شریف
دیگر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر باتین کرنا شروع کین اور فرمایا کہ علم شے اور ہے
اور عشق کچھ اور ہے - جہان حضرت عشق آئے پھر وہان علم اور عقل کا دخل نہین
رہتا - عشق مین ترک ہی ترک ہے - ترک دنیا - ترک عقبیٰ - ترک مولیٰ - ترک ترک
اور اپنا فراق - تصدیق ہونا چاہیے - تصدیق ہی ایمان ہے - جسکو تصدیق نہین
اُسکو ایمان نہین - تصدیق ہزارون مین ایک کو ہوتی ہے - ہر ایک کا حصہ نہین
اُسکی بھی کئی ایک صورتین ہین - زبانی جمع خرچ سے کام نہین چلتا - منزل عشق مین
ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات - معرفت کسبی چیز نہین ہے محض وہبی ہے
جسکو خداوند کریم اپنی معرفت بخشے کسی کا اُسمین اجارہ نہین - خیال مین صورت معشوق
کا نقش کرنا چاہیے جو صورت نقش ہو گئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بلکہ اُسی کے
ساتھ اُسکا حشر ہوتا ہے - ہنوز یہ باتین حضور فرما ہی رہے تھے کہ مولانا صاحب کی
آنکھون سے بے اختیار آنسو چلنا شروع ہوے - حضور نے فرمایا کہ اچھا مولوی صاحب
چلو بیٹھو - پھر ملاقات ہو گی - یہان کیا ہے ہم کچھ جانتے بوجھتے ہین - تم تو عالم ہو
سب کچھ جانتے ہو - اتنا فرمانا کہ مولوی صاحب قدمون پر گر پڑے اور عرض کیا کہ
حضور مین اپنی مراد کو پہونچ گیا - جو کچھ پڑھا تھا وہ غلط تھا اور جو کچھ سمجھا تھا وہ خبط تھا
اب جو دیکھا وہ تصدیق اور حق ہے - اب مجھکو حضور اپنی غلامی مین قبول فرمائین
آپنے مُسکرا کر گوشۂ تہبند مُنھ پر رکھ لیا اور حسب عادت شریف مُسکرا کر مولوی صاحب کی

پیٹھ پر گھونسہ مار کر لپٹا لیا اور فرمایا کہ مولوی صاحب عاشق مزاج آدمی ہین اور شرف بعیت سے مشرف فرمایا۔

اسی طرح ایک بزرگ پاک پٹن سے نبظر حصول ملازمت حاضر ہوے۔ خدام نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے۔ آپ ٹھہرین۔ وہ نہایت مضطرب ہوے۔ اتنے مین حضور سے طلبی ہوئی وہ حاضر خدمت ہوے اور قدمبوس ہوکر علیحدہ خاموش بیٹھے۔ آپ نے فرمایا کہ نور محمد شاہ بیاض لے آؤ۔ بیاض پیش کی گئی۔ آپ نے اُس بیاض سے دو چار شعر پڑھکر سُنائے وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ آج تیس برس پر یہ نعمت ملی ہے۔ عالم رویا مین یہ آواز سُنی تھی۔ آج اُس خواب کی تصدیق ہوئی۔ آپنے یہ شعر پڑھا ؎

نہ دارم ذوق رندی نے خیال پاک دامانی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

یہ سُنکر مومی الیہ مکیف ہوے۔ پھر آپنے اُنکو رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر محبت ہے تو ہم تمہارے پاس ہین چاہے ہزار کوس پر ہو۔ محبت چاہیے۔

حضور کا خلق عظیم ایسا بڑھا ہوا تھا کہ اگر کوئی حاکم وقت یا عالم بزرگ آجاتا تو آپ کھڑے ہوجاتے اور بہت تپاک اور محبت سے بغلگیر ہوکر ملتے اور اُسکے مذاق کے موافق اُس سے گفتگو فرماتے اور اکثر اوقات حکام سے فرماتے کہ صاف رہنا چاہیے صاف رہنا چاہیے۔ اگر کوئی لاکھ روپیہ دے تو پیشاب کردے

لعنت کرے۔ چنانچہ خصوص جسوقت کوئی ملازم پولیس شرف بعیت سے مشرف ہوتا۔ توآپ فرماتے کہ اب رشوت نہ لینا۔ خدا مالک ہے۔ غرض کہ رشوت سے حضور بہت ہی ناخوش ہوتے تھے یا کوئی کیمیا گر سامنے آتا تو فوراً اُسکو دُتکار دیتے۔ اگر کوئی درزی مرید ہوتا توآپ ضرور فرمادیتے کہ اب کپڑا چوری نہ کرنا۔ اگر کوئی اجازت کچھ پڑھنے کی چاہتا توآپ درود شریف کی اجازت فرماتے۔ اور فرمادیتے کہ خدا کے واسطے پڑھنا۔ دنیا کے واسطے نہ پڑھنا۔

چنانچہ ایک مرتبہ بغرض قدمبوسی ایام بقرعید مین میرے ہمراہ قاسم جان صاحب انسپکٹر پولیس بارہ بنکی و منشی محمد الیاس صاحب رئیس غازیپور جو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قبلہ رح کے مرید تھے اور حضور مین تجدید بعیت کی تھی۔ مقام سیدن پور گئے۔ شب کو راقم سے کہا کہ آج عید کا دن ہے کچھ انعام حضور سے دلوادو۔ راقم اپنے ہمراہ حضور مین لے گیا اور عرض کیا۔ حضور نے تہبند دلوادیا۔ اُنھون نے اصرار کیا کہ کچھ پڑھنے کی اجازت ہو۔ حضرت نے درود شریف کی اجازت دے کر فرمایا کہ خدا کے واسطے پڑھنا دنیا کے واسطے نہ پڑھنا۔ انسپکٹر صاحب اُس زمانے مین نامزد ڈپٹی کلکٹری ہونے والے تھے۔ اُنھون نے اُسی واسطے شروع کیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انسپکٹری سے بھی معزول ہوے۔

ایک روز ایک شخص قوم نورباف نے (جسکا نام لکھنا مناسب نہین سمجھتا) مقام مسولی میان مظہر علی کے مکان پر عرض کیا کہ یا امام الاولیا مجھے کچھ بتا دیجیے۔

آپنے درود شریف کی اجازت فرمائی۔ اُسنے اسرار کیا کہ کچھ اور بتلا دیجیے کہ اُس کو پڑھون۔ چونکہ بوجہ خدمت قدیم کے گستاخ زیادہ تھا نہ مانا۔ آپنے چیکے سے اُسکو کچھ بتلا دیا۔ تیسرے روز وہ روتا ہوا آیا۔ آپنے دُتکار دیا اور فرمایا کہ کُتّے کو گھی نہین ہضم ہوتا ہے۔ جب باہر نکلا۔ لوگون نے پوچھا کہ کیا معاملہ تھا۔ اُسنے کہا کہ مجھے حضرت نے ایک دعا بتلائی تھی۔ مین نے اُسکو پڑھنا شروع کیا۔ دو تین دفعہ پڑھا ہوگا کہ دیکھتا کیا ہون کہ میرا داہنا ہاتھ میرے جسم سے علیحدہ ہوگیا اور بائین بازو کی بھی یہی کیفیت ہو چلی۔ یہ دیکھکر گھبرا اُٹھا اور پڑھنا چھوڑ دیا۔ دوسری رات کو جو پڑھنا شروع کیا تو کوئی کیفیت نہوئی۔ آپنے پانچ دفعہ پڑھنے کو فرمایا تھا۔ مین نے دوسرے وقت سیکڑون مرتبہ پڑھا۔ مگر کچھ نہوا۔ آج حاضر ہوا تو نکالا گیا۔

غرضکہ ہر کس و ناکس کو بجز اجازت درود شریف کے اور کچھ آپ نہین بتلاتے تھے۔ اور جس خیال و جس مشرب کا آدمی حضور مین آتا اُس سے ویسا ہی آپ پیش آتے۔ مثلاً کوئی حافظ یا قاری حضور مین آتے تو آپ اکثر فرماتے کہ کچھ پڑھو۔ جب وہ پڑھ چکتے تو آپ بھی بعض اوقات بہ الحان عربی و عجمی و شامی وغیرہ وغیرہ چند آیات قرآنی اس طرح پڑھتے کہ قاری صاحب دنگ ہو جاتے۔ لیکن آپ جب ہی پڑھتے کہ جس سے بے تکلفی از حد ہوتی۔ ورنہ ہر شخص کے سامنے نہ پڑھتے۔ اگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر خدمت مین حاضر ہوتے تو آپکی عادت شریف تھی کہ دست مبارک اپنا بڑھا کر فرماتے کہ حکیم جی نبض دیکھو۔ حکیم صاحب نبض دیکھکر عرض کرتے کہ حضور کا

مزاج بہت صحیح ہے اور نبض بہت قوی ہے۔ اور کیونکر قوی نہو یہ باعث تجرد کا ہے۔ آپ ہنسکر تہبند مُنہ پر رکھ لیتے اور گاہے لفظ تجرد پر حسب عادت پیٹھ پر یاران پر کھونسہ مار دیتے۔

اگر کوئی حکیم یا رئیس کوئی معجون یا جوارش یا ماء اللحم وغیرہ کتنا ہی بیش قیمت پیش کرتا تو آپ اُسکی خاطر سے رکھوا لیتے اور پھر بعد کو سب تقسیم فرما دیتے۔ دوا کبھی کسی قسم کی حضور نے استعمال نہین فرمائی۔

اگر کوئی ہندو پنڈت برہمن حضور مین آتا تو آپ اُس سے اس طرح کی باتین کرتے اور کچھ اشعار پدماوت وغیرہ کے پڑھکر اسکا مطلب و معنی ایسے سمجھا دیتے کہ وہ لوگ بے اختیار ہو کر قدمون پر گر پڑتے اور اکثر مرید بھی ہو جاتے۔ چنانچہ ہزارہا ہندو پنڈت برہمن ٹھاکر چھتری کایستھ ہر ایک قوم کے رئیس امیر غریب آپ کے مرید ہین۔ اور اکثر بڑے بڑے اُمرا ہندو حضور کے مرید پابند صوم صلوۃ ہین بعض تو دائم الصوم ہین۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شہر عظیم آباد پٹنہ مکان مولوی سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ پٹنہ حضور والا رونق افروز تھے کہ ایک بہت بڑے پنڈت قوم پتھل برہمن مقام دربھنگہ سے واسطے ملازمت کے ہمراہ جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب تشریف لائے حضور مین حاضر ہوئے۔ آپنے اور باتین کرکے فرمایا کہ پنڈت جی تم تو بہت بڑے پنڈت ہو یہ تو بتلاؤ۔ کہ پرلادہ کو جب اُسکے باپ نے کھمبہ مین

باندھ کر قتل کرنا چاہا اور اُس سے کہا کہ تو رام رام کہا کرتا ہے بتا اب تیرا رام کہان ہے۔ تو اُسنے کہا۔ "آندھر بتا تو ہے نا سوجھت ہر گھٹ مان بیاپت رام۔" ہم مین۔ تم مین۔ کھرک۔ کھمبہ مین۔ اتنا کہا تھا کہ کھمبا پھٹا اور نرسنگھ روپ پیدا ہوا۔ پنڈت جی پرلادہ نے چار چیزین کہین۔ ہم اور تم اور کھرک اور کھمبہ۔ کیا وجہ کہ کھمبا پھٹا اور نرسنگھ روپ پیدا ہوا۔ اور ان تین چیزون مین سے کیون نہین پیدا ہوا۔ بیچارے پنڈت جی خبط ہو گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ اور عرض کی کہ حضور میری سمجھ سے باہر ہے۔ آپنے فرمایا کہ پنڈت جی جب تک پرلادہ روپتی تھا روپ نہین پیدا ہوا جب کھمبہ پر ٹھہر گیا فوراً روپ پیدا ہو گیا۔ تو سمجھے پنڈت جی انسان کا جہان ٹھہراؤ ہے وہین خدا ہے۔ بس چلو پھر ملاقات ہوگی۔

پنڈت جی کی عجیب حالت ہوئی۔ اُسدن سے مرتے دم تک آپ ہی کا نام وہ لیتے رہے اور اپنے مذہب کی رو سے آپکو اوتار مانتے رہے۔

الغرض جو جس خیال اور مشرب کا ہوتا اُس سے ویسا ہی آپ پیش آتے۔ جو حاجت مند یا صاحب غرض آتا اور اپنے مطلب کو بوجہ رعب اُس شیر خدا کے ظاہر نہ کر سکتا۔ لیکن وہ نامراد بھی ہرگز نہ جاتا کوئی شخص کیسا ہی مشکل اور سخت سے سخت سوال حضور مین پیش کرتا۔ آپ مختصر جملہ مین ایسا جامع جواب دے دیتے کہ اُس کو کامل اطمینان ہو جاتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ لکھنؤ مین بنّو بھٹیاری کے کوٹھے کی چھت پر

تھوڑا دن رہے حضور رونق افروز تھے کہ منشی خدا بخش صاحب متخلص بہ شائق ساکن دریاباد جو بڑے عاشق مریدون مین حضور کے تھے خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت راجہ جیالال نے یہ سوال کیا ہے عام لوگون مین کہ یہ جو مشہور کیا جاتا ہے کہ بہتر فرقے ہین۔ اسمین سے ایک ناجی ہے اور سب ناری ہین۔ تو وہ ایک فرقہ ناجی کون ہے اُسکو اختیار کرون۔ چنانچہ سب لوگون نے اپنی اپنی سمجھ اور خیال کے موافق جواب دیے ہین مگر راجہ کا اطمینان نہین ہوتا ہے حضور اُٹھ بیٹھے اور مسکراکر فرمایا کہ خدا بخش حسد کے کتنے عدد ہین۔ اُنھون نے عرض کیا بہتر۔ حضور نے فرمایا بس جو اس سے علیحدہ ہے وہی ناجی ہے باقی ناری ہین۔ بس راجہ نے جسوقت یہ جواب سُنا پھڑک اُٹھا اور حاضر خدمت ہوا۔ اکثر جوش مین آکر بعض اوقات حضور فرما اُٹھتے تھے کہ عاشق کے مرید کا انجام نہین خراب ہوتا۔ مرید اگر ہزار کوس پر ہے تو وہ پاس ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بہ سبیل تذکرہ ایک واقعہ چشم دید وگوش شنید عرض کرتا ہون کہ جو اس ارشاد کا پورا پورا ثبوت ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے تھے کہ اگر محبت ہے تو ہزار کوس پر تم ہو تو ہم تمھارے پاس ہین وہ واقعہ عبرت خیز یہ ہے۔

کہ جب ۱۸۸۲ء مین ملک مصر مین وزیر ملک مصر اپنے بادشاہ سے معاملات ملکی مین خلاف ہوکر ملک پر خود قابض ہوگیا اور بادشاہ خدیو مصر کو وزیر مصر نے جسکا نام عربی پاشا تھا شہر اسکندریہ مین قید کرلیا۔ تو خدیو مصر نے سرکار انگلشیہ سے

مدد چاہی - چنانچہ سرکار نے خدیو مصر کو مدد دینے کے واسطے ہندوستان سے فوج
روانہ کی - رسالہ مین جناب بھائی علی محمد خانصاحب بہادر رسالدار فوج تھے - انکے
رسالہ کے جانے کا بھی حکم جنگ مصر کو ہوا اور روانگی کی تاریخ مقرر ہوگئی - چونکہ یہ حضرت
صاحب قبلہ کے بہت پُرانے مُریدون مین بڑے عاشق زار اور پیر پرست مرید تھے
اُب انکو سخت اُلجھن اور پریشانی یہ دامنگیر ہوئی کہ کاش اِس اخیر وقت مین قدمبوسی ہو جاتی
تو باعث خوش قسمتی تھا ورنہ ایسی مہم عظیم سے کیا امید واپسی کی ہوسکتی ہے چنانچہ
یہ آرزو اُنکے دل مین نہایت اضطراب و بیقراری کے ساتھ پیدا ہوئی - ابھی رسالہ لکھنؤ مین
مقیم تھا اور یہ ہر ایک سے پوچھتے پھرتے کہ حضرت صاحب آج کل کہان رونق افروز ہین
کہ تین دن قبل روانگی مصر کے اُنھون نے سُنا کہ جناب امام الاولیا امین آباد کی سرائے
پختہ مین نبو بھٹیارے کے مکان پر تشریف لائے ہین - یہ خبر سُنکر یہ اُچھل پڑے اور
اُفتان و خیزان سرائے امین آباد مین پہونچے - حضور کے جمال باکمال کو دیکھتے ہی
رسالدار صاحب بے اختیار ہو کر رو پڑے اور حضور سے لپٹ گئے - حضور پاک پا
دراز کیے اُسوقت لیٹے تھے - اُٹھ بیٹھے اور فرمایا - کہ علی محمد اگر تم پانی مین ہوگے تو
ہم تمھارے ساتھ ہین - اور اگر آگ مین ہوگے تو ہم تمھارے ساتھ ہین - ہزار کوس پر
ہوگے تو ہم تمھارے پاس ہین - رسالدار صاحب نے عرض کیا کہ حضور مجھکو مصر جانے کا
حکم ہوا ہے - آپنے فرمایا علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہین - کیون علی محمد اگر
کوئی ہندوستانی افسر کہین فتح کرے تو ملکہ اُسکی بڑی خاطر کرتی ہونگی - ولایت

شہر اچھا ہے۔ یہ باتین فرما کر علی محمد خان صاحب سے فرمایا کہ اچھا جاؤ پھر ملاقات ہوگی۔ سیر کر آؤ۔ اور حضور اُٹھکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا آؤ مل لین پھر بغلگیر ہوکر آپنے رخصت فرمایا۔ باہر آکر ہم لوگون سے مل ملا کر رسالدار صاحب رخصت ہوگئے۔

رسالدار صاحب راوی ہین کہ بعد قدمبوسی حضرت صاحب کے تیسرے دن رسالہ چار ٹرین مین ہوکر یکے بعد دیگرے بمبئی کو روانہ ہوا تیسرے دن بمبئی مین رسالہ پہونچا ریل سے اُتر کر چار جہازون مین سوار ہوکر مصر کی سمت جہاز روانہ ہوے۔ جہاز مین سخت تکلیف کا سامنا ہوا۔ ایک روز مجھے بہت چکر آیا اور قے ہوئی۔ اُسی روز شب کو مین نے حضرت پیر مرشد برحق کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین "علی محمد ہم تمہارے ساتھ ہین مت گھبراؤ۔ یہ کوئی تکلیف نہین ہے" اسکے دوسرے دن سے میری طبیعت ایسی سنبھلی کہ پھر چکر وغیرہ سے تکلیف نہین ہوئی۔ بخیریت تمام جہاز مقام بندرگاہ اسمعلیہ پہونچا جہاز سے اُتر کر سب اسباب جہاز سے اُتارا گیا۔ اُسوقت کثرت ہجوم سے اسباب علیحدہ علیحدہ اُتارا جاتا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ میرا کل سامان ایک اور رسالہ کے سامان مین جا کر مل گیا اور گم ہوگیا مجھے دفتر کا کام سپرد تھا۔ بہت سے کاغذات تیار کرنا تھے جب مجھے فرصت ہوئی تو جہان میرے ترپ کا اسباب رکھا تھا وہان اپنا اسباب تلاش کرکے کچھ نکالنا چاہا۔ تو اسباب ہی ندارد تھا۔ ہر چند تلاش کیا نہ ملا۔ اُس حالت مین مین نے حضرت کو یاد کیا کہ یا حضرت اب تو بڑی سخت گھڑی کا سامنا ہے۔ مین وردی وغیرہ کہان سے لاؤن گا۔ اسباب وغیرہ تو گم ہوگیا۔ خیال ہوا کہ اور رسالون مین جا کر اُنکے

اسباب مین تلاش کرون ۔پس اپنی فوج کے ایک افسر کرنیل ہیگنس صاحب کو لے کر مین نے اسباب اپنا تلاش کیا ۔ اسباب میرا کُل ملگیا ۔ اِس کثرت سے اسباب جمع تھا کہ ملنا بالکل ناممکن تھا ۔ مگر حضرت کی توجہ سے فوراً مل گیا ۔

بندرگاہ سے رسالہ سوار ہوکر جنگ گاہ کی طرف روانہ ہوا ۔ کچھ فوجین پہونچ چکی تھین اور کچھ آنے والی تھین مگر میرا رسالہ وہان پہونچ گیا اور فوج دشمن کے مقابلہ مین جنگ مین شامل رہا کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ دشمن کیطرف سے ہمارے رسالہ پر گولیان بھی چلین اور بہت سی توپون سے گولے بھی چلے ۔ مگر ایک آدمی تک بھی نہ ضایع ہوا ۔ نہ کسی جانور خچر ۔ گھوڑے وغیرہ کو ضرب آئی ۔ جنگ کرتے کرتے شہر قاہرہ دارالسلطنت مصر مین پہونچکر قلعہ قاہرہ پر قابض ہو گئے اور عربی پاشا کو گرفتار کر کے خدیو مصر کو شہر اسکندریہ سے لاکر تخت پر بٹھایا ۔ پھر رسالہ نے وہان پر ایک ہفتہ قیام کیا بعد اُسکے سب فوجون کو ہندوستان کی طرف واپس آنے کا حکم ہوا ۔ بحالت قیام شہر قاہرہ مین نے شہر مین جاکر حضرت صاحب قبلہ کے واسطے چھُری اور چاقو خرید کیے ۔ یہ بھی خیال مجھکو ضرور تھا کہ حضور فرما چکے ہین کہ لندن شہر اچھا ہے ۔ اگر کوئی ہندوستانی فتح کرے تو ملکہ اُسکو دیکھنے کو بُلاتی ہین ۔ چنانچہ رسالہ تو ہندوستان کو واپس آیا اور مین بموجب حکم سرکار بخوشی فتحیابی مصر معہ دو اور سردارون کے ولایت یعنی لندن کو روانہ ہوا وہان پہونچکر جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریہ مرحومہ کے دست مبارک سے ایوان شاہی کہ جسکا نام

ونڈر کاسل" ہے مین نے حاضر ہو کر تمغہ پہنا۔ اور چند روز وہان قیام رہا۔ حضور جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مرحومہ نے بہت بڑی خاطر کی۔ ایک روز خاص دعوت فرماکر اپنے دست مبارک سے تھالی نقرئی میوہ سے بھری عنایت فرمائی۔ ایک روز ہندوستانی کپڑون مین بلوا کر ملاقات کی۔ تمام حالات طریقہ بیاہ شادی ہندوستان کے دریافت فرماتی رہین۔ ایک روز سلطانی رسالہ کی قواعد مجھ سے کرا کر دیکھی تمام ایوانات شاہی اور مقامات سیر گاہ کے دیکھنے کا حکم ہوا۔ ایک بگھی چوکڑی کا دو دو گھنٹہ پہرا ہماری کوٹھی پر ہر وقت رہتا تھا۔ غرضکہ بہت اعزاز کے ساتھ ہم وہان رہے اسکے بعد ہندوستان کو واپس آئے۔ وقت روانگی لکھنؤ سے تا بہ واپسی لکھنو حسب الارشاد محض بطور سیر کے مین گیا اور واپس آیا اور ولایت سے بھی حضرت صاحب کیواسطے چاقو خرید کیے اور اپنے ساتھ لایا اور حضور مین حاضر ہو کر حضرت صاحب کے سامنے چھری چاقو پیش کیے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ واپس آ گئے اور ایک گھونسہ اپنے دست مبارک سے میری پیٹھ پر لگایا۔

واضح ہو کہ جناب فخر الاولیا کو چاقو چھری سے بہت شوق تھا۔ جہان کوئی لاکر پیش کرتا۔ آپ بہت خوش ہوتے اور لوگون کو تقسیم فرماتے۔ چنانچہ اُسمین کا ایک چاقو جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کو بھی حضور والا نے مرحمت فرمایا تھا جو اِسوقت تک بھائی صاحب قبلہ کے پاس ہے۔ غرضکہ رسالدار صاحب فرماتے ہین کہ اُسکے بعد یوماً فیوماً میری اسقدر ترقی ہوئی کہ اٹھارہ برس کی ملازمت مین

بعہدہ رسالداری میجری کے ممتاز ہوا۔ اور پھر دو مرتبہ ولایت گیا۔ مین جب حضور مین حاضر ہوتا تو ضرور حضرت فرماتے کہ "یہ تو سب کے افسر رسالہ مین ہین"۔ چنانچہ سب سے اعلیٰ عہدہ پر پہونچایا۔

اکل و شرب

جناب امام الاولیا چودہ برس کے سن سے چالیس برس کے سن تک بعد ایک ہفتہ کے غذا تناول فرمایا کیے۔ جب آپ کا سن سینتالیس برس کا ہوا تو تیسرے روز غذا کرنا شروع کی۔ درمیان مین فواکہات برائے نام شب کو تناول فرما لیتے۔ جب سن شریف قریب پچاس برس کے پہونچا اور حسب اتفاق بمقام شکور آباد آپ سخت علیل ہوے تو بعد حصول صحت ضعف و ناتوانی و نحافت جسم جب زیادہ ہوئی اُسوقت اکثر خادمون نے باصرار تمام بلا فصل غذا کرائی۔ بائیس برس کے سن سے پچاس برس کے سن تک گوشت اور دودھ اور انڈا اور مچھلی وغیرہ آپنے نہین تناول فرمایا۔ تمام عمر آپنے بجز چند لقمون کے کبھی آسودہ ہو کر غذا نہ کی۔ نہ مزیدار غذا سے رغبت کی نہ بدمزہ غذا سے تنفر کیا۔ جناب ممدوح نے ہنگام رضاعت سے تا عمر دس سال گھر مین کھانا تناول فرمایا۔ بعد ازان تمام عمر دعوت مین گذری۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو محاسبۂ غذا سے بالکل سبکدوش اور جادۂ توکل پر مقیم رکھا۔

واضح ہو کہ سال کے تین سو ساٹھ دن مین کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ دسترخوان

غذائے لطیف و پر تکلف سے خالی رہتا۔ غرضکہ تمام عمر سیر و سیاحت دعوت مدارات مین حضور کی گذری۔ چنانچہ قاعدہ دوامی اس طور پر مروج تھا کہ جب جناب ممدوح سیر و سیاحت فرما کر دیوہ شریف تشریف لاتے اور چار پانچ روز قیام فرماتے تو اول روز تشریف آوری کے کھانا اندر مکان مین پکتا۔ دوسرے روز میان گھسیٹے صاحب و شاہ فضل حسین صاحب و معروف شاہ صاحب رسالے دیوہ کے یہان سے مع ہمراہیان حضور و آیندہ و روند کے باری باری کھانا پر تکلف آتا۔ اسی طرح ایک عرصہ تک عملدرآمد رہا۔

الغرض وصال کے چھ برس پیشتر ایک روز جناب ممدوح عازم سفر تھے کہ خفیف سا ترشح ہونے لگا۔ اور اس روز حسن اتفاق سے بادشاہ حسین خان صاحب رئیس کبرہ بھی حاضر تھے۔ انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ایسے ابر باد مین ہم ہرگز نہ جانے دینگے۔ حضور عزم روانگی ملتوی فرما دین۔ بلکہ ہماری یہ تمنا ہے کہ اب حضور قطعی سیر و سیاحت موقوف فرما کر دیوہ شریف مین قیام فرمائین۔ مشتاقان زیارت کو یہین قدمبوسی ہوا کرے۔ ہم سب غلام اپنی جان و مال سے خدمت کے واسطے موجود ہین۔ غرضکہ باصرار تمام اپنے عزم روانگی ملتوی فرما کر قیام دیوہ شریف مین فرمایا۔ چونکہ بادشاہ حسین خانصاحب میرے بہت بڑے عنایت فرما اور میری ہی لائے سے اسوقت حضور مین جا کر یہ التجا اپنی پیش کی تھی۔ چنانچہ بعد قبول ہونے انکی استدعا کے مین نے کہا کہ اب اسوقت اس شکریہ مین حضور پاک کو تہبند بدلوانا چاہیے

اسیوقت مہتبد بادشاہ حسین خان سے حضور کو بدلوایا اور اول یہ خدمت دعوت
قیام جناب ممدوح و انتظام خورد نوش آیندروند بادشاہ حسین خان کو عطا ہوا۔ بعد
ازان چند روز کے بعد چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رامدانہ و بعد چندے
حاجی عباس حسین خانصاحب رئیس بابوپور و بعد ازان راجہ دوست محمد خانصاحب
رئیس جھونلا نے بھی حاضر ہو کر اس شرف خدمت کو حضور سے باصرار تمام حاصل کیا
اور تین تین مہینہ کی باری دعوت جناب ممدوح و آیندروند کرنا شروع کی۔ کچھ روز بعد
راجہ اودت نرائن سنگھ صاحب تعلقدار رام نگر و راجہ محمد شیر خان صاحب رئیس ایبور
نے بھی شریک ہو کر دو دو مہینہ انتظام دعوت و مصارف خورد و نوش آیندروند تقسیم
کرلیا۔ چنانچہ جو لوگ زیارت و قدمبوسی کے حاضر ہوتے اُنکو سرکاری باورچیخانہ سے
دو روٹی تندوری اور دو قسم کا سالن قورمہ ترکاری دال اور ایک رکابی چانول اور
ایک پیالہ دال کا پیش کیا جاتا۔ حضور کے واسطے بھی باورچیخانہ سے کھانا دونون
وقت دسترخوان پر آتا۔ اسکے علاوہ اور لوگ بھی بوقت نوش فرمانے خاصہ کے حسب
حوصلہ اپنے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر دسترخوان پر لا کر پیش کرتے تھے۔ مثلاً معروف شاہ
صاحب علی العموم دونون وقت پر تکلف غذائین مرغوب طبع جناب ممدوح کے
دسترخوان پر پیش کرتے۔ علی الصباح گرم پانی مُنھ دھونے کو اور ناشتہ آپ بھی لاتے
یہ خدمت بھی آپ ہی کے تعلق تھی کہ گرم پانی غسل کے واسطے آپ ہی لاتے۔ صبح
وشام پھول بھی معروف شاہ صاحب لا کر پیش کرتے جو دوسرے وقت درخت

پکریا کی جڑین ڈالدیے جاتے ۔ یہ پکریا جناب مستقیم شاہ صاحبہ مرحومہ کی لگائی ہوئی ہے جو ہنوز مزار شریف کے سرہانے موجود ہے ۔

ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاوان ضلع مین پوری جو حضرت صاحب قبلہ کے بہت بڑے عاشق اور جان نثار مریدون مین ہین اور بوجہ قیام فرمانے حضرت صاحب قبلہ کے اُنھون نے بھی ترک وطن کرکے سکونت دیوہ شریف کی اختیار کی تھی اور اپنا ذاتی مکان دیوہ مین بنوالیا تھا اور بعد طیاری نذر حضور کر دیا کرتے تھے ۔ چنانچہ ٹھاکر صاحب بھی اپنے یہان سے ایک سینی مین روزانہ دونون وقت نئے نئے قسم کی چیزین اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی پر تکلف پکواکر حضور مین پیش کرتے ۔ اور اکثر کنور عبدالشکور خانصاحب تعلقدار دھرم پور جو بہت بڑے رئیس و خوش لباس و خوش غذا ہین اور حضرت صاحب قبلہ کے اوپر جان و مال سے عاشق و شیدا ہین جب دیوہ شریف مین آکر قیام کرتے تو دونون صاحب نہایت ہی پر تکلف کھانے متعدد اقسام کے پکواکر حضور مین پیش کرتے ۔

ایک کھانا دونون وقت مولوی فخرالدین صاحب رئیس دیوہ کے یہان سے بھی آتا تھا جو حسب الحکم حضور ہمارے یہان نذر زنانے مین بھیجدیا جاتا تھا ۔

علی ہذا لقیاس اکثر لوگ مثل حافظ حسن خانصاحب و بابو کنھیالال صاحب جب قیام پذیر ہفتہ عشرہ کے ہوتے و دیگر عشاق مثل حافظ پیاری وغیرہ مریدین بوقت نوش فرمانے خاصے کے کچھ نہ کچھ پکواکر سامنے لاکر پیش کرتے ۔

واضح ہو کہ قیام دیوہ شریف سے قبل تمام عمر کھانا حضور نے اندر زنانے مکان مین تناول فرمایا۔ کبھی باہر مردانہ مین آپ نوش نہین فرماتے تھے۔ اب وصال کے دو تین برس پیشتر سے باہر تناول فرمانے لگے تھے۔ اِس لیے وقت نوش فرمانے خاصہ کے اندر زنانے مین سے بھی ایک سینی غذاے مرغوب طبع کی بانتظام عزیزی حکیم عبدالرحمن خانصاحب دونون وقت حضور مین جاتی تھی اور تا ہنگام نوش فرمانے خاصہ کے چپاتیان گرما گرم اندر سے ہم لوگ دوڑ دوڑ کر لایا کرتے تھے۔ اور جب حضور خاصہ نوش فرماتے ہوتے تھے تو علاوہ سینی اندرون خانہ کے باورچیخانہ سرکاری سے جو خاصہ آتا تھا وہ سینی بھی اندر بھیجی جاتی تھی اور باقی ہر ایک سینی سے خدام لوگ کھانا حسب خواہش نکال لیتے تھے۔ اور جو کچھ بطور اولش کے خدام سے چھوٹ جاتا تھا۔ وہ لوگ لیجاتے تھے۔ اور تبرکاً خود کھاتے تھے۔

علی الصباح ناشتہ باورچیخانہ سے اور معروف شاہ صاحب لاتے جسمین مونگ کی کھچڑی یا شیر برنج یا تو روغنی خستہ ٹکیان خاگینہ بیضہ مرغ یا تلی ہوئی ٹکیان انڈے کی ہوتی تھی۔ حضور برائے نام اُسمین سے بطریق نمک چشی کے ذرا سا منھ مین کسی ایک چیز کو لگا کر دو ایک گھونٹ پانی پی لیتے اور ناشتہ کل خدام لوگ چورندم خورندم کرتے تھے۔ بعدہٗ جب قریب دس بجے کے وقت نوش فرمانے خاصہ کا آتا تو لوگ اپنے اپنے کھانون کی سینیان اپنے سرون پر رکھکر حاضر ہوتے اور دسترخوان بچھایا جاتا۔ اُسپر انواع اقسام کے کھانے چُنے جاتے۔ پہلے ایک مٹی کے کونڈے مین دو نون

ہاتھ حضور دھوتے۔ مٹی کے لوٹے سے پانی خدام ڈالتے۔ بعدہٗ حضور واسطے
نوش فرمانے خاصہ کے قریب دسترخوان کے اوکڑو سرسے تہبند اوڑھ کر جلوس فرماتے
اور یون خاصہ نوش فرماتے کہ ملایم ملایم چپاتیان گرم سامنے رکھ دی جاتین اُنمین سے
کبھی ایک چپاتی سے ذرا سا ملکرہ بقدر دو انگل توڑ کر شوربے یا دھوئی دال مونگ
مین ڈبو کر کھالیا۔ کبھی دوسری چپاتی سے ذرا سا لقمہ توڑ کر کھالیا روٹیون کے کبھی چار
چار ٹکڑے کر کے رکھ دیے کبھی کسی نے اگر بے ریشہ بوٹی نکال کر سامنے رکھدی
تو ملکر ذرا سی زبان پر رکھ لی خدام بخیال اسکے کہ کچھ حضور غذا کر لین باتون مین بہلانا
شروع کرتے۔ میان بخشش علی اور تراب علی شاہ مزاقیہ اور دلچسپ فقرہ ایک
دوسرے پر اُڑانا شروع کرتے مگر حضور سوائے اسکے کہ کبھی بوٹی ٹل لیے ہین کبھی
چپاتی توڑ توڑ کر سامنے رکھ رہے ہین کبھی ذرا سا کباب ملکر زبان پر رکھ لیتے ہین گویا
مثل بچون کے ایک کھیل اور مشغلہ ہے کہ ہو رہا ہے غذا سے قطعی گریز ہے چانول
نرم سادہ مثل گُلتھی کے جسمین ایک کنارے پر شوربا ڈال کر ملا دیا جاتا۔ سامنے
پیش کیے جاتے۔ آپ بڑے اصرار سے دو اُنگلیون سے ایک آدھ تو آلہ برائے
نام زبان پر رکھ لیتے۔ اسی طرح ہر ایک رکابی پیالہ پیش کیا جاتا کہ حضور اسمین ذرا
ہاتھ لگا دیجیے۔ حضور اسکو ذرا چکھ لیجیے۔ آپ کلمہ کی اُنگلی سے بطور ذائقہ چشی
کے ذرا سا مُنہ مین لگا لیتے۔ کیسی ہی کوئی تعریف کرتا کہ حضور یہ مزعفر لذیذ ہے
یہ متنجن نواب عبد الشکور خان صاحب عمدہ تعریفی پکوا لائے ہین۔ یہ پراٹھا ٹھا کر

بنچم سنگھ کے یہاں کا ہے۔ یہ مرغ مسلم بادشاہ حسین خان نے پکوایا ہے۔ یہ کباب شامی معروف شاہ لائے ہیں۔ یہ مرغ پلاؤ حافظ پیاری نے پکوایا ہے یا یہ کھیر لیتے ہے حضور ذرا ہاتھ لگا دیں۔ آپ ذرا سا زبان پر لگا دیتے۔ گا ہے دسترخوان پر مُنھ سے نکال کر رکھ دیتے۔ ایک نوالہ پورا کسی چیز کا کبھی نہ کھایا۔ چونکہ پابندی سنت ہر لحظہ ملحوظ خاطر تھی۔ لھذا بخیال اسکے ایک عادت شریف دوامی یہ بھی تھی کہ ایک آدھ لقمہ ثرید کا یعنی شوربے میں ٹکڑے چپاتی کے بھگو دیے جاتے تھے آپ ضرور نوش فرما لیتے تھے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی بہت بڑی تعریف فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ ترجمہ یعنی بزرگی عائشہ کی سب عورتوں پر ایسی ہے جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر۔ بعد تناول فرمانے کھانے کے ذرا سا ٹکڑہ روٹی کا کھا کر دو ایک گھونٹ پانی نوش فرماتے تھے اور درمیان میں بھی ذرا سا ٹکڑہ خشک روٹی کا کھا کر دو ایک گھونٹ پانی آپ پیتے تھے اور خلال اکثر نیب کی سینک کا کر کے ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے تھے اور کبھی رومال سے تاگا نکال کر خلال فرمایا کرتے۔ بعدہ چند قدم ٹہلکر جلوس فرماتے اور پھر اندر زنانے میں تشریف لیجاتے۔ اگر کسی وقت آپ سہ پہر یا صبح کو پانی نوش فرماتے تو موسم سرما میں اور گرمی میں ذرا سا بسکٹ دانت سے کھٹکا کر پانی پیتے تھے۔ اور یہ بسکٹ مخصوص ... سے اعلیٰ درجے کے بنکر آتے تھے۔ یہ خدمت حافظ حسن خانصاحب کی قسمت میں تھی

کہ بسکٹ بنوا کر بذریعہ پارسل ماہ بماہ برابر بھیجتے تھے۔ نیز یہ بھی خدمت باصرار قبول کرائی تھی۔ کہ کشمیر سے اعلیٰ درجہ کے چاول منگوا کر ہمیشہ حضور مین پیش کرتے تھے۔ بارش کے زمانہ مین البتہ بھونے ہوئے مُرمُرے یعنی لائی ذراسی چاب کر پانی تازہ دو ایک گھونٹ آپ پیتے تھے۔ آم سے آپکو بہت شوق تھا۔ خاصہ تناول فرمانے کے وقت دو تین آم خوب ملایم کرکے دسترخوان پر لائے جاتے۔ آپ مثل معصوم بچون کے آم کی بینڈی کی طرف سے ذرا سا کاٹ کر دو ایک سے ذرا ذرا سا چوس کر دسترخوان پر رکھ دیتے۔

جس روز خربزہ آپ کھاتے اُس روز چاول نہ نوش فرماتے۔

فصلی چیزین بھی کانڈل کا ساگ گوشت مین علی الخصوص بٹیرون مین۔ سبز دھنئے کی پتی یا سویا پڑا سالن۔ آلو یا سویا میتھی مونگ کی بری ایک مین پکی ہوئی۔ بتھوے یا پالک کا ساگ دھوئی دال ماش یا مونگ کی دھوئی مین۔ شروع فصل مین آلو۔ شلجم گوبھی۔ کدو کے پھول بیسن لگے تلے ہوئے۔ مونگچھی۔ دہی۔ بڑے۔ بیسن کی پھلوری نرم۔ کچنال کی کلی سالن مین۔ یہ چیزین اگر دسترخوان پر لائی جاتین تو آپ ان مین سے ضرور کچھ چکھ لیتے۔ کچنال کی کلی سے حضور کو شوق تھا۔ وصال کے قبل حضور نے اندر زنانے مین تذکرۃً فرمایا کہ آجکل کچنال کی کلی ہوگی۔ راقم ڈھونڈھ کر لایا۔ مگر افسوس کہ انکے پکانے کی نوبت نہ آئی تھی کہ حضور نے بستر علالت پر استراحت فرمائی۔

مچھلی اور گائے کے گوشت سے سخت نفرت تھی۔ حضور کے باورچیخانہ مین یہ چیزین نہ آنے پاتی تھین۔ مچھلی تو قطعی حضور نہین چھوتے تھے۔ مگر گائے کے

گوشت کی نہاری مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ محمد و باورچی جسکی دکان لکھنؤ مین
فرنگی محل کے پل کے نیچے تھی حضور مین پکا کر لایا - آپنے ایک لقمہ ناشتہ کے وقت
شاید کھایا تھا - فرمایا جناب ممدوح نے مچھلی گاے کا گوشت نہ کھانا چاہیے مخصوص
فقرا کو یہ حکم تھا - اہل دنیا کو فرمایا کہ کسی جانور کا دل نہ کھانا چاہیے اور او سر بھینس یا پڑوا
اسکا گوشت نہ کھانا چاہیے - جب کسی کا فاتحہ قل ہوتا تو آپ جبتک قل نہو جاتا -
کھانا تناول نہ فرماتے - بروز عاشورہ محرم مین جبتک تعزیہ چوک سے نہ اُٹھ جاتا
کھانا آپ نہ کھاتے - آفتاب یا ماہتاب مین جب گرہن پڑتا جب تک وہ صاف
نہو جاتے آپ کھانا نہ کھاتے - پانی کے برتن بند رکھنے کو آپ اندر زنانے مین اکثر فرماتے
تھے - شاہ فضل حسین صاحب مرحوم راوی ہین کہ ایک مرتبہ حضور شاہ مینا صاحب کے مزار پر تشریف لے چلے - ہم بھی ہمرکاب تھے - جب گول دروازے کے قریب
پہونچے - فرمایا کہ فضل حسین تھوڑے بتاشے مول لیتے آو - مین نے حسب الحکم
بتاشے تول لیے مگر راستہ مین عرض کیا کہ حضور اور کوئی مٹھائی حکم ہو لیتا آؤن -
آپنے فرمایا کہ نہین بتاشہ اچھی چیز ہے - اسکے کھانے کے وقت جو چُرچُراہٹ ہوتی
ہے - اُس سے اللہ کا نام نکلتا ہے - قل یا فاتحہ مین بتاشے شریک کرنا عمدہ
بات ہے - شبرات کے روز آپ گوشت نہین تناول فرماتے تھے - مونگچھی وغیرہ
نوش کرتے - موسم سرما مین شب کو آپ چا نوش فرماتے تھے - مگر دودھ زیادہ چا کم
دو ایک گھونٹ براے نام بوقت استراحت شب کو پی لیتے تھے - جناب فخر الاولیا

موسم گرما مین شورہ کا جھلا ہوا پانی نوش فرماتے تھے اور موسم سرما مین باسی پانی - اور موسم بارش مین تازہ پانی جو بیر ڈھے محل سے فوراً تازہ بھر کر آتا تھا - موسم گرما کے واسطے شورہ اور خس کی ٹٹیون کا انتظام بادشاہ حسین خانصاحب رئیس کبرہ کرتے تھے - موسم سرما مین انگیٹھی وغیرہ کوئلہ کا انتظام مولوی محمد یحییٰ صاحب وکیل عظیم آباد ٹپنہ فرماتے تھے اور تیل بتی کا صرفہ بھی آپ ہی کے ذمہ تھا اور روغن بادام و روغن کدو وکاہو حضور کے لگانے کو وکیل صاحب ہمیشہ لاتے تھے - نیز بہادر علیخان صاحب روغن چمیلی اعلیٰ درجے کا طیار کراکے ہمیشہ حضور مین بھیجتے تھے - آپ رئیس باڑہ کے ہین چمیلی کا تیل باڑہ کا یون بھی مشہور رہے -

سفر و قیام

چالیس برس پاپیادہ حضور سیر و سیاحت فرماتے رہے - بجز منزل مقصود کے ایک جگہ قیام نہین فرمایا - چنانچہ شروع زمانہ مین آپ سال مین ایک مرتبہ پچھان کی سیر فرمایا کرتے یعنی اکبرآباد - اٹاوہ - مین پوری - فرخ آباد - میرٹھ - علی گنج - علی گڈھ وغیرہ وغیرہ کے لوگ آپکو لیجاتے تھے - بعد ازان اب زمانہ آخر مین چند مرتبہ آرہ - ٹپنہ - دربھنگہ - لجھی شیخپورہ - باڑہ وغیرہ مین اکثر معتقدین مثلاً مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر ٹپنہ و جسٹس ہائیکورٹ - و مولوی یحییٰ صاحب وکیل ٹپنہ - و حاجی محمد اسمٰعیل صاحب رئیس لجھی و میر ابرار حسین صاحب شیخپورہ کلان و مولوی لطافت حسین صاحب شیخپورہ ہادی علیخانصاحب

رئیس باڑہ۔ ڈپٹی صفدر حسین خانصاحب بہادر رئیس گورکھپور وغیرہ وغیرہ کے اصرار سے
تشریف لیجایا کیے۔ لیکن تشریف بری جناب ممدوح و شرف ملازمت بیعت مشرقی صحاب
جناب برادر حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کے سبب سے ہوئی۔ چنانچہ مولوی سید شرف الدین
صاحب و مولوی لطافت حسین اکثر مذاق مین کہا کرتے کہ حکیم صاحب ہم لوگون کے
پنڈے ہین۔ غرضکہ ہر ایک اعلی و ادنے آرزو و تمنا رکھتا تھا کہ حضور مجھکو سرفراز فرمائین
لیکن بہزار کوشش و اصرار و بصد تضرع و زاری جب لوگ آپکو گھیرتے تھے اُسوقت
بخیال دلشکنی حضور تشریف لیجاتے تھے۔ باوجودیکہ عشاق و جان نثاران معتقدین حسب
حوصلہ اپنے حضور کی آمد کی خوشی اور جوش مسرت مین سامان جشن و سرور مثل باجہ و
آتشبازی روشنی و دیگر انتظام دلبستگی وغیرہ سب کچھ کرتے تھے مگر حضور دو تین روز
سے زائد کسی شہر یا قصبہ یا ڈیہہ مین قیام نہین فرماتے تھے اور جس شہر مین حضور رونق افروز
ہوتے۔ ایک میلہ عظیم ہوجاتا تھا۔ اکثر پٹنہ۔ دربھنگہ وغیرہ مین بسبب کثرت ہجوم کے
سرکاری انتظام پولیس وغیرہ کا ہوجاتا تھا۔ تاکہ کثرت مجمع مین لوگ چوٹ نہ کھاجائین۔
نیچے اوپر آدمی ہین کہ گرے پڑتے ہین۔ ہندو مسلمان۔ انگریز جوق جوق ہر طرف سے
چلے آرہے ہین۔ غرضکہ وہ اژدہام ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو نہ پہچانتا تھا ہزارہا
تہبند دھوسہ بانات کمل تحفہ تحائف کا ڈھیر لگ جاتا تھا۔ مگر وہ سب وہین حضور
لٹا پٹا کر دوسرے یا تیسرے روز روانہ ہوجاتے تھے۔

بیک منزل چو آرامی ندارد   بجز گردندگی کارے ندارد

نگیرد خاطرش جائے قرارے	بگرد دانز دیارے در دیارے
شب آمد روے در منزل گہے کرد	چو روز آمد سر برخورہ کرد
بہر روزیکہ صبح نو دمیدے	چو مہ در منزل دیگر رسیدے

الحاصل جب سن شریف قریب ستر پچھتر برس کے پہونچا اُسوقت بخیال ضعف و نحیف جسم کے اکثر معتقدین نے آپکو باصرار تمام سفر دور دراز سے مجبور کرکے اپنے ہی قرب وجوار مین یعنی اطراف اودھ مین سیر وسیاحت کرانا شروع کی۔

واضح ہو کہ جناب امام الاولیا بہ نسبت امرا کے غربا پر زیادہ توجہ وعنایت رکھتے تھے۔ اور اکثر عوام الناس جولاہے بہنے تیلی کنجڑے قصائی وغیرہ وغیرہ کے یہان بنظر اُنکی دلجوئی کے آپ زیادہ رونق بخش ہوتے تھے اور حضور کی قدمبوسی کو بڑے بڑے رؤسا وتعلقدار وراجہ بابو حکام ان غربا کے مکانون پر آتے تھے۔ پابندیٔ وضع کا اسدرجہ خیال تھا کہ جس شہر یا قصبہ یا دیہہ مین جس راہ سے ہو کر ایک مرتبہ آپ گذر گئے پھر ہمیشہ اُسی راستہ سے تشریف لیجایا کیے جس مکان مین اول مرتبہ شب باش ہوے پھر ہمیشہ اُسی مقام پر قیام فرمایا کیے۔ بلکہ اکثر ہر ایک مقام پر حضور کی فرودگاہ کی غرض سے مکانات پختہ وخام وباغچہ وغیرہ معتقدین اُمرا وغربا نے حسب حوصلہ اپنے بنوائے تھے۔ اور حضور جب تشریف لیجاتے تو اُسی مین رونق افروز ہوتے تھے بعدہٗ وہ مکان مقفل کر دئیے جاتے تھے۔

چنانچہ بادشاہ حسین خانصاحب نے مقام کبرہ مین ایک قلم باغ سو بیگھہ کا لگایا تھا

حسین ہر قسم کا ترشا لیمو - نارنگی وغیرہ بکثرت بھلائے تھے - درمیان باغ کے ایک کوٹھی اعلیٰ درجہ کی تیار کرائی تھی - سال مین دو تین مرتبہ حضور پاک کو لیجاتے تھے اور نہایت حوصلہ و اُلوالعظمی سے حضور کی آمد کی دھوم دھام کرتے تھے - بہت بڑا ہجوم ہوتا تھا - سب کی مہمان نوازی بڑے حوصلے سے کرتے تھے - کوئی کھانا ایسا نہ ہوتا تھا جو باورچی خانہ مین نہ پکتا ہو - اور اعلیٰ ادنےٰ غریب امیر کے دسترخوان پر نہ آئے - حضرت صاحب قبلہ بوجہ خلوص محبت بادشاہ حسین خان کے چھ روز قیام کبرہ مین فرماتے تھے اور بادشاہ حسین خان کو حضور دل سے چاہتے تھے - قلم باغ کی ہر ایک فصل کے میوے ٹوٹ کر دیوہ شریف آتے تھے جو تمام غربا کو تقسیم ہوتے تھے - غرضکہ انتہائے پیر پرستی یہ تھی کہ دیوہ شریف کے کُتّے تک کی تعظیم کرتے اور ہر طرح سے ہر ایک خادم کی خدمت کرتے - چنانچہ راقم کے ساتھ ایک خاص محبت کرتے تھے -

چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رامدانہ نے ایک کمرہ حضور کے واسطے بنوایا تھا حضرت صاحب کو بڑے حوصلہ سے لیجاتے اور بہت کچھ دھوم دھام کرتے حضور پاک دو تین روز رامدانہ مین قیام فرماتے -

حاجی عباس حسین خانصاحب رئیس بابو پور نے ایک کوٹھی آراستہ کرائی تھی - حضور کو لیجاتے اور بڑی عالی ہمتی سے دعوت مدارات کرتے - ایک زمیندار صنامن حسین خانصاحب رئیس بابو پور بھی بڑی اُلوالعظمی سے حضور کی دعوت اور تہنیت

وغیرہ کرتے۔ یہ صاحب بھی حضرت کے بڑے عاشقون مین ہین۔ میان نصیرالدین
صاحب رئیس بابوپور کے یہان دعوت اور تہبند بھی ہوتا۔ میان حسام الدین صاحب
رئیس نعمت پور اپنے یہان حضور کو لیجاتے۔ دو مقام حضور کے یہان بھی ہوتے۔
آیندرونڈ کی دعوت مدارات بڑی عالی ہمتی سے یہ صاحب کرتے۔ میان محمود علی
صاحب رئیس ماناپور اپنے یہان حضور کو لیجاتے۔ دو روز حضور کا قیام وہان ہوتا
بڑے حوصلہ سے دعوت تہبند وغیرہ کرتے۔ پینتے پور مین تراب بز قصاب نے مخصوص
ایک مکان خاص حضور کے واسطے بنوایا تھا۔ حضور کو بڑے حوصلے سے لیجاتا۔
تین روز وہان قیام فرماتے۔ ایک روز واجد علی خانصاحب رئیس پینتے پور کے
یہان تہبند اور دعوت بڑے دھوم دھام سے ہوتی۔ شیخ عنایت اللہ صاحب
رئیس سیدن پور نے ایام نیابت ریاست محمود آباد کے مقام موضع سہجنیا مین ایک
مکان حضور کے واسطے بنوایا تھا۔ ایک شب حضور وہان بھی قیام فرماتے چونکہ
حضور نے قصبہ محمود آباد کے اندر جانے سے عہد کر لیا تھا لہذا اِس موضع مین رونق
افروز ہوتے تھے یا پیغمبرپور مین متصل محمود آباد کے درزیون کے یہان حضور تشریف
فرما ہوتے تھے۔ شیخ عنایت اللہ صاحب نے مقام سیدن پور ایک کوٹھی معہ
قلم باغ حضور کے واسطے طیار کرائی تھی وہان بھی حضور تشریف لیجاتے تھے
بلکہ بقرعید وہین حضور کرتے تھے۔ شیخ صاحب موصوف بڑی عالی ہمتی اور خوش نیتی
سے جلسہ کرتے تھے۔ راجہ دوست محمد خانصاحب رئیس تھونا ضلع سلطانپور نے

مخصوص ایک گانوں جدید وارث گنج آباد کر کے اُسمین علاوہ کوٹھی و باغ کے ایک
عیدگاہ بہت وسیع تیار کرائی تھی۔ عید حضور وہین کرتے تھے۔ راجہ صاحب ہزارہا
روپیہ آپکی تشریفآوری مین صرف کرتے تھے۔ دو تین روز بڑی دھوم دھام رہتی
تھی۔ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس و تعلقدار ملاوان ضلع مین پوری نے ملاوان مین ایک
قلم باغ معہ کوٹھی حضور کے نام سے بنوایا تھا جسمین حضور جاکر رونق افروز ہوتے تھے
ٹھاکر صاحب حضور کی آمد کا بہت بڑا جلسہ دھوم دھام سے کرتے تھے۔ ٹھاکر صاحب
بھی حضرت کے بہت بڑے سچے اور جان نثار عاشقون مین ہین۔ جس روز سے شرف
بیعت سے مشرف ہوے گھربار تعلقہ ریاست سب کو خیرباد کہکر ہر وقت ہمیشہ حضور
کی خدمت مین اپنا وقت گذارتے تھے۔ حتی کہ مکان تک دیوہ شریف مین بنوالیا جسمین
بعد وصال حضور پاک کے سید محمد ابراہیم صاحب قیام پذیر ہوے تھے۔ ملاوان کے قلم
باغ سرکاری ہین جسمین فصل انبہ و ترشاوا کی پیداوار ہوتی وہ سب فروخت ہوکر نقد روپیہ
حضور مین پیش ہوتا۔ اُسی وقت آپ غربا و مساکین کو بانٹ دینے کا حکم فرمادیتے اور
سب بانٹ دیا جاتا۔

نواب عبدالشکور خان صاحب رئیس دہرم پور نے اپنے یہان کوٹھی حضور کے
واسطے مخصوص بنوائی تھی۔ جب کبھی حضور کو لے گئے تو اس حوصلہ اور اولوالعظمی سے لیجاتے
تھے کہ خارج از بیان ہے مختصر یہ ہے کہ بارہ بنکی اسٹیشن سے انتظام باورچی خانہ کا ریل
مین برابر ساتھ رہتا تھا۔ ہر ایک قسم کا کھانا ہر وقت تیار ملتا تھا۔ میوے کے بورے

بھرے ہوئے دودھ چاء وغیرہ کثرت سے ہر وقت موجود۔ غرضکہ بڑی خوش نیتی سے آپکو لیجاتے تھے اور ہزار ہا روپیہ حضور کی آمد مین صرف کرتے تھے۔ نواب صاحب بھی حضرت پر جان و مال سے فدا اور سچے فدائی ہین۔

برادرم جناب حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب نے خیرآباد ضلع سیتاپور مین ایک مکان خاص حضور کے واسطے بنوایا تھا۔ سال مین ایک مرتبہ حضور تشریف لیجاتے اور تین چار روز قیام فرماتے۔ بڑی دھوم دھام سے جلسہ بھائی صاحب کرتے۔ اطراف کے لوگ دور دور سے آتے۔ اُنکی دعوت مدارات بڑی سیر چشمی سے آپ کرتے۔

شیخ مظہر علی صاحب نے قصبہ مسولی مین حضور کے واسطے مکان بنوایا تھا۔ حضور وہان تشریف لیجاتے اور سات آٹھ مقام شیخ صاحب کے یہان حضور فرماتے۔ چونکہ شیخ صاحب کو ایک خصوصیت خاص تھی کہ آپ صغیر سنی سے حضرت کے عاشق اور فدائی تھے حتی کہ آپنے بیاہ شادی کچھ نہین کیا۔ جو کچھ نقد و جنس تھا سب آپ پر قربان کردیا۔ یہان تک کہ تمام عمر جو کچھ کمایا سب آپ پر لُٹایا۔ اپنے واسطے کبھی کچھ نہ رکھا۔ یہی باعث تھا کہ حضور بھی میان مظہر علی صاحب کو بیحد چاہتے تھے اور جب کبھی ذکر آتا حضور فرماتے کہ مظہر ہمارا عاشق ہے۔

شمس الدین شاہ صاحب سٹیشن کچہری گونڈہ پر اسٹیشن ماسٹر تھے۔ آپنے مرید ہونیکے چند ہی روز کے بعد نوکری وغیرہ پر لعنت کردی اور تارک الدنیا ہو کر حضور کے عشق و محبت مین لباس فقیرانا یعنی وارثی بانا اختیار کرلیا اور متصل کچہری سٹیشن کے ایک مکان

حضور کے نام سے بنوا کر بیٹھ گئے۔ حضور کو سال مین ایک مرتبہ لیجاتے اور بڑے حوصلہ اور عالی ہمتی سے دھوم دھام جلسہ عوت مدارات کرتے۔ انکے سچے عشق اور محبت کو یہ ثبوت کافی ہے کہ ایسی اچھی درجہ کی ملازمت چھوڑ کر حضور کے نام پر دھونی رما بیٹھ رہے

بزنام شاہ صاحب جو زمانہ سابق مین حضوری مین رہا کرتے تھے۔ آپ بھی قصبہ کھیولی مین ایک مکان حضور کے نام پر بنوا کر اسمین گوشہ نشین ہو گئے پچیس برس تک دروازے کے باہر قدم نہین رکھا۔ حتی کہ اسی مقام پر انتقال ہوا اور اُسی کوٹھری مین قبر بنی۔ جنازہ تک باہر نہ نکلا۔ حضور سال مین دس پانچ مرتبہ وہان جاتے تھے

خدابخش شاہ نے موضع پینڈ مین ایک حجرہ حضور کے نام سے بنوایا اور اُسمین گوشہ نشین ہو گئے جس دن سے حجرے کے اندر قدم رکھا تیس برس تک چوکھٹ کے باہر قدم نہین رکھا حتی کہ اُسی مین قبر بنی۔ جس روز سے حجرہ مین گوشہ نشین ہوئے غذا ترک کر دی۔ صرف پھل پھلاری آلو۔ گھوئیان وغیرہ کھاتے تھے۔ بعض اوقات درختون کے پتون پر اکتفا کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ سال مین دس پانچ مرتبہ تشریف لیجاتے اور ایک شب قیام فرماتے۔

میان رحیم شاہ صاحب جو حضرت کے خاص خادم ہین اور لڑکپن سے تارک الدنیا ہو کر آپکی حضوری مین رہے اور حسب اجازت حضور مقام گنگوارہ مین جو متصل دیوہ شریف کے ہے قیام پذیر ہوئے۔ آپنے بھی ایک کوٹھی خام مع قلم باغ حضور کے نام پر تیار

کی۔ جسمین حضور اکثر تشریف لیجاتے تھے۔

چودہری حیدر علی صاحب نے سترکہ مین مکان معہ پھلواری حضور کے واسطے بنوایا
حضور تشریف لیجاتے دو روز قیام فرماتے۔ ایک روز چودھری عبد اللہ صاحب کے
یہان دعوت اور تہبند ہوتا تھا۔

حکیم صفدر علی صاحب نے گدیہ مین کمرہ آراستہ کیا تھا۔ یہ بھی حضرت کے بڑے
عاشقون مین ہین۔ اُمراؤ علی شاہ نے امیٹھی مین کمرہ تیار کرایا تھا۔ یہ بھی تارک الدنیا
ہوکر تہبند ہوگئے۔ حضرت کے عاشق ہین۔

گلاب شاہ نے آگرے مین ایک پھلواری مین مکان حضور کے نام پر بنوایا تھا
یہ بزرگ بھی تیس برس گوشہ نشین رہے اور کمال یہ تھا کہ تیس برس تک سیدھے ہوکر زمین پر
نہین لیٹے۔ ایک پتھر ترچھا دیوار مین لگا لیا تھا۔ جب نیند غالب ہوتی پتھر سے پشت
لگا لیتے۔ مکان سے باہر قدم نہین رکھا۔ حضرت صاحب قبلہ سال مین ایک مرتبہ
تشریف لیجاتے اور ہفتہ عشرہ قیام فرماتے۔

غرضکہ اسی طرح ہر شخص نے اپنے اپنے مقام پر ایک ایک عمارت مخصوص
حضور کے واسطے بنوائی تھی۔ علی ہذا یون ہی پیر بخش کنجڑہ نے نواب گنج مین۔
نعمت اللہ شاہ نے ملاوان مین۔ نور شاہ نے ددہئی مین۔ پیرا شاہ نے ہردوئی مین
نعمت علی شاہ نے بیہارہ مین۔ مولوی حسین علی شاہ نے بھاکا مؤ مین۔ شیخ
صفدر علی صاحب نے سالی مین۔ حیدر علی نے کرسی مین۔ مخدوم شاہ نے مخدوم پور

مین - گمنام شاہ نے بانگرمؤ مین - خدابخش نورباف نے صدرالدین پور مین - جانو بنے مرادآباد مین - بنو نے لکھنو مین - غرضکہ اسیطرح ہر ایک نے آپکی تشریف آوری کیواسطے ایک ایک مکان یا کمرہ مخصوص حضور کے نام سے بنوا رکھا تھا - اور یکے بعد دیگرے ہمیشہ مشتاقان زیارت آپکو اپنے یہان لیجاتے تھے اور باشندگان قرب و جوار زیارت سے مشرف ہوتے تھے -

علی العموم قاعدہ تشریف بری جناب ممدوح اسطرح پر مروج تھا کہ جب ایک مقام سے دوسرے مقام کو عزم روانگی فرماتے تھے تو علی الصباح بعد تناول ناشتہ استنجے کے لیے تشریف لیجاتے - وہان سے آکر رومال کمر سے باندھ کر رخصت ہوتے - ہمرہی مین خدام مثلاً نور محمد شاہ صاحب و حاجی فیضو شاہ صاحب وغیرہ ہوتے تھے -

واضح ہو کہ شروع زمانہ مین مخدوم شاہ - دائم علی شاہ - بدنام شاہ - رحیم شاہ - اڑاڑو شاہ - یتیم شاہ - ظہور اشرف شاہ وغیرہ خادم حضور کے تھے - آپ آخر زمانہ مین نور محمد شاہ اور فیضو شاہ کو خدمت حضوری نصیب ہوئی تھی - چنانچہ ایک شخص کے پاس ایک خورجی یعنی تھیلا پارچہ کا جسمین چند ڈھیلے مٹی کے اور ایک ڈبلچی آہنی اور ایک ڈوری سوتی - و چند مسواکین پیلو کی - اور ایک جوڑی کھڑاؤن چوبی - و چند بوتل روغن خوشبودار - ایک بجوزہ اور ایک پیالہ رکابی مٹی کا جسمین ناشتہ ہوتا تھا دوسرے شخص کے پاس گلے مین تھیلی پارچہ کی چھوٹی سی ہوتی تھی جسمین سرمہ دانی - آئینہ - کنگھی و چند شیشیان عطر موتیا و عطر حنا کی اور ایک بیاض قلمی اور کچھ پیسے محتاجون کے

دینے کو اور ایک کمل یا دھوسہ اور ایک چھاتا چوبی رہتا تھا۔ بس یہ کل کائنات تھی۔ سامان دنیا ہمیشہ جسقدر رہا پس تھا وہ سب اسیقدر تھا۔ بجز اسکے اور کوئی سامان حضور کے ساتھ نہ ہوتا تھا۔ سوائے دو تین خدام کے۔ ہمراہی مین زیادہ لوگ نہین رہتے تھے۔ رفتار آپکی اسقدر تیز تھی کہ باوجود میانہ روی کے ہمراہی کے لوگ بغیر دوڑے ہوے برابر نہین پہونچ سکتے تھے۔ چنانچہ بعد قطعہ منازل جب آپ آبادی کے قریب پہونچتے تھے۔ تو کنارے آبادی کے چند ساعت قیام فرماتے اور استنجہ کرتے اور ذرا سا ناشتہ بطور ذائقہ چشی زبان پر لگا کر دو ایک گھونٹ پانی نوش فرماتے۔ بعدہ اندر آبادی کے رونق افروز ہوتے۔ باشندگان آبادی کچھ دور آگے سے معہ باجے گاجے کے پیشوائی کو آتے۔ اور اپنے مکان پر بڑی دھوم دھام سے لیجاتے تھے۔ مکان پر آپکے ہاتھ پیر منھ دُھلا کر کنگھی سرمہ خدام کرتے بعدہ لوگ قدمبوسی کو آتے۔ جس قصبہ مین حضور تازہ وارد ہوتے تھے تو یہ قاعدہ تھا کہ وہان کے اولیاء کرام کے مزارات پر ضرور تشریف لیجاتے تھے۔ نیز اُس قصبہ کے قبرستان مین بھی آپ ضرور جاتے تھے۔ شروع زمانہ مین جب حضور کا قیام ہمارے قصبہ فتحپور مین زیادہ رہا کرتا تھا تو آپکی عادت شریف تھی کہ روزانہ صبح و شام صحبتیا باغ جو پُرانا قبرستان ہے اُسمین تشریف لیجاتے اور دو ایک گھنٹہ وہان قبرستان مین قیام فرماتے۔ غرضکہ جس قصبہ یا شہر مین آپ رونق افروز ہوتے تھے واللہ اعلم کیا بات تھی کہ اسیوقت تمام شہر و نیز قرب جوار مین خبر ہو جاتی تھی کہ جناب فیض الاولیا آج فلان شخص کے یہان رونق افروز ہوے ہین۔ پھر تو جوق جوق لوگ

جدھر سے دیکھیے جھرمٹ کیے چلے آرہے ہین - ہزارہا مخلوق تلے اوپر گری پڑتی ہے - جس سمت نگاہ اُٹھاکر دیکھیے بجز مجمع اور کثرت بھیڑ آدمیون کے کچھ نظر نہین آتا ہی - کوئی گاتا بجاتا بسنت لارہا ہے - کوئی باجے گاجے کے ساتھ قوالی کراتا بسنت گشت کرارہا ہے - کسی طرف سے عورتون کے غول سرون پر بسنت رکھے ہوے گاتی بجاتی چلی آرہی ہین - کسی نے بسنت بدلوا کر ٹکرہ بسنتی پایا ہے وہ اپنے سر سے باندھے ہے - کوئی گلے سے لپیٹے ہے - عورتین سر سے اوڑھے چلی آرہی ہین - خدام بسنت حضور کے جسم اطہر سے مس کرکے ڈھیر لگاتے چلے جاتے ہین - یار لوگ ہین کہ مٹھائی کے گٹھر باندھ رہے ہین - وہ مجمع اور بھیڑ بن ہین کہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتا - جس کو دیکھیے زرد ازرد ہی - گویا ہر طرف بسنت ہے - کسی کی زبان پر صدائے یا وارث بلند ہے جسکو دیکھیے وہ جان ومال سے آپ پر قربان ہے - پروانہ وار شیفتہ وجان نثار ہے دن عید رات شبرات ہے - گویا کوئی بڑی بھاری برات ہے - غرضکہ جسکو دیکھیے وہ ازخود رفتہ اور مدہوش ہے - اپنے جامہ اور تن کا کسی کو ہوش نہین - لات گھونسہ دھکے پر دھکا سب کچھ کھاتا ہے اُسپر بھی ایک پر ایک گرا جاتا ہے - ہزارون نام کے عاشق سیکڑون صورت کے فدا جسکو دیکھو وہ والہ و شیدا -

سُنا ہے جس نے افسانہ جناب شاہ وارث کا	بنا بے دیکھے دیوانہ جناب شاہ وارث کا
وہی شمع ہدایت ہین وہی نجم کرامت ہین	نہ کیون عالم ہو پروانہ جناب شاہ وارث کا
نہ شوق باغ رضوان ہی نہ خوف نار دوزخ ہی	پیا ہی جس نے پیمانہ جناب شاہ وارث کا

تمنا ہے مری دیوے کا پھر جانا میسر ہو	پیون جی بھر کے پیمانہ جناب شاہ وارث کا
بتاؤن پوچھنے والون کو کیا نام و نشان منعم	مجھے کہتے ہین مستانہ جناب شاہ وارث کا

نہین معلوم کون سی ادا اُس سادہ پن مین تھی اور کیا بات اُس غضب بھری چتون مین کہ جس طرف کن انکھیون سے دیکھ لیا وہ دیوانہ اور بیچین ہو گیا جس سمت سے نکل گئے ایک عالم کو زیر و زبر کر دیا۔ نہ ظاہری تقوی تھا نہ روش مولویانہ تھی۔ نہ دعا تھی نہ بد دعا تھی۔ پھر کون سی بات تھی۔ اگر باطنی وصف نہ تھا جو ایک عالم کو کھینچ رہا تھا غریب امیر کافر مسلمان سب کا ایک ہی خلوص سے رجحان تھا۔ عورت مرد بوڑھے بچے مثل پروانہ کے نیچے اوپر گرتے تھے۔ حتی کہ عورات پردہ نشین از خود رفتہ ہو کر بے حجابانہ آپ پر نثار ہوتی تھین۔ چنانچہ ایک مرتبہ مقام لہرپور ضلع کھیری مین جب حضور رخصت ہو کر لہرپور سے تشریف لے چلے تو اُسوقت عجیب قیامت کا عالم تھا۔ اُسوقت لوگون کا رونا پیٹنا عورات پردہ نشین کا از خود رفتہ ہو کر نیچے اوپر گرنا عجیب عبرت خیز واقعہ تھا۔ چنانچہ اُسوقت کا یہ ایک سانحہ نہایت ہی پر حسرت تھا یعنی لہرپور مین جس مکان مین حضور رونق افروز تھے وہ بہت چھوٹا مکان ایک غریب پیر بھائی کا تھا۔ صحن خانہ بہت ہی مختصر۔ اُسمین صدہا عورات پردہ نشین و غیر پردہ نشین تلے اوپر بھری تھین۔ ایک دروازہ منجانب زنانہ مختصر سا لگا تھا اُسکو بند کیے ہوے بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کھڑے تھے اور حضرت کے پاس مردون کا مجمع اور بھیڑ آمد و رفت کی یہ حالت تھی کہ سرکاری پولیس کے لوگ

اکر طرے سے کو ٹرے سے بٹے ہوے ڈھوڑا دھڑ مارتے تھے اور نکالتے تھے اُسپر بھی لوگ نیچے اوپر گرے پڑتے تھے ۔ زنانے صحن مکان کی طرف سے ایک عورت ضعیفہ پیرہن نے بھائی صاحب ممدوح سے کہا کہ بھیا کیا مردہی زیارت کرینگے ہم لوگ محروم رہینگے ۔ بھائیصاحب نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے تو ہم پردہ کراکر آپ لوگون کو بلائے لیتے ہین ۔ ایک جوان شریف پیرہن و رکھڑی تھین انھون نے عورتون کو ڈھکیل کر دروازے کے پاس آکر پکار کر کہا کہ ہمارے سب باپ بھائی ہین ۔ پردہ کا راستہ کب تک دیکھو گی چلی آؤ حضرت سوئے ہوا چاہتے ہین زیارت بھی نہو گی ۔ سب عورتین ٹوٹ پڑین اور دروازے پر اینسا زور لگایا کہ دروازہ ٹوٹ پڑا اور سیکڑون عورتین آکر بدن مبارک سے لپٹ گئین ۔ مرد سب ہٹ گئے ۔ دروازہ باہر کا بند کر دیا گیا ۔ ان عورتون کی بھیڑ سے گھبرا کر حضرت نے بھائیصاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یعقوب جان بچاؤ ۔ بھائیصاحب پر اُسوقت ایک خاص کیفیت اور عالم بیخودی ان عورتون کی حالت دیکھکر طاری تھا بیساختہ اُنکے منھ سے نکلا کہ میرے باپ کے بچاسے آپکی جان نہین بچ سکتی ہے ۔ آپ اس دنیا مین کیون آئے تھے ؟ یہ جملہ سنکر آپ مسکرائے اور گوشہ چادر سے منھ چھپا لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ عورتین زیارت سے آسودہ ہوکر چلی گئین ۔

غرضکہ ایسے واقعات علی العموم اکثر مقامات پر پیش آتے تھے ۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ زمانہ عرس میلہ دیوہ شریف سے ایک عورت نوجوان قوم ہنود سے کسی امیر کبیر کی سر سے پانون تک سونے مین لدی ہوئی قدم بوسی کو آئی توجہ

کثرت مجمع اور بھیڑ کے حضور تک نہ پہونچ سکی۔ ایک گوشہ مین مکان کے کھڑی ہوکر ٹکٹکی باندھے آپکو دیکھا کی۔ جب لوگون نے نکالنا چاہا کسی طرح باہر نہ گئی۔ آخر کو حضور سے عرض کیا گیا۔ آپنے اپنے پاس بُلاکر فرمایا کہ اب جاؤ۔ یہان مردون کی بھیڑ زیادہ ہے اُس نے عرض کیا کہ میری تمنا ہے کہ حضور لیٹ جائین مین ایک مرتبہ سر سے پیر تک میان کو چوم چاٹ لون پس آپ نے مسکراکر تہبند منھ پر رکھ لیا اور ایک گھونسہ اُسکی پشت پر مارکر آپ لیٹ گئے۔ سر سے پیر تک اُس عورت نے چوم کر عرض کیا کہ میری تہبند اگر حضور قبول فرمالین اور باندھ لین تو مین لے آؤن۔ کیونکہ تہبندون کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے اسوقت تہبند صرف بدن اطہر سے مَس کرکے رکھ دیجاتی ہے آپنے فرمایا لے آؤ ہم باندھ لین گے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت معہ ایک بہت بڑے مجمع عورتون کے ساتھ تہبند سر پر رکھے ہوے باجے گاجے کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے آئی۔ جسوقت اندر آستانے کے داخل ہوئی تو اُسوقت مخصوص وہ عورت نہایت جوش اور عشق مین مع ہمراہیان کے یون بزبان حال گاتی ہوئی اور روتی ہوئی سامنے حضور کے آئی۔ اُسوقت حاضرین کا اسکی حالت دیکھکر عجیب عالم تھا اور سب روتے تھے۔ وہ کیفیت تھی کہ خارج از بیان ہے۔ ہمراہی کی عورتین سب اُسکو ہر چہار سمت سے پکڑے ہوے تھین اور وہ زار و قطار رو رو کر یہ گا رہی تھی ۔

تم اوڑھو رے چادر یا مین لائی تمھرے کارنا ۔ لائی تمھرے کارنا۔ مین لائی تمھرے کارنا

تم اوڑھو رے چادر یا مین لائی تمھرے کارنا

پریم کے رنگ مین رنگ کے لائی نہا عطر بسا کے چنتدبدن کو رے بزنا پر اوڑھو مورے ساجنا

تم اوڑھو رے چادریا مین لائی تمہرے کارنا

چُن چُن کلیان ہار گوندہائی لائی تمہرے دوارنا سند سکھیان گائین بجائین اور نبجے ہرباجنا

تم اوڑھو رے چادریا مین لائی تمہرے کارنا

اندروپ موہے نت دکھلائے نین سے نین ملا کے بیر گئی موہے بنا ئن آپ بنو بیراگنا

تم اوڑھو رے چادریا مین لائی تمہرے کارنا

باپ کی لوین چلے بچہو اور منعم جھونکا کھائے رے دھی لگری چھلک جائے سادھو مورے خواجنا

تم اوڑھو رے چادریا مین لائی تمہرے کارنا

واضح ہو کہ جناب فخر الاولیا کو کسی مذہب اور ملت سے تعرض نہ تھا۔ لاکھون آپکے ہندو مرید۔ اور سیکڑون انگریز اور کرورون مسلمان ہندوستانی افغانی عربی عجمی ترکی یہودی وغیرہ وغیرہ مرید ہین۔ کوئی ایسا ملک یا شہر نہین دیکھا جاتا ہے جہان آپ کا کوئی مُرید نہو۔ آپ خاندان قادریہ اور چشتیہ دونون مین مرید فرماتے تھے طریقہ بیعت فرمانے کا اِس طور پر حضور کا تھا کہ خلوت مین دو چار دس بیس عورت مرد اگر آتے تھے۔ تو آپ مرد کا داہنا ہاتھ پکڑ کر فرماتے تھے۔ کہ کہو ہاتھ پکڑتا ہون پیر کا خدا کا رسول کا پنجتن پاک کا اِقْرَارًا بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيقًا بِالْقَلْبِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

اور عورت کو گوشہ بہتبند پکڑ کر فرماتے تھے۔ کہ "کہو دامن پکڑتی ہون پیر کا خدا

رسول کا پنجتن پاک کا بی بی فاطمہ کا۔ الخ

اور جب مجمع اور کثرت بھیڑ آدمیون کی زیادہ ہوتی۔ تو گوشہ تہبند یا کوئی چٹ وغیرہ بستر سے ملاکر دراز کردی جاتی تھی اور ہم لوگ یہ کلمات مندرجہ بالا کہکر مرید کرتے تھے۔ بعض اوقات جب ہزارہا مخلوق کا اژدہام واسطے حصول بیعت ہوتا تو صرف اسیقدر ہم لوگ کہدیتے تھے کہو ہاتھ پکڑتا ہون پیر کا خدا رسول کا۔

کبھی اکثر مقامات پر یہ بھی اتفاق پیش آجاتا تھا کہ جہان لاکھون کا مجمع ہوا۔ تو حضور نے فرمادیا کہ تم سب ہمارے مرید ہو۔ یا یہ کہ اکثر مقام پر اثنائے سفر مین پالکی میدان مین رکھوادی گئی اور آپنے فرمایا کہ جو پالکی چھولے وہ ہمارا مرید ہے۔ کسی مقام پر رسی ڈالدی گئی آپ نے ایک کونہ پکڑ لیا اور فرمایا کہ جو چھولے وہ ہمارا مرید ہے ہزارون سیکڑون آدمی شبانہ روز مرید ہوتے تھے۔ ہمیشہ ہر وقت یہی ہجوم رہتا تھا اصل تو یہ کہ سلف سے آج تک کسی بزرگ اور کسی مشائخ وقت کا اسقدر مرید نہ ہوا ہے نہ کا دولت بیعت کو جیسا حضرت امام الاولیا نے لٹایا ہے کسی کو یہ حاصل نہ ہوا۔ یہ خاص حضور پاک کا حصہ تھا جو آپکی ذات پر ختم ہوگیا۔

مرے مرشد کی صورت مین عجب شان خدائی ہی
ٹپکتا صورت انور سے رنگ مصطفائی ہے

عیان ہی چہرۂ انور سے دیکھو نور ایمانی
خدا نے صورت پاک اپنے ہاتھون سے بنائی ہے

جو ہو چشم حقیقت بین تو ظاہر جلوۂ حق ہو
ہماری چشم ناقص مین کہان ایسی صفائی ہے

نہین ہے شش جہت مین فیض سے کوئی جگہ خالی
جہان مین کس نے ایسی دولت بیعت لٹائی ہے

تمھین ثالث علی کے ہو تمھین نائب نبی کے ہو
ولایت اور کرامت شاہ صفدر ورثہ مین پائی ہے

گلِ گلزار مصطفوی نہالِ باغ مرتضوی
یہ رنگت یہ بہار اور بو اسی گلشن سے پائی ہے

مرے مولا مرے آقا مرے مالک مرے وارث
یہ وقت دستگیری ہے دم مشکلکشائی ہے

واضح ہو کہ اگر کوئی شخص تارک الدنیا ہو کر حضور سے تہبند کا خواستگار ہوتا اور اسکے والدین حیات ہوتے یا متعلقین ہوتے تو آپ فرما دیتے کہ تم اُنہین کی خدمت کرو یہی تمہارے واسطے فقیری ہے تمکو اگر محبت ہے تو ہم تمہارے پاس ہین تم چاہے ہزار کوس پہ ہو۔ اگر اصرار بہت پیچھا کرنے سے کسی کو آپ تہبند عطا فرماتے اور وہ فقیر ہوتا تو اسکو ہدایت فرما دیتے کہ تسلیم و رضا کے پابند رہنا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ نہ کسی کو دعا بددعا دینا نہ گنڈہ تعویذ کرنا۔ ہزارہا مسلمان صدہا ہنود واکثر انگریز آپکے فقیر تہبند پوش ہین جسکو جو ارشاد فرما دیا وہ اسکا پابند رہا۔ اور ہے۔ اگر بصراحت ہر ایک کے نام اور حالات لکھے جائین تو ایک دفتر عظیم ہو جائے صرف چند فقرا کے نام تمثیلاً اِس موقع پر لکھے دیتا ہون جنکو حضور نے خود تہبند عطا کی ہے ازانجملہ میان رحیم شاہ صاحب۔ بدنام شاہ صاحب۔ دائم علی شاہ صاحب۔ اٹرا اٹرو شاہ صاحب یتیم شاہ صاحب۔ مخدوم شاہ صاحب وغیرہ خاص خادم قدیم تھے جو حضوری مین رہتے تھے۔ اب آخر زمانہ مین نور محمد شاہ صاحب۔ حاجی فیضو شاہ صاحب۔ نعمت اللہ شاہ صاحب۔ نعمت علی شاہ صاحب۔ ظہور اشرف شاہ صاحب۔ تراب علی شاہ صاحب۔ اوگھٹ شاہ صاحب۔ قاضی بخشش علی صاحب و اجمل

حضوری مین ہوے تھے اور یون تو صدہا ہزارہا تہبند پوش تھے ۔
حافظ احمد شاہ صاحب ساکن دہرم پور ۔ میان احمد شاہ صاحب رئیس ڈیہہ آلہی ضلع دربھنگہ ۔ آپ نے ترک دنیا کر کے تہبند باندھ لیا تھا ۔ جناب فخر الاولیا ان سے بہت محبت فرماتے تھے اور تا قیام حضوری مین شبانہ روز انکو شرف ملازمت حاصل رہی تھی میان فضیحت شاہ صاحب ساکن بازید پور ضلع مونگیر کے رہنے والے جناب حضرت شاہ مسافر صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید تھے ۔ آپکو تہبند عنایت ہوا تھا ۔ حضرت کے فقیر ہین حضور نے آپ کا نام فضیحت شاہ رکھا تھا ۔ برباد شاہ صاحب موضع چنڈ ہارٹی ضلع مونگیر کے رہنے والے ہین ۔ جب ترک لباس کیا اور تہبند حضرت نے عطا فرمایا تو برباد شاہ نام رکھا ۔ احمد علی شاہ صاحب ساکن شیخپورہ ضلع مونگیر کے ہین ۔ انکو بھی حضور نے تہبند عنایت فرمایا ۔ حافظ پیاری صاحب ساکن بڑا گانون ضلع بارہ بنکی کے ہین ۔ حضرت کے خادم خاص اور عاشق ہین ۔ میان بیدم شاہ صاحب اٹاوہ کے رہنے والے ہین حضرت کے جان نثار و یمین ہین ۔ مولوی احمد علی شاہ صاحب میلاد خوان قبل زمانہ وصال کے تہبند پوش ہوے اور اجازت میلاد خوانی کی حضور سے ہوئی ۔ میان حاجی مکی شاہ صاحب ساکن بریل دائم الصلوۃ خادم خاص تھے ۔ کئی حج اُنھون نے کیے ہین ۔ میان جہانگیر شاہ صاحب ساکن کھجنا حضور کے تہبند پوش تھے ۔ ایک روز حضور مین طلبی ہوئی ۔ یہ نماز پڑھ رہے تھے جب سلام پھیر چکے حضور مین حاضر ہوے ارشاد ہوا جاؤ نماز پڑھو ۔ اُنھون نے اُسوقت سے جو نماز پڑھنا شروع کی تو تاحیات

یہ حالت رہی کہ ہر وقت نماز مین مشغول رہے حتیٰ کہ جب منزل چلتے تھے - ایک میل کی مسافت مین دس بارہ مقام پر نماز ادا کرتے تھے بدقت تمام دن مین دو ڈھائی کوس چلتے تھے - روزہ بھی دوازدہ ماہ برابر رکھتے نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا انتقال اُسوقت ہوا کہ سجدہ مین تھے - کھجنے کی مسجد مین آپ کا مزار ہے - اکثر فقیر آپکے ایسے بھی تھے اور ہین کہ جنکو حضور نے حکم دیدیا کہ تم گوشہ نشین ہو جاؤ - وہ بیٹھ گئے اور تادم مرگ مکان سے باہر قدم نہین نکالا - چنانچہ خدابخش شاہ موضع پنیدہ مین - بدنام شاہ کھیولی مین - گلاب شاہ آگرے مین یتیم شاہ گوالیار مین - معصوم شاہ دہلی مین - جنگلی شاہ فتحپور مین (راقم کے مکان پر) علی ہذا اور فقیر بھی جا بجا تہبند پوش حضور کے ہین - مثلاً قادر علی شاہ امرہے مین - پیرا شاہ ہردوئی مین - حسینی شاہ دہیٔ مین - بھیڑیا شاہ وجھاڑو شاہ اطراف نیپال مین - سلارو شاہ مخدوم پور مین - عباس علی شاہ پینتے پور مین - پناہ علی شاہ لہرپور مین - قلندر شاہ گونڈہ مین مخدوم شاہ کوراسا مین - نصیر شاہ بھوپال مین - احمد شاہ ایٹہ مین - غرضکہ دنیا مین تہبند پوش فقیر آپکے ہزارون ہین - لاکھون ہین - نام بنام کہان تک لکھون - عبد اللہ شاہ اور عبد الرحمن شاہ خاص یورپین انگریز تھے ترک دنیا کرکے آپ کے فقیر ہوگئے تھے - اسی طرح بہت سے برہمن اور راجپوت وٹھاکر وغیرہ وغیرہ بھی آپکے فقیر تہمت پوش ہین - کسی کا نام حضور نے برم شاہ رکھا - کسی کا نام دھرم شاہ رکھا - کسی کا نام گمنام شاہ - کسی کا رنگیلے شاہ - ان لوگون کو بھی لباس احرام یعنی تہمت حضور سے عطا ہوا تھا - ہندو و مسلمان دونون کا ایک ہی دارالہ بانا ہے - اِس

اس زمانے کے فقیری بانون مین سب سے زیادہ موثر سب سے زیادہ شاندار سب سے
زیادہ فطرتی اگر کوئی باما ہے تو وارث باناہے۔ حضرت امام الاولیا کے کمالات
ظاہرہ باطن مین اپنی وضع بھی اس قابل ہے کہ اسکو لباس کامل کا لقب دینا ہر گروہ
فقرا مین واجب ہے۔ حضرت صاحب قبلہ نے اپنے لیئے اور اپنے فقیرون کے لیے
جو بانا اختیار فرمایا تھا وہ خاص خدائی وردی ہے جو کہ خاص و عام شاہ وگدا کو حضوری
خداوندی کے وقت استعمال کرنا پڑتی ہے یعنی احرام جو حاجیون کا مخصوص ایک
لباس ہے اور جسکا پہننا ہر حاجی کے واسطے لازمی اور ضروری ہے خواہ وہ کسی
شان کسی مرتبے کا ہو۔ خدا تعالی نے اپنے دربار کی حاضری کا یہ لباس مقرر فرمایا تھا۔
لہذا اُسکے عاشق صادق حضرت فخر الاولیا نے بھی احرام کو اپنے فقیرون کا بانا مقرر
فرمایا۔ ہمارے سرکار مین مُرید دو قسم کے ہوتے ہین۔ ایک تارک الدنیا۔ اور دوسرے
دنیا دار۔ تارک الدنیا مریدون کو وارثی بانا پہننا لازمی ہے۔ نیز اس بانے والے پر
قریب قریب وہ تمام پابندیان بھی لازم ہین جنکا حجازی حاجی کو لحاظ رکھنا پڑتا ہے
غرضکہ تہمت پوش فقرا کے علاوہ بعض ایسے بھی ہین کہ جنکو لباس دنیاوی مین سب
کچھ دولت فقر حضور نے عطا فرمائی تھی۔ انھون نے تہمت نہین باندھا ہے۔ مثلاً
مولوی عبدالحیٔ صاحب جو جگور کی مسجد مین قیام پذیر ہین کہ اسوقت قدم بقدم حضور کے
ہین اور جو تصرفات اور کرامات آپ سے ظاہر ہین وہ اظہر من الشمس ہین۔ آپکے
یہان بجز قال اللہ اور قال الرسول کے کوئی ذکر دنیاوی کسی وقت نہین ہوتا طمع

دنیا کا قطعی دخل نہین - آپ کا لباس شرعی ہے - پابندی صوم صلوۃ کی اسدرجہ - کہ مسجد مین بلا وضو کیا ممکن ہے کوئی قدم رکھ لے - چہرہ انور سے مثل جناب امام الاولیا کے ہیبت ٹپکتی ہے -

واضح ہو کہ حضرت فخر الاولیا نے اپنے زمانہ قرب وصال کے قریب جب مولانا قدمبوسی کو آئے تو کچھ نعمت معرفت حق آپکو عطا فرمائی تھی - کیونکہ بعد قدمبوسی کے مولانا کی عجیب حالت ہو گئی تھی - تمام بدن مین رعشہ آنکھین سرخ پسینہ مین تر پیر کہین رکھتے ہین پڑتا کہین ہے - آواز مین گرفتگی جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ اسوقت مولانا کچھ لیے جاتے ہین - شاہ فضل حسین صاحب فرماتے تھے کہ مولانا جس وقت حضرت کے پاس سے واپس تشریف لائے تو مین نے ہاتھ پکڑا کہ آج ٹھہریے کہان جاییے گا - مولانا نے خلاف اپنے اخلاق کے زور سے اپنا ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ چھوڑ دو ہم نہین ٹھہر سکتے ہین - چونکہ حضور نے فرمایا تھا کہ اچھا اب تم چلے جاؤ - مولانا اسی وقت جگور چلے گئے -

دوسرے اہل دنیا مین مولانا عبد الکریم صاحب شیخپوری حضور کے مرید اور صاحب نسبت بزرگ گذرے ہین حضور کے فیضان سے جس مراتب اور مدارج کو پہونچے تمام عالم واقف ہے - یا میان مقصود علی صاحب پہنتے پوری جنکی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - آپ بھی حضرت کے خاص خادم ہین اور بہت بڑے صاحب نسبت اور ریاضی ہین - آپکی ذات سے بہت لوگون کو فیض باطنی پہونچا ہے

میان گھسیٹے صاحب رئیس دیوہ جو حضرت کے بچپن کے یار اور خادم خاص تھے
انکا وہ فیض عام تھا کہ سیکڑون طالبان حق کو منزل فقر اور کمال پر پہونچا دیا میان
منشی امین الدین صاحب ساکن احمد پور جو حضرت کے بہت بڑے عاشقون مین ہین اور
راقم کے اُستاد ہین۔ آپکی حالت جذب کی ہر وقت رہتی تھی۔ آہ کے نعرے اور
بہ مداومت مثنوی شریف کے اشعار ہر وقت زبان پر تھے۔ پندرہ برس تک بیت اللہ
شریف مدینہ طیبہ بغداد شریف کربلا سے معلی نجف اشرف کی زیارت۔ عرب و عجم کی
سیر و سیاحت مین آپ رہے۔ آپکی ذات سے بھی صدہا طالبان حق کو فیض باطنی پہونچا
ہے۔ علی الخصوص مصاحب خان صاحب ساکن قصبہ فتحپور جو حضرت صاحب قبلہ کے
مرید اور بہت بڑے عاشق صادق ہین۔ جناب ممدوح کی فیض صحبت سے رنگ گئے
انکی حالت بھی عجیب مجذوبانہ ہی۔ غرضکہ ہزارون لاکھون ایسے ذرے اُس آفتاب ہدایت
ماہتاب لائت شیر دادئی توحید و تجرید حضرت امام الاولیا نور اللہ مرقدہٗ کے ہین جو اس
وقت مانند ستارون کے تابان و درخشان ہین۔ اگر ہر شخص کی کیفیت نام بنام لکھون
تو ایک دفتر عظیم ہو جائے۔ اس لیے نظر انداز کر کے دوسرے واقعات کی طرف متوجہ
ہوتا ہون۔ چنانچہ جب جناب امام الاولیا نے تمام عالم کو شرق سے غرب تک اور جنوب سے
شمال تک مسخر کر لیا اور ایک عالم کو اپنا واله و شیدا بنا لیا۔ اسوقت وصال کے سات
برس پیشتر دیوہ شریف مین قیام فرما کر سیر و سیاحت ایک قلم موقوف فرما دی۔ اور یہین
ہر ایک مشتاق زیارت کو قدمبوسی ہوا کی بلکہ اکثر جان نثاران معتقدین نے اپنی سکونت

بھی بوجہ قیام حضور پاک کے دیوہ شریف مین قرار دی تھی۔ جیساکہ بادشاہ حسین خان صاحب نے اپنا ذاتی مکان بنوالیا تھا۔ راجہ دوست محمد خانصاحب نے اپنا مکان بنوایا تھا۔ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب نے اپنا مکان بنوایا تھا۔ قاضی بخشش علی صاحب نے اپنا مکان بنوایا تھا۔ میان محمد ابراہیم صاحب شیدا نے اپنا مکان بنوایا تھا۔ میان شیدا صاحب بھی بہت بڑے عاشقون مین حضور کے ہین۔ انھون نے بھی اپنی تمام عمر مین جو کچھ کمایا۔ پیدا کیا۔ سب حضرت کے نام پر لٹایا۔ موسم گرما مین تنذیب کی ہلکی تہبند ملاگیری رنگ مین رنگا کر بکثرت لاکر پیش کرتے تھے اور ایک تہمت یومیہ حضور کو بدلواتے تھے۔ ملاگیری تہبند میان شیدا صاحب کا ایجاد تھا۔ غرضکہ زہے نصیب اُن حضرات کے جنکو ہر وقت حضوری اور خدمت ایسے سلطان کی میسر تھی۔ اصل تو یون ہے کہ حضور کے جمال باکمال نے ایک عالم کو مسخر کرلیا تھا۔ اہل بصیرت کو ہنگام زیارت مین قرن اول کا سمان نظر آجاتا تھا۔ ہر مشتاق ایک جھلک دیکھ لینے پر کیفیت موسوی سے مکیف ہوکر مخمور و مدہوش ہو جاتا تھا۔ ہر بات آپکی اعجاز ہر ادا کرامت تھی مسلمان اگر ادا اون پر شہید ہوتے تو ہندو آپکے نام نامی کی سمرن جپنے لگے۔ پارسیون کے دل اپنے سوز عشق مین آتشکدے بن گئے تو نصارا آپکی زلف چلیپا کو اپنا قبلہ جاننے لگے۔ غرضکہ ایک عالم تھا کہ والہ و شیدا تھا جسکو دیکھیے شوق مین مستانہ وار پکار پکار کر کہہ رہا ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اب مین چند واقعات اپنے برادر دینی جناب مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر و جج ہائیکورٹ پٹنہ کے لکھتا ہون جو ممدوح نے خود تحریر فرما کر مجکو دیے ہین۔ اسنے حق پسندی اور رہبر پرستی کا پورا حال ظاہر ہوگا۔ میرے بھائی حکیم برہم صاحب کہتے ہین کہ جناب مولوی سید عبد الغنی صاحب دگار محاسب سرکار نظام عالی مقام نے بھی اسنے بہت سے حالات ایسے ہی بیان کیے تھے مگر افسوس ہے کہ برادر موصوف نے تحریر نہین کیے۔ نہ برادر موصوف نے اپنے چشم دید حالات لکھے چونکہ اسوقت مین نے اپنے اور اپنے خاندان پر گزرے ہوے واقعات بھی ترک کر دیے ہین۔ انشاء اللہ تعالی دوسری اشاعت مین تمام حالات جمع کرونگا۔

حالات و واقعات جسٹس مولوی سیّد شرف الدین صاحب

(ابتدائی بدعقیدگی)

میرے خاندان مین انگریزیت کا کچھ ایسا غلبہ ہوگیا تھا کہ پیری و مریدی تو درکنار خدا کی بھی خبر کسی کو نہ تھی۔ مغربی تعلیم کی بدولت مراتب الحاد طے ہو نے باقی رہ گئے تھے صوبہ بہار سے انگلستان جانے والون مین میرا پہلا نمبر تھا۔ وہان کی تعلیم اور طرز معاشرت نے مجھے اور بھی مذہب سے بے نیاز کر دیا۔ دنیاوی دلچسپیون نے مذہب کی جگہ لے لی سنہ ۱۸۹۰ عیسوی مین پھر ہندوستان واپس آگیا اور کلکتہ ہائیکورٹ مین نومبر کے مہینہ سے بیرسٹری شروع کی۔ اس اثناء مین تھوڑی بہت عربی مولانا عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

دیکھی تھی۔ فقہ و فرائض کا بھی مطالعہ کر لیا تھا لیکن یہ نہین جانتا تھا کہ دست بیع ہونا یا کسی اہل اللہ کا حلقہ بگوش ارادتمند ہونا بھی دنیا مین کوئی چیز ہے۔

ہمارے اُستاد مرحوم علیہ الرحمتہ کے رشتہ دار بھائی مولوی لطافت حسین صاحب اور مین دونو ہم سبق بھی تھے اور ہم خیال بھی تھے۔ قدرتاً اُنکو غائت درجہ کی محبت مجھسے پیدا ہو گئی تھی۔ جب مین نے بیرسٹری شروع کی ہے اُسوقت بھی وہ کلکتہ مین تشریف رکھتے تھے۔ قریب قریب روزانہ کا ساتھ تھا۔ لیکن اسی درمیان مین ضرورتون نے مجبور کر کے اُنکو ہم سے چند روز کے لیے علیحدہ کر دیا اور وہ اپنے وطن عظیم آباد چلے گئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ پھر کلکتہ واپس آ گئے۔ حضرت اُستادی مولانا عبدالکریم صاحب قبلہ کے دست بیع ہونے کی خبر سُنائی اور یہ کہا کہ نہ صرف وہ بلکہ میرا کل خاندان ایک بچھیم کے رہنے والے بزرگ کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ مین تو ان امور سے واقف ہی نہ تھا خبر سنتے ہی افسوس بھی ہوا اور وحشت بھی ہوئی۔ ذہن مین یہ بات طے کر لی کہ آئندہ تعطیل کے موقع پر جب میرا وطن مین قیام ہو گا تو مولانا عبدالکریم صاحب کو مجنون قرار دے کر پاگلخانہ مین بھجوا دون گا۔

مولوی لطافت حسین صاحب سے اسکے بعد بھی روزانہ ملاقات ہوتی رہی اور اس غیر معمولی واقعہ کا تذکرہ معمولاً ہوا کرتا تھا ہم دونون چونکہ ہمخیال تھے خوب مضحکے ہوا کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نہایت مقدس اور باخدا بزرگ تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ خوش مزاجی مین بھی غلط بات سے زبان آشنا ہو جائے کیا مجال۔ احتیاط

اس درجہ تھی کہ راستے مین بھی نظر اوپر کو نہ اُٹھتی تھی۔ اچانا کسی اہ گیرہ غیر محرم پر نظر پڑ بھی گئی تو وہین آنکھین بند کرلین۔ امین اتنے بڑے کہ اگر بمشکل امانت قبول بھی کرلی تو کبھی امانت کی حیثیت مین فرق نہین آنے دیا۔ زر نقد کی امانت مین کیا مجال تھی کہ کوئی سکہ بدل بھی جائے۔ میرے گھر سے ماہانہ رقم کیصورت مین کچھ اُنکی خدمت ہوا کرتی تھی۔ بس اُسی پر قناعت اکتفا تھا۔ استقلال و صبر و قناعت کے درویشانہ اوصاف مولانا موصوف مین بدرجۂ اتم موجود تھے لیکن عموماً لینے دینے والے پیرون کے ساتھ اُنکو رغبت نہ تھی۔ ایسی حالت مین خود حضرت مولانا کا مرید ہوجانا تعجبات سے خالی نہ تھا۔

گرمیون کی تعطیل مین جب مین وطن آیا تو معلوم ہوا کہ مولانا علیہ الرحمہ کی تقلید مین ہمارا بھی کل خاندان مرید ہوگیا۔ مین قدمبوسی کے لیے خدمت والا مین حاضر ہوا۔ آپنے مجھکو دون مین کھلایا تھا بیحد شفقت فرماتے تھے۔ مین بھی خدمت مین بہت شوخ تھا۔ سوال کے پیرایہ مین کل واقعات گذشتہ کا مین مولانا سے تصدیق کا طالب ہوا۔ حضور اقدس نے نہایت شفقت سے اثبات مین جواب دیا۔ ہمت اور بڑھی۔ مین نے یہ بھی دریافت کیا کہ پیری و مریدی کے بارے مین آپنے عربی پڑھاتے وقت مجھے تعلیم نہین دی جسکو سُنکر ارشاد ہوا کہ یہ چیز ہی اور ہے۔ مین نے حضرت مرشدنا کے ذاتی اوصاف کے متعلق سوالات کیے کرامات کا استفسار ہوا۔ حضرت مولانا نے بس اسیقدر کہا کہ مین دو باتون کے

علاوہ اور کچھ نہین جانتا۔ اول تلوے بچون کے مانند نرم اور برہنہ پائی مرغوب خاطر ہے دویم طمع کا وہان دخل نہین۔ مین نے کہا کہ برہنہ پائی اور تلوؤن کی نرمی تو چندان مشکل نہین۔ البتہ لاطمع ہونا بزرگی اور درویشی کی شان ہے۔

اب احباب و اعزا نے مجھے یہ صلاح دی کہ بجاے کلکتہ کے مین عظیم آباد ہی مین کام شروع کرون۔ چنانچہ مین نے بھی ایسا ہی کیا۔ لیکن بیعت والا قصہ مجھکو یاد تھا اور رہ رہ کر دل مین چٹکیان لیتا رہا۔ حسن اتفاق سے نیورہ جو میرا اصلی وطن ہے مین وہان موجود تھا۔ ہمارے چچیرے بھائی خان بہادر مولوی فضل امام صاحب کی حقیقی بھانجی کی تقریب تھی اور رقص و سرود کا بھی سامان تھا۔ اور خود مولوی فضل امام صاحب حضرت صاحب کو لانے کی غرض سے دیوہ شریف گئے ہوے تھے۔ تقریب کا دوسرا روز تھا۔ صبح صادق کے وقت بھیرین دھن مین رقاصہ گا رہی تھی کہ مولوی صاحب کا تار حضرت قبلہ کی تشریف آوری کی خبر کے ساتھ موصول ہوا۔ نہ تقریب کی دھوم دھام رہی اور نہ رقاصہ کی خوش الحانی یاران بزم فوراً ہی دانا پور اسٹیشن جانے کے واسطے تیار ہو گئے۔ عجیب اتفاق کہ مین بھی اسی گاڑی سے سفر کرنے والا تھا۔ اسٹیشن پر آیا تو ضرور لیکن سب سے الگ پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا کہ مبادا میرا بھی شمار انہین مجنونوں مین ہو جاے۔ میری انگلیون مین ایک لا انبا چرٹ دبا ہوا تھا۔ انگریزی لباس تو تھا ہی اسکی وضاحت فضول۔ گاڑی اسٹیشن پر آگئی اور میرے سامنے سے آہستہ آہستہ گزر چلی۔ ایک نورانی چہرہ گیسوے بدوش سر سے پیرون تک کمبل اوڑھے نظر آیا۔ قلب پر کیسے اثر نہ پڑتا اور آنکھین

کیون نہ اُس دُر یکتا کا انتخاب کر لیتین - ایک کیفیت ضرور طاری ہوئی لیکن دست بیعت ہونے کا وسواس بھی نہ گذرا - مولوی فضل امام صاحب دوسرے خانہ سے اُتر کے میرے عقیدون سے واقف تھے دیکھکر کہنے لگے کہ بھائی یہان تمہارا موجود ہونا نہایت بہتر ہوا - مین نے پوچھا کہ آخر کیون - جسکے جواب مین کہا کہ بھائی جب مین حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا - یہی استفسار ہوتا رہا کہ ڈپٹی کے بھائی اسٹیشن پر موجود ہونگے یا نہین - ڈپٹی سے مراد میرے بڑے بھائی مولوی نصیرالدین صاحب زیر بھوپال تھے - اُسوقت میرے دل مین یہ بات آئی کہ بجز میرے سارا خاندان تو مرید ہو ہی گیا ہے تعجب نہین کہ اسوجہ سے پوچھا ہو -

ڈاک محض دس منٹ دانا پور پر ٹھہرتی ہے - مریدون نے گاڑی کا حلقہ کر لیا کوئی قدم لیتا - اور کوئی ہاتھ چومتا تھا - تقریر ختم نہین ہوئی تھی کہ بھائی نصیرالدین صاحب نے آکر مجھ سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب سے ملنے مین تمکو عذر تو نہین ہے - اُسوقت مین نے انسانیت کا جواب ایشیائی تہذیب کے اعتبار سے دیا کہ جب وہ آپکے بزرگ ہین تو پہلے میرے بزرگ ہوے ملنے مین کیا عذر ہو سکتا ہے پٹنہ مین مل لونگا - مگر بھائی صاحب نے کہا کہ حضرت تمکو یاد فرماتے ہین ابھی مل لو - مین بلا عذر چلا گیا - گاڑی کے سامنے اژدہام تھا لیکن مجھ مغربی وضع والے آدمی کے خاطر لوگون نے راستہ دیدیا - گاڑی کے اندر داخل ہو کر سلام عرض کر کے مصافحہ کیا اور جدھر حضرت تشریف فرما تھے بیٹھ گیا - قدمبوسی کا کسکو خیال تھا اور کون قدمبوس ہوتا - داہنے ہاتھ مین چرٹ

بائین طرف ٹوپی دبی ہوئی تھی - حضرت نے پوچھا کہ انگریزی تم خوب جانتے ہو - مین نے
کہا کہ حضور ہان - پھر استفسار ہوا کہ انگریزی دانی تمہارے لیے باعث ثواب ہے - فوراً ہی
دل مین خیال آیا کہ یہ بزرگ ہمکو تزدیر مین پھانسنے کی فکر مین کر رہے ہین یہی سنبھل جانے کا موقع
ہے - اُسی روز بانکی پور مین میری کوٹھی پر چائے کی دعوت تھی - دانا پور سے بانکی پور کی
مسافت محض چند منٹون کی ہے - چشم زدن مین گاڑی پہونچ گئی - یہان بھی خلقت کا
اژدہام تھا - لیکن مین بسرعت تمام گاڑی سے نکل کر بھاگ کھڑا ہوا - مولوی ظہیر الدین صاحب
خان بہادر بھی میرے ہمراہ تھے - ہم دونون کوٹھی مین داخل ہو گئے - دوران چائے نوشی
مین خان بہادر صاحب جو میرے چچا زاد بھائی تھے فرمانے لگے کہ شرف الدین تو بھی
مرید ہو جا - تو بہتر ہے - میرا ارادہ چائے پیکر خان بہادر مولوی فضل امام صاحب کے دولتکدہ
پر حاضری کا تھا - گاڑی بھی طیار تھی تاکہ وہان پہونچکر اِس نئے خبط کا تماشہ دیکھون -
جواباً مین نے بھائی ظہیر الدین صاحب سے کہا کہ ہم تم دونون ہم سبق رہ چکے ہین - فقہ و
فرائض مین تو اسکا کہین مذکور نہین محض ہاتھ پکڑنے سے کیا ہوتا ہے - محبت صل
شئی ہے - دل دل کو پکڑے تو البتہ - خلاصہ یہ کہ اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوے
ہم دونون مولوی فضل امام صاحب کے مکان پر پہونچے - خدا کی پناہ انبوہ خلائق کی
کشمکش سے دم گھٹنے لگا - مولانا عبد الکریم صاحبؒ اسا عمامہ ڈھیلا ڈھالا فرغل
پہنے ہوے چادر سے کمر کس کر اہتمام مین مصروف تھے - مجھکو دیکھکر خوش ہو گئے -
مین نے حضرت کی خدمت مین حاضری کے بارے مین استفسار کیا - مولانا فوراً اندر

لیگئے۔ وہان بستر کے داہنے جانب بھائی نصیرالدین صاحب تشریف فرماتھے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک بھائی داہنے جانب تو دوسرا بھائی بائین جانب بیٹھ جائے۔ مین نے تعمیل کی۔ اول ہی سوال مین غضب کا معجزہ تھا استفساراً ارشاد ہوا کہ بیرسٹر تم کسی کے مرید بھی ہوے۔ مین نے کہا کہ ابھی تک تو اسکی نوبت نہین آئی۔ اِس جواب کو سُنکر حضرت نے اُسی جملے کا اعادہ کیا جو ابھی بیس منٹ قبل میرے مُنھ سے اپنی کوٹھی پر نکل چکا تھا۔ "یعنی ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہین ہوتا۔ دل لکو پکڑے تو ایک بات ہے" مین نے محجوب ہوکر جواب دیا کہ حضور بہت صحیح فرماتے ہین۔ اسکے بعد مین نے اپنی سیاحت یورپ کا تذکرہ کیا کہ قریب قریب کل یورپ ونداہوا ہے۔ روم۔ روس جرمن اور سرویہ۔ یہ کل مقامات دیکھے ہین۔ انہین ممالک کا عرصہ تک قصہ ہوتا رہا۔ اُسی دوران مین حضرت نے پوچھا کہ بسمارک سے واقفیت ہے۔ مین نے کہا کہ وہ بڑے آدمی ہین دیکھا ضرور ہے لیکن ملاقات نہین ہے۔ فرمایا کہ میرے وقتون مین تو ایک معمولی آدمی تھا۔ اب بڑا آدمی ہوگیا ہوگا" مین نے پوچھا کہ حضور کیسے جانتے ہین فرمایا کہ مین اُسکا مہمان تھا۔ بہت ہی اچھا آدمی ہے۔ پھر شاہزادہ ملان کے بارہ مین استفسار فرمایا۔ مین نے عرض کیا کہ تصویر ضرور دیکھی ہے۔ ملاقات نہین ہے اُسکے بعد باہر جانے کی ہدایت ہوئی۔ مین اُٹھ کر چلا آیا اور مولوی فضل امام صاحب کے برآمدے مین بیٹھ گیا۔ عجیب منظر پیش نظر تھا۔ عالم۔ جاہل۔ صوفی۔ رند۔ نیکباز۔ گنہگار۔ طوائف۔ میراثی۔ بھڑوے۔ غرضکہ رنگ برنگ کے لوگ چلے آرہے تھے ایک

بہایت نامی طوائف حیدری بہت بڑی گانے والی بھی حاضر ہو کر قدمبوسی کے بعد جس برآمدے مین مین بیٹھا ہوا تھا آکر بیٹھ گئی - بیشمار تہبند لوگ بطور نظر پیش کر رہے تھے - ہر آنے والے کا تہبند بدلوا دیا جاتا تھا - کسی کو بسنتی چادر ملی - کسیکو بسنتی رومال عطا ہوا - بعض نے سر پر باندھا - بہتون نے اُسی سے کمر کس لی - حیدری نے افسوس کے ساتھ کہا کہ مجھکو تو کچھ ملا ہی نہین - میری زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ اگر واقعی حضرت بزرگ آدمی ہین تو ضرور تمکو بھی ملیگا - بہت دیر نہین گذری تھی کہ حیدر شاہ بسنتی تہبند لیے ہوے حیدری کو تلاش کرتے ہوے پہونچے اور کہا کہ حضرت نے یہ تمکو عطا کیا ہے قریب قریب تین چار گھنٹون کے میرے وہان بسر ہوے اور اس اثنا مین چار بار شرف باریابی سے فائز المرام ہوا - لیکن نہ اللہ کا تذکرہ تھا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر - صرف محبت ہی کی داستان تھی - رات زیادہ گذر چکی تھی اور حضرت کے خاصہ تناول فرمانے کی خبر بھی مل گئی تھی - ارادہ ہوا کہ کوٹھی پر واپس چلون صبح پھر حاضر ہونگا - چلنے کا قصد کر ہی رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ رخصت تو ہو لو - مین نے کہا کہ اب چھیڑ چھاڑ کا موقع نہین کیواڑ بند ہو چکے ہین مین اسی مقام سے رخصت ہو لیتا ہون - وہ صاحب کشف ہین معلوم ہو جائیگا - اتنا کہکر جوتی کا فیتہ باندھ رہا تھا کہ رحیم شاہ نے حضرت کی طلبی کا پیغام سُنایا - مین حاضر خدمت ہوا - فرمایا کہ محض رخصت کرنے کو تمہین بُلایا ہے - اچھا اپنی کوٹھی پر جاؤ صبح آجانا - چنانچہ مین بھی صبحدم حاضر ہوا - الغرض اسی قسم کے تماشے میرے ساتھ روزانہ ہوتے رہے - دوسرے یا تیسرے روز جناب حضرت صاحب

قبلہ کے دربھنگہ تشریف لیجانے کی خبر معلوم ہوئی۔ مگر مین پھر حاضر خدمت نہین ہوا۔ میرے احباب کو میرے مرید نہونے کا صدمہ ہوا اور مین یہی کہتا رہا کہ حضرت صاحب سے کہو کہ میرے مرید ہوجائین۔ غرض حضرت دربھنگہ روانہ ہوگئے اور واپسی مین نیورہ تشریف لانے کا حال معلوم ہوا۔ بھائی نصیرالدین صاحب نے مجھے لکھا کہ مین بوجہ ملازمت جا نہین سکتا۔ تم اسٹیشن پر جاکر انتظام کرو۔ مین بموجب تحریر اسٹیشن بانکی پور پر گیا لیکن حضرت سے نہ بانکی پور مین اور نہ دانا پور مین ملا۔ حضرت صاحب دربھنگہ چلے گئے۔ سنہ ۱۹۰۸ء مین حضرت نیورہ تشریف لائے اور میرے مردانے مکان مین فروکش ہوئے۔ مردانے مکان سے کوٹھی مراد ہے۔ یہان مستورات کی حاضری مین تکلیف ہوتی تھی اس لیے حضرات نیورہ نے جناب مولوی عبدالحئی صاحب کے مکان کا انتظام کیا تھا۔ کیونکہ یہ مکان ضرورت کے وقت کیواڑ بند کردینے کے بعد زنانے مصرف اور کھول دینے کے بعد مردانے کام مین بخوبی آسکتا ہے۔ اسٹیشن سے مین راہ راست گاڑی پر مکان پہونچا۔ سواری پر ہونے کی وجہ سے بہت قبل آگیا تھا۔ مین والدہ صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ یہان بھی بہت کچھ انتظام درست تھا حضرت کے معمولات مین یہ مدخل تھا کہ ایک ہی مقام پر قیام فرماتے۔ والدہ کو اسکا علم تھا وہ جدید انتظام سے نہایت ناخوش تھین۔ مین والدہ کو مکان کی غیر موزونیت سمجھا کر کہہ رہا تھا کہ جناب حاجی صاحب خود تشریف لائین گے۔ ابھی یہ گفتگو ختم نہونے پائی تھی کہ ماما نے حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔ مین باہر استقبال کرنے کیلیے

آیا۔ پالکی سے اُترتے ہی دریافت کیا کہ ڈپٹی کا مکان کہان ہے۔ بسترہ پہلے ہی آراستہ تھا۔ وہین آکر رونق افروز ہوے اور تھوڑی سی باتون کے بعد پوچھا کہ تم کو رنج تو نہین ہوا۔ اور مولوی عبدالحی صاحب کے مکان پر چلے گئے۔ اِس مرتبہ محض دوروز نیوہ مین قیام فرمایا۔

اب مین گرفتار ہوتا ہون اِس دلچسپ قصہ کو سُنیے۔ قیام کے دوسرے روز دن کے چار بجے ہمارے عزیز علی امام نے (جواب سر سید علی امام ہین) آکر طلبی کی اطلاع دی۔ چونکہ دن مین پچاسون بار مین طلب ہوا کرتا تھا۔ بجز سفر یورپ ورافسانہ محبت کے کچھ دوسرا ذکر ہوتا ہی نہین تھا۔ مین نے اسوقت کی طلبی کو بھی معمولی ہی سمجھا۔ کہدیا کہ چلو حاضر ہوتا ہون۔ اُسوقت جس دالان مین حضرت تشریف رکھتے تھے مین پہونچا بجز میرے رحیم شاہ اور حضرت کے وہان کوئی دوسرا نہ تھا۔ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی کہ میرا سر کیسے قدمون پر جا پہونچا۔ اور حضرت میرا ہاتھ اپنے دست مبارک مین لیے ہوے فرمارہے تھے کہ بچا تم بھاگے جارہے تھے۔ تم تو ہمارے معشوق ہو۔ مجھکو اُسوقت معلوم ہوا کہ مین مرید ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا۔ باوجود موسم سرما میرا سارا جسم غرق عرق ہوگیا۔ پسینہ بدن سے جاری تھا۔ مین ایک دیوار سے بیخودی کے عالم مین ٹیک لگاکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر مین رحیم شاہ نے باہر آکر لوگون سے کہا کہ انسے ملو۔ یہ مرید ہوگئے۔ پھر تو لوگون سے ملتے ملتے سارا بدن چور ہوگیا۔

واقعات

دو برس کے بعد مجھے دیوے شریف کی حاضری کا اتفاق ہوا۔ یہ اُس سال کا تذکرہ ہے جس سال تارے بہت ٹوٹے تھے۔ مولانا عبدالکریم صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب حاجی صاحب نے تمکو معشوق کا لقب دیا ہے تو خالی ہاتھ تمہاری حاضری مناسب نہین۔ مین نے کہا کہ نہین اپنی حیثیت کے مطابق کچھ یقینی پیش کرونگا۔ میرے پہونچتے ہی یہ سوال ہوا کہ کب جاؤگے۔ مین نے اپنی واپسی کا تیسرا دن مقرر کیا۔ تیسرے روز پھر اسی استفسار کے لیے رحیم شاہ حضرت کی طرف سے پہونچے۔ مین نے کہا کہ بندہ بغیر کچھ لیے ہوے تو ٹلتا نہین۔ رحیم شاہ نے یہ پیغام جاکر عرض کردیا۔ حضور نے فرمایا کہ بیرسٹر کو بلالو۔ مین حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ اُٹھکر کھڑے ہو گئے اور سینے سے لگاکر فرمایا کہ بیرسٹر اسوقت سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک جہان تم وہان ہم۔ لحمک لحمی دمک دمی۔ پھر پوچھا کہ بیرسٹر اب کیا چاہتے ہو۔ مین مطمئن ہو گیا اور عرض کیا کہ اب کچھ نہین مانگتا۔ مجھکو ٹپنہ آنے کی اجازت ہوئی اور مین چلا آیا۔

(دوسرا واقعہ)

ایکبار کا تذکرہ ہے کہ حضرت صاحب مریدون کو لیے ہوے شیخپورہ تشریف لے جا رہے تھے۔ مین بھی ہمراہ تھا۔ راستہ مین ایک سیدون کی بستی مین شب باشی کے لیے ہم سب اقامت گزین ہوے۔ اُس مکان مین تین کمرے تھے۔ دکن کے حجرے مین حضرت کا بستر لگایا گیا تھا۔ اُتر مین بالکل متصل دوسرا کمرہ تھا اور اسی

کمرے کے شمال مین ایک کمرہ اور بھی تھا۔ مین و نیز دیگر خادمان حضرت وہین فروکش ہوے اس کمرے کے درمیان سے ایک درخت اوپر نکل گیا تھا مین اُسکی جڑ پر بیٹھ گیا آنکھین بند ہو گئین۔ حجاب درمیان سے جاتا رہا حضرت کے کمرے مین بار رہا اسی حالت تصور مین آیا گیا۔ کیا بتلاؤن ان آنکھون نے کیا دیکھا اور قلب و جگر نے کیا لذت پائی دوسرے روز شیخ پور پہونچے۔

(تیسرا واقعہ)

دربھنگہ کا مقام اور مین حضرت کے ہمرکاب ہون۔ ایسری پرشاد مختار کایتھ کے مکان پر ہم سب ٹھہرے ہوے تھے۔ حضرت کے خاص کمرے مین پنکھا لٹکا ہوا تھا۔ مین پشت کی طرف دست بستہ حاضر تھا کہ دفعتاً پنکھے کی رسی ٹوٹی۔ مین نے لپک کر فوراً ہی گردن پر روک لی پنکھا الگ کر دیا گیا۔ حضرت نے پوچھا کہ تمہین چوٹ آئی۔ مین نے عرض کیا حضور جان حاضر ہے۔ چوٹ کیا چیز ہے۔ یہ دن کے آخری حصہ کا واقعہ ہے اُس کمرے مین بجز میرے اور حضرت مرشدنا کے کوئی دوسرا نہ تھا۔ حضرت نے پوچھا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ کے کیا معنی۔ مین نے کہا کہ لا تقربوا امر نہی ہے۔ اِس لیے حکم ہے کہ جب تم نشے مین ہو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ۔ نشہ ایسا ہو کہ زبان سے کہنا کچھ چاہین اور مُنھ سے کچھ نکلے۔ فرمایا بیشک۔ لیکن کس چیز کا نشہ۔ محبت و عشق کا یا شراب کا۔ اسکے بعد بائین ہاتھ کا گوشت چٹکی سے اپنی پکڑ کر کہا کہ یہ ہے شراسکو سجدہ کرو تو شرک ہے۔ پھر ایک تیور بدل کر کہا کہ اسکو

سجدہ کرو تو عین اسلام ہے۔ اُسوقت مجھکو ایک نور معلوم ہوا اور مین نے سجدہ کیا۔

(چوتھا واقعہ بمقام بہڑایچ)

میرا مذہب حسن پرستی ہے اللہ جمیل و یحب الجمال حُسن ہو کسی مین ہو خواہ انسان مین ہو یا اشیاے معدنی مین اُسی ایک ذات کا پرتو ہے۔ مجھے ہمیشہ یہ خیال ہوا کرتا تھا کہ جناب حضرت صاحب چودہ پندرہ سال کی عمر مین کیسے حسین رہے ہونگے۔ مین نے بوڑھیا رنڈی اور اکثر بوڑھوں سے ملا لیکن شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

بہڑایچ کا مقام عصر کا وقت مین خدمت مین حاضر اور شانہ دبا رہا تھا عشق و محبت کے فراقیہ مضامین زبان زد تھے۔ اُسوقت بھی مجھکو یہ خیال تھا کہ حیف شباب کے زمانہ مین مین نے حضرت کو نہین دیکھا۔ یہ خیال دل مین آیا ہی تھا کہ تہبند کو حضور نے شریر مبارک سے سرکا کر پھر چھپا لیا۔ مین نے دیکھا کہ آپ پندرہ برس کے حسین بنے ہوے بیٹھے ہین۔ مجھ سے فرمایا جاؤ جاؤ چاے پیو۔

(پانچوان واقعہ بمقام سیوان)

سیوان کی روانگی مین مولوی فضل امام صاحب و دیگر احباب ہمراہ کاب تھے۔ حضرت بالاے بام جلوہ فگن تھے۔ ہم لوگ نیچے کے حصے مین مقیم تھے کہ ایک فقیر قریب ہی کی گلی سے نیچ منوا رے سیتا رام یعنی دل مین سیتا رام ہے کی صدا لگاتا ہوا نکلا۔ کل مریدون کے کانون مین یون صدا آئی کہ بیچ من وارث سیتا رام نام پاک سنتے ہی ہم لوگ از خود رفتہ ہوگئے۔ جو کچھ دو تین چونی پاس موجود تھی نثار

کر کے نیچے پھینکدین حضرت نے دریافت کیا کہ بیرسٹر یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور یہ فقیر کسکا نام لیتا ہے۔ شاید یہ دا میرے محبوب کو پسند آجائے تو صلہ مین بہت کچھ ملجائیگا۔ حکیم مبارک حسین صاحب میری اہلیہ کے قریبی بھائی کی طبی لیاقت بہت اچھی تھی۔ اُنھون نے سیاحت بھی بہت کی تھی شاعری سے بھی ذوق تھا حکیم بادشاہ حسین صاحب لہ آبادی سے دست بیع تھے۔ مین نے اُنسے کہا کہ آپ کسی کے حلقہ بگوش ہون لیکن حاجی صاحب سے مل لیجیے اور مین نے اُنکو پیش بھی کر دیا حضرت نے کہا کہ حکیم جی خطمی بنفشہ اور گاوزبان کے ساتھ ہمکو بھی یاد رکھنا۔ نہین معلوم اِس جملے مین کیسی بلا کی مقناطیسی کشش تھی یا صیاد نے کہان تاک کر تیر چسپت کیا تھا کہ حکیم جی پر معجون فلک سیر کا اثر ہوگیا بالکل از خود رفتہ ہوگئے۔

اسی زمانے مین میرا لڑکا اور لڑکی عارضہ چیچک مین مبتلا تھے میری اہلیہ مرحومہ نے کہا کہ بچون کی یہ حالت ہے اور تم ساتھ جا رہے ہو۔ مین نے کہا حضرت نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میرے لیے دنیا نہ چھوڑنا۔ جا کر معافی چاہونگا۔ وہان جب پہونچا تو عجب قصہ تھا محبت کا فلسفہ بیان ہو رہا تھا۔ یہ کہ رہے تھے کہ محبت عجیب چیز ہے اِس سے خدا و رسول چھوٹتا ہے۔ دنیا چھوڑنی پڑتی ہے۔ بال بچون سے کنارہ کرنا پڑتا ہے۔ اسکے بعد میری طرف خاص متوجہ ہو کر فرمایا کہ بیرسٹر چلتے ہو۔ مین نے کہا کہ بیشک حاضر ہون اور چلون گا بچون کو چھوڑ کر روانہ ہوگیا۔

اِس سیوان کے سفر مین ہم لوگ چھپرہ ہوتے ہوئے یہان آئے۔ کوٹھے پر حضرت

تشریف فرماتھے - نیچے کے درجے مین ہم سب لوگ تھے - جناب مولوی فضل امام صاحب نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کی شان مین منقبت خوانی شروع کی اُسوقت کا مین اپنا خیال عرض کرتا ہون کہ مجھکو تکلیف ہوئی اور خیال گذرا کہ سب تو حاجی صاحب ہین - یہ شرک کیسا - وہان سے اُٹھکر علیحدہ احمد شاہ کے پاس آکر بیٹھ گیا - اُنھون نے پوچھا کہ بیرسٹر تم متاثر ہوسے ؟ - مین نے کہا خاک - سب کچھ یہان ہے غیر کہان ہے - اب دیکھیے اسکا کیا صلہ ملتا ہے - حکیم مبارک حسین صاحب میرے ساتھ تھے مین نے اُنکو تماشے دکھلانے کا وعدہ کیا تھا - شب کے وقت جب حضرت خاصہ تناول فرما چکے اور بستر استراحت پر تشریف فرما ہوسے تو دروازہ بند ہو گیا - لیکن عام حکم تھا کہ بیرسٹر جب آئین اجازت ہے - مین حکیم مبارک حسین صاحب کو ساتھ لیکر اس تخلیہ کی حالت مین پہونچا - دروازہ کھلتے ہی حاضر ہوا حضرت نے استفسار فرمایا - مین نے جواباً عرض کیا کہ مین ہون بیرسٹر - اور دوسرے بنفشہ اور گاؤزبان والے حکیم ہین - حضرت خود بھی اُٹھ بیٹھے اور ہم لوگون کو بھی بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا کہ مین ہولی گاتا ہون تم سُنو - ہولی شروع فرمائی - بھاو بھی تھا ادائین بھی تھین اور ان سب کا نشانہ مین ہی تھا - پھر ہولی بازم ہولی بازم فرماکر فارسی مین ہولی شروع کر دی - اشارون ہی مین قمقمہ پچکاری مجھ ہی پر پھینکے گئے - مین اپنے جامے مین نہ تھا - بیساختگی مین ارشاد ہوا کہ آ بیرسٹر گلے لگ جا - اندھا چاہے دو آنکھین مین گلے سے جا لگا - کبھی مین نیچے آتا تھا اور کبھی حضرت اوپر ہوتے اور فرماتے لحمک لحمی دمک دمی کل شیٔ یرجع الی اصلہٗ - اب مین بالکل ہوش مین نہین تھا - پھر حکیم جی کی باری

آئی اور ایسا کچھ اثر پڑا اور حالت دگرگون ہوئی کہ وہ تو فقیر ہو گئے۔ دنیا ترک کر بیٹھے۔ مگر
مین ابتک دنیا دار ہی ہون۔ ۲۹ روز کامل مجھکو ایسا نشہ تھا کہ برانڈی شراب مین بھی نہ
ہوتا۔ غرضکہ مین اُس سفر سے رخصت ہوا۔ اب قلب کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ بیٹا
بیٹی جورو جو سامنے آتا یہی خواہش ہوتی کہ یہ مرجائے تو اچھا ہے۔ مرنے اور بیمار پڑنے
کے احوال بھی مجھ پر منکشف ہونے لگے اور بات برداشت کی حد سے آگے نکل گئی
فوراً بستره باندھ کر دیوہ شریف پہونچا۔ وہان حضوری مین کوئی کچھ کہہ نہین سکتا تھا۔
البتہ واپس آتے ہی پھر حالت سنبھل گئی اور سابق کی کیفیت عود کر آئی۔

چھٹا واقعہ

میری اہلخانہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مین مرید ہوئین۔ مجھکو آرے مین احمد کی ولادت کا
حال معلوم ہوا۔ کسی ضرورت سے مین سیوان گیا ہوا تھا۔ اُسی دوران مین حضرت پٹنہ
تشریف لائے۔ آرے مین مجھ سے فرمایا کہ زچہ خانہ مین مرید کرانے کا ارادہ ہے۔ مین
حاجی صاحب کے ہمراہ نیورہ پہونچا اور والدہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ والدہ نے کہا
بیٹا دیکھو۔ پردہ ہوا لڑکا میری گود مین دیدیا گیا۔ مین نے اپنی اہلیہ مرحومہ سے کہا۔ کہ
افسوس ہے کہ تمھارے دست بیع ہونیکا موقع نہین اُنھون نے کہا گھبرانے کی
کوئی بات نہین رات خواب مین حضرت سے دست بیع ہو گئی۔ ظاہر بیعت البتہ نہین
ہوئی۔ جب دو برس کے بعد حضرت کا پھر اتفاق پٹنہ آنے کا ہوا۔ تو میری اہلیہ
بیعت ظاہری کے لیے حاضر ہوئین تو حضرت نے فرمایا کہ دوبارہ مرید ہونا اگر

چاہتی ہو تو آؤ۔ چنانچہ ظاہری بیعت کا بھی شرف بخشا۔

ساتوان واقعہ

مولوی غنی حیدر صاحب میرے خالہ زاد بھائی ایک زمانہ تک ضلع گیا مین وکیل سرکار رہے ہے۔ تھوڑے دنون سے استعفا دیکر تارک الدنیا ہو بیٹھے ہین۔ یہ لوگ صاحب سجادہ بہار شریف کے سلسلہ مین بیعت ہوتے تھے۔ انکی بڑی صاحبزادی مرض طاعون مین مبتلا ہوکر مہینون علیل رہین گلٹیون مین متعدد نشتر ہوے لیکن افاقہ یا صحت نہ ہوتی تھی۔ ایک فوجداری کے مقدمے مین میرا اور مولوی غنی حیدر صاحب کا دو ماہ تک متواتر ساتھ رہا۔ اتوار کو وہ مکان بغرض دریافت حال چلے جاتے تھے۔ اس زمانہ ہمراہی مین حضرت صاحب کا تذکرہ اکثر درمیان مین آتا تھا۔ مین نے کہا کہ سب علاج تو ہو چکے محض ایک باقی رہ گیا ہے۔ تن بہ تقدیر اسکو بھی کر ڈالو۔ یعنی مین فلان تاریخ کو دیوہ شریف جاؤنگا۔ تم بھی چلو۔ لیکن دو شرطین ہین۔ اول زبان سے کوئی سوال نکرنا۔ دویم مرید نہونا۔ کیونکہ ایک سلسلہ سے تمہارا تعلق ہے۔ اگر تم مرید ہوگئے تو سارے تمہارے گھر کے لوگ مجھکو کوسنے دینگے۔ مولوی صاحب میرے ساتھ ہوگئے اور گھر پر کسی کو اطلاع نہین کی لیکن یہ وہان پہونچکر مرید ہوگئے اور انکو شجرہ وارثی بھی عطا ہوا۔ جب انکے گھر پر ساری کیفیت معلوم ہوئی تو ہنگامہ برپا ہوا۔ مجھکو بڑی گالیان سننی پڑین۔ مگر لڑکی کی کیفیت مین کوئی تغیر نہین ہوا۔ ڈاکٹرون نے دوبارہ صلاح کرکے نشتر دینا چاہا۔ لیکن لڑکی رات کی اضی نہوئی تمام شب میرے اور حاجی صاحب کے نام سے گالیان دین۔ صبح ہوتے ہی گلٹی پھوٹ

چند روز مین تمام زخم مندمل ہو گئے - اب ماشاء اللہ وہ لڑکی بالکل اچھی اور صاحب اولاد ہے - مولوی غنی حید کے تمام لواحقین نوکر چاکر سب مرید ہو گئے -

(مختصر خاندانی احوال)

عائشہ بی بی صاحبہ خان بہادر مولوی سید ابو صالح کی صاحبزادی ہین - ان کا چھوٹا بھائی سید ظفر نواب میرا داماد ہے - عائشہ بی بی کی شادی مولوی سید حاجی علی امام صاحب سے ہوئی - مولوی علی امام صاحب کے والد ماجد کا نام مولوی مظہر امام صاحب تھا - یہ اپنے وقت کے مشہور اور نامی وکیل تھے اور اُنکی صاحبزادی مولوی غنی صاحب کے نکاح مین آئین - مولوی غنی حیدر صاحب کی صاحبزادی جو اچھی ہوئین تو عائشہ بی بی نے درگاہ شریف کی مہری بنوائی اور سات آٹھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ درگاہ پر مقرر کیا اور قریب پچاس ہزار روپیہ کے اُنھون نے مزار پر صرف کیا -

(آخری آمد)

حضرت آخری بار میرے گھر پر اس شرط پر تشریف لائے کہ اُنکے تمام ناز اُٹھائے جائینگے - مین ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا اور غلامی کی خدمت بجا لاتا - چلتے وقت فرمایا کہ اپنی تمام چیزین دیکھ لو ہم جاتے ہین - مین نے اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر کہا کہ ایک چیز نہین ملتی - یعنی میرا دل گم ہو گیا - اتنا سُن کر مجھکو سینے سے لپٹا لیا - اور فرمایا کہ وہ پیرون کا حق ہے -

فہرست مضامین حیات وارث حصہ اوّل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	مقدمۃ الکتاب	۲۶	ممالک غیر کی سیاحت
۱۱	خاندان۔ پیدائش۔ تعلیم۔ سفر	۲۷	وطن کی واپسی
۱۴	حالات سفر	۲۹	لطیفہ
〃	لطیفہ	۳۰	واقعات سفر
۱۵	جہاز کا واقعہ	۴۶	استغنا
۱۶	روایت	۵۸	رضا و تسلیم
۱۷	احرام	۶۲	طرز معاشرت و نشست برخاست
۱۸	حاجی صاحب	۷۰	طرز گفتگو
۱۹	فرش خاک	۸۳	اکل و شرب
۲۰	روزہ	۹۲	سفر و قیام
۲۱	سفر کی نوعیت	۱۱۶	حالات و واقعات جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب
۲۳	ترک لذات		
۲۴	لطیفہ	۱۲۶	واقعات
۲۵	نکتہ	〃	دوسرا واقعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۷	تیسرا واقعہ	۱۳۲	ساتوان واقعہ
۱۲۸	چوتھا واقعہ بمقام بہرائچ	۱۳۳	مختصر خاندانی احوال
؍؍	پانچوان واقعہ بمقام سیوان	؍؍	آخری آمد
۱۳۱	چھٹا واقعہ		

فہرست مضامین حیات وارث حصّہ دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	دربیان سانحہ قیامت خیز وفات حضرت فخر الاولیا	۶۹	ہمارے تعلقات
		۷۱	تقریظ

حیاتِ وارث

حصّہ دوم

دربیان سانحہ قیامت خیز
وفات جناب حضرت فخر الاولیا

ہوئے ہو پردہ پوش کیون خدارا الٹ دو رخ سے نقاب وارث
ازل سے ہون آپکا شناسا نہ کیجیے مجھسے حجاب وارث

لبون پہ ہے گھٹ کے جان آئی نہین ہے اب طاقت جدائی
بہت ہی مضطر ہون اب تو مجھکو بلا لو دیدے شتاب وارث

مین تیرے ناز و ادا کے صدقے بتا دے بہر خدا تو آجا
تری جدائی کا اب تو کبتک رہیگا مجھپر عذاب وارث

کرون مین کیا شکر تیرا مولا ہوا تو اس دلمین جلوہ فرما
اُجڑی بستی بسائی تونے کرم کیا بیحساب وارث

وہ شان اعلیٰ ہے تیری مولا کہ تاب خامہ کو کیا جو لکھے
جہان کے سلطان تیرے گدا ہین عجب ہے تیری جناب وارث

مین گو کہ بدکار و روسیہ ہون نباہنا تو ہے کام تیرا
چھپا لے اب دامن کرم مین گنہگار روز حساب وارث

مجھے بھی اے ساقی دو عالم دو مے پلا بہر غوث اعظم
چڑھے نشہ محویت کا تیری ہون نہ مست شباب وارث

وہ سر دے ہو جسمین تیرا سودا وہ دل کہ ہو داغ کی تمنا
جو رشک منصور دم مین کردے پڑھا دے ایسی کتاب وارث

نہ ہوش ہو کون ہون کہان ہون نہ کچھ فنا و بقا سے مطلب
مین دونون عالم کو بھولون ایسے پلا دے ایسی شراب وارث

نصیب جاگے جو سو گیا مین شب جدائی مین تنگ آکر
کہا کسی نے کہ دیکھ منعم وہ آتے ہین بے نقاب وارث

حضرات سرگردانی قلم شکستہ رقم کی تحریر واقعہ وفات جناب امام الاولیا سے اس قدر ہے کہ ہر حرف تازہ رقم ہجوم رنج و غم سے آلودہ خاک اور ہر سطر پر پیچ خم مین سینہ چاک ہے مقام عبرت ہے کہ جب ایسا آفتاب ولایت و ماہتاب ہدایت عالم دنیا مین نہ رہے پس اور کوئی اس خاکدان وحشت سرا مین کیا ارادہ قیام کا کر سکتا ہے - خامۂ ژولیدہ بیان انوے ندامت سے سر نہین اٹھا سکتا - کہ ابھی حال تصرفات و کرامات اُس سلطان کائنات کا زبان پر تھا جس سے آوازہ تہنیت کا بلند تھا اب واقعہ جگر گداز وفات کس زبان سے بیان کرے لیکن حدیث نبوی حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ مرہم زخم جگر ہے - ضرور ہوا کہ کچھ حال اُس سانحہ قیامت خیز کا بھی بیان کیا جائے - لہذا ناظرین با تمکین و سامعین معتقدین جناب سرتاج الواصلین پر مخفی نہو کہ اس واقعہ قیامت نما و سانحہ ہوش ربا یعنی وصال حضرت قبلۂ عالم و عالمیان جناب مولانا و مرشدنا حضرت سید حاجی حافظ **وارث علی شاہ** صاحب نور اللہ مرقدہ کی واقفیت اور آگاہی ہر فرد بشر رکھتا ہے - الا تفصیلی حالات علالت و رحلت حضور قبلہ مریدان و کعبہ معتقدان سے اکثر عوام الناس و ہر کس و ناکس لاعلم ہے - چونکہ یہ خادم تین ماہ سے بالاستیعاب جناب مرحوم و مغفور کی خدمت بابرکت مین حسب معمول دوامی جیسا کہ اکثر حاضر رہتا تھا موجود تھا - بدین وجہ حالات کما حقہ بے کم و کاست از زمان علالت تا بہ رحلت قلم بند کرتا گیا جو بصراحت تاریخ وار مندرج رسالہ ہذا کرکے پیش کش خدام آستانہ علیہ کرتا ہون -

واضح ہو کہ حضور پر نور نور اللہ مرقدہ کو چند روز سے کچھ ایسا ضعف پیدا ہو گیا تھا

کہ نشست بر نجاست مین بلا استعانت غیر سے تکلف ہوتا تھا۔ الا اعضاے جسمانی مین کسی
قسم کا تغیر و تبدل نہ پیدا ہوا تھا۔ بصارت چشم و استحکام دندان شریف و گنجانیدگی موے مبارک
وغیرہ بدستور قائم تھی۔ اکثر دنون مین ایسا ہوتا تھا کہ کسی وقت غذا بالکل ترک فرما دیتے تھے۔
اگرچہ غذا آسودگی حضور نے تمام عمر نوش نہ فرمائی۔ الا اب تین چار سال سے برائے نام دو
ایک لقمہ شب کو اور اسی طرح دن کو باصرار تمام تناول فرما لیتے تھے لیکن اسمین بھی کسی دن
کمی آجاتی تھی۔ برائے حفظ قوت غذائے مرغن و مقوی مثل یخنی پلاؤ جو باہتمام حاجی فیضو شاہ
خادم خاص پکتا تھا۔ یا بالائی جو بانتظام محمود علی خانصاحب رئیس سترکھ انسپکٹر سابق پنشنر کے
کے روزانہ معمول سے تھی۔ یا حریرہ بادام وغیرہ کسیوقت خدام نے بنا کر پیش کیا تو
بخیال دلشکنی دو ایک انگلی چکھ لیتے تھے۔ یہ بھی نظر انداز ہو گیا تھا۔ و نیز دو ایک سال سے
خلاف عادت افعال ظہور مین آنے لگے تھے۔ مثلاً روزانہ عادت شریف تھی کہ دن مین
بدفعات مکرر اندر زنانے مین تشریف لاتے تھے اور گھنٹون نشست و آرام فرماتے تھے۔
یا یہ کہ بعض آئندگان و روندگان سے نشست فرما کر دیر تک ہمکلام رہتے تھے۔ علی
ہذا اسی طرح سب معمولات مین فرق آگیا تھا۔ دن مین دو ایک مرتبہ زنانے مین چند ساعت
کے واسطے ہو آتے تھے اور اگر لوگ قدمبوسی کو آتے تو فرما دیتے کہ اچھا ٹھہرو پھر ملاقات
ہوگی۔ بستر استراحت ایک زمانہ سے ایسی جگہ مفروش تھا کہ جہان آج لحد انور ہے۔ اسی پر
شبانہ روز آرام فرماتے رہتے تھے۔ سرہانہ بہ سمت مغرب و پائیتانہ جانب مشرق رہا کرتا
تھا۔ گفت و شنید قطعی موقوف فرما دی تھی۔ بجز اسکے کہ ہر وقت عالم سکوت اور خاموشی

اختیار فرمائی تھی اور کیفیت استغراق و محویت از حد بڑھ گئی تھی کہ بسا اوقات اگر کوئی خادم و معتقد حاضر خدمت ہوتا تو حضور فرماتے "کون ہو کہاں سے آئے ہو" یا یہ کہ عرض کیا گیا حضور خاصہ نوش فرمالین تو ناخوش ہو کر فرماتے - کہ ابھی تو کھا چکے ہین - یا نماز وقت پر ادا فرما چکے ہین اور پھر چند ساعت کے بعد مکرر بدفعات ادا فرما رہے ہین - اگر کسی نے کہا کہ حضور نماز پڑھ چکے ہین - تو فرماتے کہ خیر پھر پڑھ لی تو تمھارا کیا ہرج ہوا - المختصر اس سانحۂ الم فرسا اور واقعہ قیامت نما کے آثار و علامات حضور قبلہ عالم نے پہلے ہی سے منکشف فرمانا شروع کر دیئے تھے - جو بہ تفصیل و صراحت حالت علالت و رحلت اُس آفتاب ولایت و ماہتاب ہدایت سے بمضمون ذیل واضح ہوگا -

نظم ماتم

یانتک تو یہ حالت کا بیان کلک نے لکھا
منظور ہے اب حال وفاتِ شہ والا

انجام بشر مرگ ہے فانی ہے یہ دنیا
کوئی نہ زمانے مین رہا ہے نہ رہیگا

کیا جانے کوئی کون سی رحلت کی گھڑی ہے
کھینچے ہوئے تلوار اجل سر یہ کھڑی ہے

جسکے لیے محکوم ہوئے خلقتِ آدم
جاتا ہے زمانہ سے وہی فخر دو عالم

کرتے ہین سفر ماہ صفر مین شہِ عالم
ہمکو یہ مہینہ بھی محرم سے نہین کم

ہر گھر مین ہو سامان عزا غم مین ولی کے

دیندار سیہ پوش ہوں ماتم میں ولی کے

لازم ہے کہ عشاق کریں چاک گریبان
اُٹھتا ہے وہ دنیا سے جو ہے مرکز ایمان
کرتا ہے سفر ماہ صفر میں شہ ذیشان
اس داغ کا مرہم ہے نہ اس درد کا درمان

صدمہ سا ہے صدمہ دل اندوہ گزین پر
خورشید کے ٹکڑے ہوئے ہیں چرخ برین پر

ہر بحر میں اک شور ہے فریاد بکا کا
ہر دشت میں ہنگامہ ہے بپا روز جزا کا
سامان یہ یوہ ہیں ہے حضرت کی عزا کا
عالم میں ہے غل کوچ ہے مطلوب خدا کا

یارب یہ خزان آئی ہے گلزار پہ کیسی
یہ چھائی ہے اداسی در و دیوار پہ کیسی

بیمار وہ خود ہے جو مسیحائے زمان ہے
قوت ہے جو ایمان کی بے تاب و توان ہے
گلشن کرم و جود کا پامال خزان ہے
وہ باغ اُجڑتا ہے کہ جو رشک جنان ہے

آثار قیامت کے ہیں اب ارض و سما میں
تاریک جہان ہے نظر اہل وفا میں

انوار ولایت سے جہان ہوتا ہے خالی
خدام ولی ہوتے ہیں بے وارث و والی
کفار کے اشرار کے پھر دن یہ بحالی
عشاق پہ اغیار پہ رات آتی ہے کالی

برپا ہے تلاطم ہی اب ہند و عرب میں
خورشید چھپا چاہتا ہے پردۂ شب میں

جاتا ہی وہ اب بیوہ نونکا ہی جو شوہر　　　اُٹھتا ہے یتیمون کا پدر دلے مقدر
اب کون زمانے مین ہی مسکینون کا یاور　　　لو ٹوٹتی ہے آس غریبون پہ ہی محشر

صد حیف مٹی زینت پیرایۂ رحمت
درد اسر منعم سے اُٹھا سایۂ رحمت

۱۸- محرم الحرام یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ

ناظرین و مسترشدین تواریخ و مراثی و معتقدین و متوسلین وارثی پر مخفی نہ ہو کہ جناب امام الاولیا حضرت قبلۂ عالم کی بیماری زکام اور بخار سے وصال کے تین روز پیشتر شروع ہوئی جو بصراحت تاریخ وار حوالہ قلم ہے۔

واضح ہو کہ اٹھارہ محرم الحرام یوم شنبہ تمام دن حضور کا مزاج عالی بہت صحیح اور تندرست رہا معمولی اوقات مین کوئی فرق نہ آیا۔ حسب معمول دو تین مرتبہ اندر زنانے مین تشریف لے گئے۔ آج قریب ۴ بجے کے حضور اندر زنانے مین تشریف لائے اتفاق سے اسی وقت کہین سے سبز چنے اندر آئے تھے ہمشیرہ عزیزۃ اللہ حکیم عبد الباقی خانصاحب مرحوم نے چند دانے چھیلکر پیش کیے آپ نے چبا کر پھینکنا چاہا تو ہمشیرہ نے کہا کہ ہمکو دیدیجئے آپ نے دیدیے پھر نانی صاحبہ اور راقم کی بھانجی نے بھی خواہش کی تو اونکو بھی چند دانے چباکر دیدیے اور آپ اٹھکر باہر تشریف لیجانے لگے تو سامنے مسماۃ چھدنیا نادان زوجۂ لبسی حجام اور زوجۂ جہانگیر

کھڑی تھین قدمبوس ہوکر آپ سے بغلگیر ہوئین تو اسوقت اہلیہ راقم و ہمشیرہ عزیزہ سے کہا
کہ ہم سے کیون نہین آپ ملے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا تمہارا خون ملا ہے۔ یہ فرماکر آپ
باہر تشریف لے گئے۔

واضح ہو کہ یہ تشریف آوری اندر زنانے مین اسوقت آخری آمد ہے۔ افسوس کہ
پھر اندر نہ تشریف لائے۔ آج کنور عبد الشکور خانصاحب رئیس دہرم پورہ نے دو ہرن
شکار کر کے حضور مین بھیجے۔ انکا گوشت حضور نے تقسیم ہونے کا حکم فرمایا۔ تھوڑا اندر
زنانے مین آیا۔ کچھ معروف شاہ صاحب لیگئے۔ کسی قدر باورچیخانہ سرکاری مین بھیجدیا
گیا۔ باقی اور لوگون کو تقسیم ہوا۔ معمولی غذا بقدر دو لقمہ جو دمت سے تھی دن کو نوش فرمائی
شب کو خاصہ پر کباب گوشت ہرن معروف شاہ صاحب نے پیش کیے و نیز اندر زنانے
سے حسب الطلب حاجی فیضو شاہ صاحب کے ایک پیالہ قورمہ گوشت ہرن آیا۔
حضور نے برائے نام ذرا سا کباب اور ایک لقمہ قورمہ کا نوش فرمایا اور بستر راحت پر
آرام فرمایا۔ قریب بارہ بجے شب کے استنجہ فرمانے کی ضرورت ہوئی حاجی فیضو شاہ
صاحب نے ایک ظرف شیشہ کا جو اکثر بخیال تکلیف کے شب کو بستر پر پیش کر دیتے
تھے حاضر کیا۔ حضور نے استنجہ کیا۔ بعد فراغت کے بستر استراحت پر واسطے آرام فرمانے
کے جب باستعانت فیضو شاہ صاحب آپ لیٹے تو خفیف سی حرارت اور کچھ آمد زکام
کی سی معلوم ہوئی۔ فیضو شاہ نے عرض کیا کہ حضور کا مزاج عالی کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا
کہ اچھا ہے۔ کچھ تحریک سی معلوم ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضور نے آج کباب ہرن

جو ذرا سا چکھ لیا ہے شاید خلاف مزاج عالی ہوا ہو - فرمایا نہیں نتھنوں میں سرسراہٹ قبل سے تھی - غرض کہ آدھی رات سے حرارت خفیف اور آثار آمد زکام معلوم ہوتے رہے - آج شب بھر حضور اکثر کچھ واقعات کربلائے معلی بیان فرماتے رہے - اور فرمایا کہ یہ سانحہ بہت بڑا ہوا ہے -

۱۹ محرم الحرام یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء

آج علی الصباح حاجی فیضو شاہ صاحب نے نانی ڈیوڑھی پر آ کے اور راقم کو آواز دیکر پکارا اور بیان کیا کہ رات کے بارہ بجے سے حضرت صاحب کو کچھ خفیف سی حرارت و آمد زکام کی سی معلوم ہوتی ہے طبیعت مضمحل سی ہے - راقم حضور میں حاضر ہوا قدمبوس ہوا اور بوقت دست بوسی خیال کیا تو فی الواقع حرارت لمس پر معلوم ہوئی اور آواز بھی بھاری سی پائی گئی - عرض کیا کہ مزاج عالی کیسا ہے ارشاد ہوا کچھ نہیں اچھا ہے ذرا سی تحریک ہے جب وقت خاصہ نوش فرمانے کا آیا عرض کیا گیا کہ حضور خاصہ طیار ہے - آپ نے فرمایا اس وقت نہ کھائینگے - چنانچہ حضور نے دن کو خاصہ نوش فرمایا اور نہ اندر سے باہر تک کسی نے کھانا کھایا - کچھ دیر کے بعد قریب ۳ بجے کے عرض کیا گیا کہ حضور اندر زنانے سے بند و ملازمہ کئی مرتبہ آچکی ہے - حضور آج اندر نہیں تشریف لے گئے ہیں عورتیں سب مشتاق زیارت ہیں ذرا حضور اندر ہو آئیں - ارشاد ہوا کہ یہاں زنانہ کرا دیا اسوقت اندر نہ جائینگے - چنانچہ مرد سب لوگ ہٹ گئے - زنانہ ہوا عورتیں باہر آکر قدمبوس

ہوئین اور عرض کیا کہ حضور کا مزاج کیسا ہے - آپ نے آج نہ کھانا نوش فرمایا نہ اندر
آپ تشریف لائے - فرمایا کچھ نہین طبیعت اچھی ہے کچھ زکام سا معلوم ہوتا ہے - تم سب
چلو - ہم سہ پہر کو اندر آئینگے - غرضکہ آج تمام دن مین دو تین مرتبہ ذرا سا بسکٹ حسب معمول
بوقت آبنوشی کھا کر پانی پی لیا - غلبہ پیاس کی زیادتی ہوتی گئی - تحریک بدستور رہی - اندر
زنانہ مین بھی تشریف نہ لائے - قریب ساڑھے سات بجے شب کو عرض کیا گیا کہ آج حضور
نے دن کو خاصہ نوش نہین فرمایا ہے - اسوقت کچھ ضرور غذا فرمالین چنانچہ اندر زنانہ سے
مونگ کی کھچڑی اور باورچیخانہ سے اور معروف شاہ صاحب کے یہان سے بھی مونگ
کی کھچڑی جو آئی تھی پیش کی گئی اور فیضو شاہ صاحب نے حسب معمول یخنی پلاؤ سامنے پیش کر دیا
حضور نے دو لقمہ باصرار تمام مونگ کی کھچڑی کے اور ایک لقمہ یخنی پلاؤ کا نوش فرمایا افسوس
صد افسوس اس پلاؤ نے غضب کر دیا - یار لوگ اپنی چکھوتیون کے سبب اس وقت بھی نہ چوکے -
واضح ہو کہ اسوقت جگہ خاصہ نوش فرمانے کی تبدیل ہوگئی - یعنی ہمیشہ قاعدہ یہ تھا کہ حضور کے
بستر شریف کے پاتانہ دسترخوان بچھا کر کھانا چنا جاتا تھا اور لب فرش حضور بیٹھکر نوش
فرماتے تھے - لحد انور کے پورب طرف جگہ خاصہ نوش فرمانے کی تھی - مگر اسوقت بستر شریف
کے دکھن جانب دسترخوان بچھا کر چند لقمہ نوش فرمائے ہین جو مقام متصل قبر شریف کے پاتانہ
کے جانب ہے - آج شب کو حرارت نے بھی کسی قدر زیادتی کی و نیز کچھ کیفیت حبس زکام
کی بھی پائی گئی - تمام رات مین کئی مرتبہ خلاف معمول پانی نوش فرمایا اور اکثر کئی مرتبہ خلاف
عادت شریف کے استنجا کرنے کے واسطے حضور اٹھے - شب کو پھر زنانہ ہوا - عورتین

آئین۔ آپ نے ہمشیرہ عزیزہ سے پانی طلب فرمایا اور نوش کیا۔ عورتون نے عرض کیا کہ حضور کا مزاج عالی کیسا ہے ۔ فرمایا اچھا ہے ۔ عرض کیا کہ آج دو روز سے حضور اندر نہین تشریف لائے ۔ فرمایا اچھا اب تم سب چلو ہم کل صبح کو آئینگے۔ عورتین اندر گئین مردانہ ہوگیا۔ تمام شب اُسی حالت سے گذری ۔

۲۰ محرم الحرام یوم دوشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

آج حرارت کا غلبہ کسیقدر زیادہ ہوا اور بوجہ حبس زکام کے آواز کی گرفتگی بھی ہونے لگی ضعف بھی زیادہ پایا گیا ۔ دن کو غذا مونگ کی کھچری جو باورچیخانہ ونیز معروف شاہ صاحب لائے تھے اور اندر سے بھی پک کرآئی تھی خفیف سی ایک آدھ لقمہ نوش فرمائی ۔ تمام دن خاموش آنکھ بند کیے ہوے بستر استراحت پر آرام فرمایا کیے ۔ ریزش بدقت ہوتی تھی ۔ جب کوئی آتا مزاج پرسی کرتا جواب مین فرما دیتے کہ کچھ نہین زکام ہے اچھے ہین"۔ آج بھی زنانہ مین نہین تشریف لے گئے ۔ دن رات مین کئی مرتبہ باہرہی زنانہ کرا کے شرف زیارت سے مشرف فرمایا ۔ جب عورتون نے عرض کیا کہ حضور اندر نہین تشریف لائے فرمایا کہ ہان تم سب چلو ہم اندر آئین گے ۔ جو لوگ واسطے مُرید ہونے کے آتے اُنکو آپ برابر مرید فرماتے رہے ۔ علی ہذا شب کو بھی برائے نام خفیف سی غذا کھچڑی مونگ کی بدستور مُنھ مین لگا کر چھوڑ دی ۔ آج مولوی فخرالدین صاحب رئیس بوہ شریف نے آکر بعد دیکھنے نبض اور مزاج پرسی کی ایک نسخہ مشروب جوشاندہ تجویز فرمایا

جو فوری باہتمام نعمت علی شاہ صاحب طیار ہو کر استعمال کرایا گیا نسخہ یہ ہے -
بنفشہ کشمیری ۶ ماشہ عنب الثعلب خشک ۶ ماشہ - مویز منقی ۵ دانہ تخم خیارین ۶ ماشہ - شیرہ مغز کدوے شیرین ۶ ماشہ - نبات سفید تولہ - شب در آب خیسانیدہ صبح جوشاندہ مالیدہ صاف نمودہ نیمگرم بنوشند -

۲۱ محرم الحرام یوم سہ شنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء

آج صبح کو حرارت ملس تھی - ریزش بند ہو جانے سے بار بار کھانسی آتی تھی - مگر اخراج بلغم نہین ہوتا تھا - قریب گیارہ بجے کے کسی قدر حرارت مین زیادتی ہو گئی ونیز آواز کی گرفتگی مین بھی زیادتی پیدا ہوئی - دن کو غذا بدستور دہی مونگ کی کھچڑی پیش کی گئی - تو یون ہی برائے نام زبان پر لگا کر چھوڑ دی اور یون ہی شب کو بھی غذا کچھ نہین فرمائی -
علی الصباح جوشاندہ مجوزہ مولوی صاحب موصوف جواندر سے طیار ہو کر آیا تھا استعمال کرایا گیا - بعد بارہ بجے دن کے حرارت بہت بڑھ گئی - حتی کہ خفیف سی غفلت معلوم ہونے لگی - حاجی فیضو شاہ صاحب و رحیم شاہ صاحب وغیرہ ونیز دیگر خدام کی رائے ہوئی کہ کوئی طبیب بلوانا چاہیے - چنانچہ حکیم عبد الخالق صاحب مقام گدیہ سے طلب کیے گئے حکیم صاحب صاحب بوجہ پیروی مقدمہ ساجد حسین صاحب مرحوم رئیس گدیہ کے جو اشتہا بانہ خورانی مین تفتیش پولیس ہوتی تھی آج نہ حاضر ہو سکے - چونکہ طبیعت وقتاً فوقتاً مضمحل ہوتی جاتی ہے اور ضعف و حرارت کی زیادتی تھی لہذا یہ رائے بھی ہوئی کہ جابجا اکثر معتقدین او

جان نثارون کو مطلع کر دینا چاہیے - چنانچہ راقم نے ایک تار بمقام دربھنگہ بنام جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کو دیا اور دوسرا تار برادر عزیزم حکیم عبد الباقی صاحب کو مقام بلرامپور دلوایا اور اعزا کو بذریعہ تحریر مطلع کیا - چنانچہ عزیزم حکیم عبد الرحمن خانصاحب مقام ڈونگرپور راجپوتانہ و عزیزم حکیم عبد اللطیف خانصاحب مقام لکھیم پور - و عزیزم حکیم برہم صاحب مقام گورکھپور خط روانہ کیے و نیز ایک خط بنام ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب مقام ملانوان و مشفقی حافظ حسن خانصاحب و بابو کنھیالال صاحب وکیل مقام علیگڈھ بھیجا - اور معروف شاہ صاحب نے بھی جا بجا بذریعہ تحریر لوگون کو مطلع کیا - چنانچہ نواب کنور عبد الشکور خانصاحب رئیس دھرم پور کو بھی اطلاع کی گئی اور چودھری ظہیر الدین صاحب نے ایک تار بنام سید محمد ابراہیم صاحب مقام رامپور دیا - آج شب کو وہی کیفیت بدستور رہی - غذا وغیرہ سامنے گئی - اور ویسی ہی لوٹ آئی - ہاتھ تک آپ نے نہ لگایا - تمام شب بےچینی اور الجھن پیدا رہی - دن رات مین کئی مرتبہ زنانہ ہوا عورتین آئین قدمبوس ہوکر مزاج پرسی کی - جواب مین فرمایا کہ "اچھے ہین - تم سب چلو ہم اندر آئینگے"۔

آج کئی مرتبہ حضور نے فرمایا کہ یہ مہینہ محرم کا ہے عرض کیا گیا کہ جی ہان محرم ہے فرمایا کہ اب تو دیوہ کا محرم اچھا ہونے لگا - عرض کیا کہ یہ سب حضور کی بدولت رونق اور روشنی دیوہ کی ہے - حضور کے قدمون کی برکت سے دیوہ شریف ہو گیا غرضکہ تمام شب مین کئی مرتبہ واسطے استنجا کرنے کے حضور اٹھے اور غلبہ پیاس بھی زیادتی پر ہوتا رہا - مولوی فخر الدین صاحب کے نسخہ سے چندان کچھ افاقہ نہ معلوم ہوا مگر استعمال رہا -

۲۲ محرم الحرام یوم چہارشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۵

آج صبح کو حضور کی آواز مین گرفتگی اور روز سے زائد پائی گئی - حرارت بھی شب سے زیادہ معلوم ہونے لگی - قبض کی شکایت یون تو ہمیشہ سے رہی مگر اب زیادہ ہوگئی - آج حکیم عبدالخالق صاحب گدیہ سے آئے اور حضور مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوے اور بعد دیکھنے نبض اور مزاج پرسی کے ایک نسخہ جوشاندہ تحریر کیا جو میان سمیع اللہ صاحب عطار کی دوکان سے بندھ کر آیا اور فوری اندر زنانے سے تیار ہوا - گل بنفشہ ۶ ماشہ - گل نیلوفر ۶ ماشہ - بہیدانہ شیرین ۳ ماشہ - سپستان ۷ دانہ - شب در آب خیسانیدہ صبح جوشانیدہ صاف نمودہ گلقند آفتابی حل کردہ شیرۂ مغز تخم کدوے شیرین افزودہ نیمگرم بنوشند -

چونکہ آج دوپہر سے کسی قدر غفلت اور تشنگی زیادہ تھی لہذا حکیم صاحب نے شاخین دست و پا مین کھنچوائین - تلوؤن اور کف دست مین خاکشی اور نمک لاہوری طوایا - اور بحالت شدت تشنگی عرق گاوزبان دیا جانے لگا - اور لخلخہ بھی تیار کرایا - پنڈول سرکہ خالص ۶ ماشہ - برگ کشنیز سبز تولہ - عطر خس ماشہ - صندل سفید سودہ ۳ ماشہ - عطر کیوڑہ ماشہ - عرق بیدمشک باہم مخلوط نمودہ لخلخہ سازند -

اور یہ بھی تجویز کیا کہ بحالت غفلت آرد مونگ مین شیر مادہ گاؤ ملاکر روٹیان پکائی جائین اور روغن گل ملاکر سر پر رکھی جائین - اور پاشویہ بھی سہ پہر کو کرایا جائے چنانچہ نسخہ تجویز کیا - برگ بیر ۳ تولہ - قطعات کدو ۔ سار - خاکشی ۳ تولہ سبوس گندم ۲ تولہ

نمک لاہوری تولہ پانی مین جوش کر کے سہ پہر کو پاشویہ کیا گیا - اور غذا کے واسطے کہا گیا - تو حکیم صاحب نے تجویز کیا کہ آش جو مین آب انارین ملا کر ایک وقت - دوسرے وقت یخنی - جسمین پوٹلی کشنیز خشک ۳ ماشہ - تخم خیارین ۳ ماشہ - ٹکیہ پودینہ سبز کی ڈال کر آب انارین ملا کر استعمال ہو - چنانچہ بانتظام معروف شاہ صاحب غذا تیار ہوئی معروف شاہ صاحب بڑے اہتمام کے ساتھ صفائی سے لائے - مگر حضور کی طبیعت غذا کی طرف مائل نہوئی کچھ بھی غذا نہ کی - حکیم صاحب کے مجوزہ نسخون کا استعمال تمام دن رہا لیکن حالت مزاج بدستور رہی حکیم صاحب بوجہ مقدمہ کے واپس گدیہ گئے - راقم نے فیضو شاہ وغیرہ سے مشورتاً پوچھا کہ اگر آپ لوگون کی راے ہو تو مین فتحپور سے جا کر کسی طبیب کو لاؤن اب وقت غفلت اور تساہلی کا نہین ہے - علاج مستعدی سے ہونا چاہیے اور طبیبون کا ہر وقت موجود رہنا بہت ضروری ہے - چنانچہ حسب اتفاق راے راقم فتحپور روانہ ہوا اور میان محمد ابراہیم صاحب شیدا واسطے لانے طبیب کے لکھنؤ روانہ ہوے - آج علی الصباح ایک آدمی مقام کبرہ بادشاہ حسین خان صاحب کے پاس فیضو شاہ نے روانہ کیا اور کہدیا کہ اپنے قرب و جوار مین عباس حسین خان صاحب اور چودھری لطافت حسین خانصاحب وغیرہ کو بھی مطلع کر دینا کہ حضور کی طبیعت علیل ہے - ایک آدمی آج علی الصباح مقام مہونا ضلع لکھنؤ واسطے لانے حکیم عبدالحی صاحب کے روانہ ہوا - راقم قریب شام کے فتحپور پہونچا - حکیم منصب علی صاحب سے شب کو ملاقات نہین ہوئی - راقم نے آج شب کو فتحپور مین قیام کیا -

آج قریب شام کے حکیم عبدالحئی صاحب مہونہ سے آ گئے حضور مین حاضر ہوکر نبض دیکھی تو غلبہ حرارت شدت سے تھا اور بوجہ حبس زکام آواز مین گرفتگی اور غلبہ شدت تشنگی زیادہ پایا۔ چنانچہ ایک نسخہ چٹنی حکیم صاحب نے تحریر کیا جو فوری تیار ہوکر تمام شب استعمال کرایا گیا۔ جسکے استعمال سے شب کو ایک اجابت بھی ہوئی۔ کسی قدر سکون ہوا۔

نسخہ چٹنی۔ رب السوس ۴ ماشہ۔ شکر تیغال ۳ ماشہ۔ مغز بہیدانہ ۳ ماشہ۔ صمغ عربی ۳ ماشہ۔ تخم باقلا ۳ ماشہ۔ شیر خشت ۲ تولہ آب انارین سائیدہ قدرے قدرے بہ چشند۔ آج تمام شب کسی قدر سکون رہا۔ مستورات اندر سے شبانہ روز مین کئی مرتبہ قدمبوسی کو آئین جن سے مزاج پرسی کے وقت فرمایا کہ ہم اچھے ہین۔

۳ محرم الحرام یوم پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۰۵ء

آج علی الصباح حکیم منصب علی صاحب سے ملکر کیفیت علالت حضور پاک بیان کی۔ حکیم صاحب نے اپنی روانگی مین بوجہ اپنی علالت کے و نیز علالت اپنی اہلخانہ کے معذرت اور سخت مجبوری ظاہر کی اور کہا کہ انشاءاللہ اگر مجھکو کچھ بھی سکون ہوگیا تو سہ پہر کو چلونگا۔ ورنہ کل ضرور بالضرور حاضر ہونگا۔

راقم واپس بوہ تشریف آیا۔ واسطے قدمبوسی کے حضور مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ مزاج کی کیفیت وقتاً فوقتاً بدلتی جاتی ہے۔ تپ کے غلبہ اور حبس زکام کی شدت کیوجہ سے کسیقدر حالت استغراقی پائی جاتی ہے۔ ضعف از حد بڑھ گیا ہے۔ غذا آج بھی کچھ نہین

ہوئی۔ آج بادشاہ حسین خانصاحب بھی آگئے۔ نیز اور لوگون کی بھی آمد شروع ہوگئی۔
راقم نے قریب شام کے زنانی ڈیوڑھی پر بادشاہ حسین خانصاحب کو بلاکر یہ مشورہ
کیا کہ آپ لوگ کیون غفلت کرتے ہین کسی طبیب کو لکھنؤ سے کیون نہین بلواتے ہین
ایک سے ایک لائق طبیب اسوقت لکھنؤ مین موجود ہین۔ بادشاہ حسین خانصاحب
نے کہا کہ میان رشید الکھنؤ سے واپس آگئے ہین وہان کوئی طبیب اسوقت جھوائین ٹولہ
مین نہین ملے۔ رانی صاحبہ محمود آباد علیل ہین وہان گئے ہین۔ راقم نے کہا اگر
آپکی رائے ہو تو مین خود لکھنؤ جاؤن۔ جھوائی ٹولہ مین حکیم عبدالحفیظ صاحب عزیزی
حکیم عبدالرحمن خانصاحب کے اُستاد ہین جو میرے حال پر بھی بہت بڑی عنایت کرتے
ہین وہ اگر مل گئے تو خیر ورنہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جو چوپٹیون کے اسپتال مین ہین
اور حضرت صاحب قبلہ کے قدیم خادم ہین اُنکو جاکر لاؤن۔ بادشاہ حسین خانصاحب
نے یہ رائے پسند کی اور مجھکو پانچ روپیہ سفرخرچ دیکر کہا کہ اسیوقت آپ جائیے
چونکہ شام ہوگئی تھی یکہ بذریعہ چودھری ظہیرالدین صاحب منگوا کر راقم لکھنؤ روانہ ہوا
آج سہ پہر کو حکیم منصب علی صاحب بھی فتحپور سے آگئے اور بعد دیکھنے نبض کے ایک
نسخہ جبوب تجویز کیا جو فوراً تیار کیا گیا۔ نسخہ جبوب مجوزۂ حکیم صاحب موصوف یہ ہے
رب السوس ۶ ماشہ۔ بہیدانہ شیرین ۶ ماشہ۔ سفوف مغز تخم کدوئے ۶ ماشہ سائیدہ
جبوب بقدر نخود بستہ نگاہ دارند۔

آج حکیم عبدالحی صاحب نے علی الصباح نبض دیکھی تو تپ بھی تھی اور جلبش کام کی

شدت تھی۔ فوری ایک نسخہ جوشاندہ اور ایک نسخہ شربت بزوری معتدل لکھا جس پر حکیم منصب علی صاحب نے بھی اتفاق کیا۔ چنانچہ نسخہ مجوزہ حکیم صاحب کا تیار ہوکر استعمال شروع ہوا۔ نسخہ جوشاندہ۔ پرسیاوشان ۴ ماشہ۔ تخم خیارین ۶ ماشہ۔ مویز منقی ۷ دانہ۔ برگ گاوزبان ۴ ماشہ۔ گل بنفشہ ۶ ماشہ۔ بہیدانہ ۲ ماشہ۔ عناب ولایتی ۵ دانہ درعرق گاوزبان ۱۰ ار۔ و عرق عنب الثعلب ۱۰ ار۔ ترکردہ صبح صاف نمودہ خیرخشت ۲ تولہ حلکردہ شربت بزوری آمیختہ نیمگرم بنوشند۔

نسخہ شربت بزوری معتدل مجوزہ حکیم صاحب۔ پوست بیخ کاسنی ۲ تولہ تخم ماپاک ۲ تولہ۔ خارخسک خورد ۲ تولہ۔ بیخ بادیان ۲ تولہ۔ تخم بتھوہ ۲ تولہ۔ تخم خیارین ۳ تولہ شب درعرق عنب الثعلب ۱۰ ار۔ ترکردہ صبح مالیدہ نبات سفید۔ ۱۰ ار انداختہ بہ قوام شربت طیار سازند۔ یہ نسخہ مشروب استعمال ہوا۔ مگر حرارت نے کسی وقت مفارقت نہ کی۔ طبیعت بدستور اپنی حالت ابتدائی پر قائم رہی۔ چنانچہ بوقت دوپہر حسب تجویز حکیم عبدالحیٔ صاحب پاشویہ کرایا گیا جس سے کسیقدر افاقہ اور سکون معلوم ہوا۔ نسخہ پاشویہ۔ برگ سدر گل خطمی ۲ تولہ۔ گل نیلوفر ۲ تولہ۔ جو ۱۰ ار۔ خاکشی ۲ تولہ۔ نمک شور ۴ تولہ۔ درآب تازہ جوشانیدہ پاشویہ سازند۔ غرضکہ نسخہ چٹنی اور جوشاندہ مجوزہ حکیم عبدالحیٔ صاحب تمام دن اور رات استعمال رہا۔ آج حرارت کسی قدر کمی کے ساتھ رہی اور اخراج بلغم بھی ہوتا رہا۔ دن رات میں کئی مرتبہ زنانہ ہوا۔ عورتیں قدمبوسی کو آئیں۔ چلی گئیں۔

نسخہ چٹنی جو برعایت ضعف حکیم صاحب نے لکھا اُسنے بہت نفع دکھلایا۔

نسخہ چٹنی - تخم گاوزبان (۱ ماشہ) - مروارید ناسفتہ (۲ سرخ) - رب السوس (۲ ماشہ) - شکر تیغال (۳ ماشہ) - زعفران (۲ سرخ) -
کتیرا (۲ ماشہ) - ورق نقرہ (۲ عدد) - مرجان (۱ ماشہ) - بآب نارین شیرین حل کردیدہ بخشند -

۲۴ محرم الحرام یوم جمعہ سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

آج راقم چار بجے صبح کو لکھنؤ پہونچا - ریل سے اُتر کر پہلے سیدھا چوپٹیون کے ہسپتال مین گیا - معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب اجمیر شریف گئے ہین وہان سے اُسیوقت جھنوائی ٹولہ آیا حکیم عبدالحفیظ صاحب سے ملاقات ہوئی - حضرت صاحب قبلہ کی کیفیت مزاج مفصل حکیم صاحب سے بیان کی - فوری حکیم صاحب آمادہ روانگی ہوگئے اور مجھ سے فرمایا کہ وہان دوا ملنا مشکل ہوگا لہذا لکھنؤ سے دوائیان لیتے چلو - چنانچہ ایک فہرست ادویات متفرق کی مجھکو لکھدی - راقم کے پاس روپیہ نہ تھا - تاہم فہرست ادویہ تو چوک مین محمد ذکی صاحب عطار کو دے کر تاکید کردی کہ فوراً دوائیان باندھ کر تیار کیجیے - اور مین تلاش مسمے مولائی ساکن مسولی جو حضرت صاحب قبلہ کے قدیم ارادتمندون مین تھا اور چوک مین مقیم تھا گیا اور اُس سے دس روپیہ دستگردان لیکر عطار صاحب کی دوکان پر آیا روپیہ اُنکے حوالہ کیا - قریب ۸ بجے کے معہ ادویات حکیم صاحب کے مکان پر آیا - چونکہ دوائیون کے باندھنے مین بہت وقت گذر گیا تھا حکیم صاحب نے میرے انتظار مین سخت پریشان ہو کر شکرم گاڑی جو بکرایہ آمد و رفت دیوہ شریف کو منگوائی تھی واپس کردی تھی اور مجھسے فرمایا کہ اسوقت میرا جانا بیکار ہے - آپ آج میرے ایک شاگرد رشید کو لیجائیے - کل

بعد فراغ مطب انشاء اللہ مین چلون گا۔ چنانچہ راقم مع شاگرد حکیم صاحب کے قریب آٹھ بجے شب کو دیوہ شریف پہونچا اور یہ کل واقعہ و عدم حاضری حکیم صاحب کو بیان کیا حکیم صاحب کے شاگرد نے نبض حضور کی دیکھی اور کہا کہ نسخہ تجویز کرتا ہون۔ چنانچہ اوپر کمرہ مین ٹھہرائے گئے۔ حکیم عبد الحیٔ صاحب و حکیم عبد الباقی خانصاحب اور حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب آچکے تھے اور اتفاق رائے تشخیص مرض تپ بلغمی اور حبس زکام قرار پاکر حکیم عبد الحیٔ صاحب معالج بھی تھے اور حکیم صاحب کے علاج نے کسیقدر اپنا نفع بھی دکھلایا۔ آج حرارت بھی کمی کے ساتھ رہی اور بلغم بھی بآسانی خارج ہوا۔ آج حکیم عبد الحی صاحب نے بعد دیکھنے نبض کے ایک نسخہ چٹنی کا اور دوسرا شربت بنوبزوری زفرد الکھا تھا بدستور قائم رکھا لیکن ایک تیسرا نسخہ روغن قیروطی کا واسطے مالش کرنے مقام صدر کے تجویز کیا جو فوری تیار ہوکر استعمال اُسکا شروع ہوا۔

نسخہ روغن برائے مالش صدر۔ آب برگ عنب الثعلب سبز ۴ تولہ۔ آب برگ مکو روندہ ۴ تولہ۔ روغن بادام ۳ تولہ۔ روغن بابونہ ۲ تولہ۔ لعاب تخم کنوچہ تولہ۔ لعاب تخم کتان تولہ بر آتش گذارند چون روغن بماند موم خالص ۲ تولہ حلکردہ بر صدر مالش ازند۔ برادرم قبلہ حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب جسوقت دربھنگہ سے آئے تو یہ حکیم صاحبان معالج تھے۔ جسوقت بھائی صاحب قبلہ حضور مین حاضر ہوئے۔ تو حضور نے فرمایا کہ یعقوب آگئے۔ اب تو برابر رہو گے۔ بھائیصاحب نے عرض کیا کہ تا بہ صحت کامل و غسل صحت حاضر رہون گا۔ یہ کلمہ سنکر آپ مسکرائے اور فرمایا اچھا چلو ٹھہرو۔ بھائیصاحب نے باہر آکر فرمایا

کہ اسوقت حضور کا یہ جملہ فرمانا کہ برابر رہو گے اور مسکرا دینا خالی از علت نہین۔ میرے قلب کی حالت دگرگون ہو گئی۔ دیکھیے حضور کو کیا منظور ہے۔

نواب عبد الشکور خانصاحب و رٹھاکر پنچم سنگھ صاحب اور سید محمد ابراہیم صاحب و حافظ حسن خانصاحب و بابو کنھیا لال صاحب وغیرہ وغیرہ بھی آ گئے۔ اب قرب و اطراف و نیز دور دور خبر علالت جناب ممدوح پہونچ گئی ہے۔ لوگ ہر چہار سمت سے آنا شروع ہو گئے۔ جناب سید محمد ابراہیم صاحب نے بھی جا بجا تار اور خط بھیجنا شروع کر دیے۔ چنانچہ مولوی سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ۔ و مولوی یحیی صاحب وکیل پٹنہ وغیرہ کو و دیگر رؤسا و حکام کو خبر علالت حضور کر دی گئی۔

واضح ہو کہ کل تک تو دوا اندر زنانے مین باحتیاط تمام بنکر آتی تھی۔ نیز باہر بھی کسی وقت تیار ہو جاتی تھی مگر آج نواب عبد الشکور خانصاحب وغیرہ نے یہ اہتمام کیا کہ دوا باہر بنوانا شروع کی اور ایک گوشہ محفوظ صحن مکان کے اُتر و پچھم رُخ مین متصل زنانی ڈیوڑھی کے بتجویز کر کے کٹہرا چوبی لگا دیا گیا۔ اور خدمت دواسازی ماسٹر حسین احمد صاحب ساکن دھرم پورا اور حافظ احمد شاہ صاحب کے سپرد کی گئی۔ و نیز برادرم قبلہ حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب و عزیزی حکیم عبد الباقی خانصاحب بھی نگران و شریک رہے بلکہ نواب صاحب موصوف بھی بعض اوقات اپنے ہاتھ سے دوا کوٹ پیس کر تیار کرتے تھے اور اس طرح سرگرم اہتمام و انتظام ہمہ وقت رہتے تھے کہ کھانے کا ہوش نہ کپڑے کا خیال۔ ننگے سر۔ ننگے پیر دوڑ دھوپ مین مصروف۔ آج مسمی عبد الصمد

صاحب نورباف ساکن مسولی واسطے لانے ادویات مثل روغن بادام وزرشک وانار بہیدانہ وعرق بید مشک و سیب و ورق نقرہ وطلا وغیرہ لکھنؤ بھیجے گئے تھے وہ سب سامان لے آئے۔ راقم نے بھی کُل دوائیان اپنی لائی ہوئی داخل دواخانہ سرکاری کردین اور روپیہ نواب صاحب کے تحویلدارون سے لیکر مولائی کو دیدیا چونکہ نواب صاحب نے جملہ مصارف علاج اپنے ذمہ کرلیے تھے اور یہ حکم دیدیا تھا۔کہ ایک روپیہ سے لیکر ایک لاکھ تک خرچ دوا علاج مین کوئی مانگے تو برابر دیا جائے۔ ہزار روپیہ تک نسخہ اگر لکھا جائے تو فوراً تیار کرایا جائے۔ کوئی حکیم یا ڈاکٹر لاکھ روپیہ فیس مانگے تو دیجائے۔ اسی طرح جتنے حضور کے عشاق تھے سب جان ومال سے فدا تھے علی الصباح روزانہ بلاناغہ دس پانچ روپیہ کے پیسے نقد اور غلہ بادشاہ حسین خانصاحب کی طرف سے ڈیوڑھی پر خیرات ہوتا تھا۔ اسی طرح راجہ دوست محمد خان صاحب اور نواب صاحب وٹھاکر پنچم سنگھ صاحب کی طرف سے خیر خیرات ہوتی تھی۔ علاوہ برین جو آتا تھا کوئی اناج کوئی بکرے کوئی کپڑے کوئی نقد روپیے پیسے خیرات کرتا تھا صبح سے لیکر آدھی رات تک سلسلہ خیرات بند نہوتا تھا۔ کئی ہزار محتاج کا مجمع آستانہ پاک پر ہر وقت رہتا تھا۔ خاص سرکاری خیرات نقد وجنس غلہ وپارچہ وغیرہ جو ہمیشہ روزانہ بلاناغہ ڈیوڑھی پر تقسیم ہوا کرتی تھی اُسکی بھی تقسیم ہمیشہ سے زائد ہونا شروع ہوگئی نیز ساکنان قصبہ اُمرا وغربا مسلمان وہندو سب خیرات لاتے اور ڈیوڑھی پر تقسیم کرتے تھے۔ آج بھی دن رات مین دو تین مرتبہ زنانہ ہوا۔ عورتین آئین چند ساعت

ٹھہر کر چسلی چلی گئیین۔

۲۵ محرم الحرام یوم شنبہ سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق یکم اپریل سنہ ۱۹۰۵ء

آج حضور کی طبیعت بدستور رہی کوئی تازہ حالت نہین پیدا ہوئی۔ صرف ضعف کی البتہ زیادتی ہوگئی تھی حکیم عبدالحیٔ صاحب کے علاج نے ضرور نفع دکھلایا۔ بلغم اُٹھتا ہے مگر بوجہ ضعف کے اخراج البتہ مشکل سے ہوتا ہے۔

حکیم عبدالحفیظ صاحب کے شاگرد کا کوئی نسخہ وغیرہ نہین دیا گیا۔ بلکہ فیضو شاہ صاحب و بادشاہ حسین خانصاحب و معروف شاہ صاحب وغیرہ کی رائے حکیم عبدالحفیظ صاحب کے معالج ہونے مین خلاف ہوئی اور یہ شورہ قرار پایا کہ بجائے حکیم عبدالحفیظ صاحب کے اگر حکیم عبدالعزیز صاحب تشریف لائین تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ راقم معہ شاگرد حکیم صاحب و نیز بابو کنھیا لال صاحب وکیل واسطے لانے حکیم صاحب کے لکھنو روانہ ہوئے قریب گیارہ بجے کے لکھنو پہونچکر حکیم عبدالعزیز صاحب سے مل کر اُنکو آمادہ روانگی دیوہ شریف کیا۔ اور ایک گاڑی شکرم بطور ٹھیکہ پندرہ روپیہ یومیہ پر واسطے آمد و رفت حکیم صاحب کے مقرر کرلی۔ کیونکہ حکیم صاحب نے یہ پہلے طے کرلیا تھا کہ مین شب بھر دیوہ شریف مین قیام کیا کرون گا۔ صبح کو اپنا مطب کرکے روزانہ چلا کرون گا۔

غرضکہ حکیم عبدالعزیز صاحب مع اپنے داماد و پسر حکیم عبدالحفیظ صاحب کے نیز راقم و بابو کنھیا لال صاحب روانہ دیوہ شریف ہوئے۔ قریب ۹ بجے شب کے دیوہ شریف

پہونچے حکیم صاحب حضوری مین حاضر ہوے۔ عرض کیا گیا کہ حضور حکیم عبدالعزیز صاحب حاضر ہین۔ آپنے رضائی چہرۂ اقدس سے ہٹا کر دیکھا۔ حکیم صاحب نے جب نبض دیکھنا چاہی۔ آپ نے ہاتھ اندر کرلیا۔ عرض کیا گیا کہ حضور نبض دیکھ لینے دیجیے۔ پھر آپنے دست مبارک بڑھا دیا۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھکر عرض کیا کہ حضور کا مزاج عالی کیسا ہے۔ فرمایا اچھا ہے۔ عرض کیا کہ سینہ پر کچھ درد تو نہین معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا "نہین" حکیم صاحب نبض دیکھکر اُٹھے اور فرمایا کہ ضعف از حد درجہ کا ہے بلغم بھی خشک ہو گیا ہے۔ مین نسخہ تجویز کرتا ہون۔ چنانچہ حکیم صاحب کوٹھے پر تشریف لائے اور نسخہ جات مستعمل شدہ مجوزہ حکیم عبدالحی صاحب پیش کیے گئے۔ حکیم صاحب نے اپنی تجویز سے نسخہ مشروب و لعوق و روغن مالش برائے سینہ وغیرہ اپنے خیش سے لکھوا کر حوالہ کیے اور فرمایا کہ روغن اسی وقت تیار کر کے سینہ پر مالش کیجائے باقی نسخہ صبح سے استعمال ہون۔ چونکہ غلبہ مرض کا زیادہ ہو گیا ہے اور ضعف بھی بڑھتا جاتا ہے لہٰذا علاج بہت ہی مستعدی سے کرنا چاہیے۔ اور دوا بہت ہی مستعدی سے اب استعمال کرانا چاہیے۔

واضح ہو کہ حضور کو ہمیشہ اور حالت بیماری مین دوا کی طرف سے توجہ کم ہوتی تھی بلکہ اگر کوئی دوا کے واسطے عرض کرتا تو ناخوش ہو جاتے تھے لیکن اس مرتبہ دوا کبھی ترک نہین فرمائی۔ حکیم صاحب نے بہت غور سے نسخہ جات بلحاظ تپ بلغمی و خشونت سینہ کے لکھے اور زیادہ تر لحاظ قوت و تقویت طبیعت کا کیا گیا۔ آب نار شیرین و آب جوزہ مرغ بھی وقتاً وقتاً دیا جانے لگا۔

نسخہ مجوزہ حکیم عبدالعزیز صاحب - صمغ عربی ماشہ - مغز بادام شیرین ایک عدد مروارید محلول گرفتہ باریک نمودہ در شربت بنفشہ ۶ ماشہ سرشتہ اول بلبند - عقب آن بادآورد ۲ ماشہ - تخم خطمی ۶ ماشہ - مویز منقی ۱۰ دانہ - خاکشی ۴ ماشہ - تخم کتان ۴ ماشہ - پرسیاوشان ۴ ماشہ - ابریشم خام مقرض ۲ ماشہ - در عرق گاؤزبان ۷ تولہ جوش خفیف دادہ آب صاف نمودہ شربت بنفشہ - آب برگ عنب الثعلب سبز مروق انداختہ بنوشند -

ان نسخون کو حکم دیا کہ کل صبح سے استعمال ہون - اب حضور کی حالت مزاج یہ ہے کہ آپکو الجھن اور بےچینی بہت تھی بار بار آپ اٹھ بیٹھتے - پشت پر جو لوگ حاضر ہوتے وہ تکیہ کی طور پر آڑ کر لیتے - فیضو شاہ صاحب ظرف شیشہ برائے استنجہ سامنے کر دیتے آپ پیشاب کرکے پھر لیٹ جاتے - پیشاب بار بار ساعت بساعت ہوتا تھا - قیروطی تیار ہو کر اسوقت سینہ انور پر مالش کیگئی جس سے کچھ سکون ہوا - دن مین اور رات مین زنانہ کئی مرتبہ ہوا - جب زنانہ ہوتا تو آپ ہمشیرہ سے پانی طلب کرتے اور نوش فرماتے پیاس کا غلبہ بھی بہت شدت سے رہا -

۲۶ محرم الحرام یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲ - اپریل ۱۹۰۵ء

آج علی الصباح حکیم صاحب نے آکر نبض دیکھی - نسخہ مشروحہ مجوزہ استعمال کرایا گیا - صمغ عربی - مغز بادام شیرین ایک عدد - مروارید ناسفتہ گرفتہ باریک نمودہ و شربت بنفشہ ۶ ماشہ سرشتہ اول طلبند - عقب آن - بادآورد ۲ ماشہ - تخم خطمی ۶ ماشہ - مویز

منقی دس دانہ - خاکشی ۴ ماشہ - تخم کتان ۴ ماشہ - پرسیاوشان ۴ ماشہ - ابریشم خام مقرض دو ماشہ درعرق گاؤزبان ۷ تولہ جوش خفیف دادہ آب صاف نمودہ شربت بنفشہ ۲ تولہ - آب برگ عنب الثعلب سبز مروق انداختہ بنوشند -

حرارت کسیقدر کمی کے ساتھ اسوقت تھی - ایک اجابت بھی ہوئی جسمین کچھ مواد متعفن تھا اور دو چار سُدے گرے - اُلجھن اسوقت کم ہوگئی - بغور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ تپ بغیر سرد ہونے ہاتھ اور پانوُن کے آتی ہے اور اُسکے دو وقت دورے کے ہین - ایک تو دس بجے دن سے اور دوسرا آٹھ بجے شب سے شروع ہوتا تھا - اور تین گھنٹہ کامل وہی حالت رہتی تھی - اُسی اعتبار سے پوٹلی خاکشی و چوکر و دیگر ادویات مخلوط کر کے دست و پا پر چھانوان بھی وقتاً فوقتاً کیا جانے لگا -

حکیم صاحب قریب گیارہ بجے کے روانہ لکھنؤ ہوے اور فرمایا کہ مین اپنے لڑکے کو کل بھیجون گا وہ دن بھر حاضر رہیگا - اور پرسون پھر مین حاضر ہون گا - بوقت روانگی حکیم صاحب کو فیضو شاہ نے ایک رضائی قیمتی لا کر دی - اور ایک رضائی قیمتی ریشمی حکیم صاحب کے داماد کو دی - جنکو دونون صاحبون نے بتبرک اپنے سر پر رکھ لیا و نیز وقت سوار ہونے حکیم صاحب کے گاڑی پر دو سو روپیہ نواب صاحب کی طرف سے معرفت شاہ صاحب پیش کیے - جسکو حکیم صاحب نے نہایت آزردہ خاطری سے چین بجبین ہو کر واپس کیا - اور فرمایا کہ کیا آپ ہی لوگ اس آستانہ کے خادم ہین - میرا حق خدمت کچھ نہین ہے - حیف ہے کہ مین ایسے مقام پر خیال نفع دنیاوی کی

غرض سے آکر شریک ہوتا۔ ہرچند اصرار کیا گیا مگر کسی طرح منظور نہ کیا اور روانہ لکھنؤ ہوئے راقم بھی ہمراہ حکیم صاحب کے لکھنؤ گیا۔ وہاں سے ہمراہی حکیم عبدالمجید صاحب صاجزادہٗ حکیم صاحب کے قریب ۹ نو بجے شب کو واپس دیوہ تشریف آیا۔ آج تمام دن حالت مزاج وہی بدستور رہی۔

آج ڈاکٹر الٰہی بخش بھی لکھنؤ سے آ گئے و نیز دیگر اطبا قریب و بعید کے خبر علالت سنکر آنے لگے۔ آج میرٹھ سے حکیم سلطان محمود صاحب بھی آ گئے حضور مین حاضر ہوکر نبض دیکھکر بہت دیر تک عالم سکوت مین رہے اور فرمایا کہ ضعف انتہا درجہ کا ہے نبض مین قرعہ کسی وقت رک جاتا ہے۔ کہا گیا کہ بغور نبض دیکھیے نبض غیر منتظم نہین ہے کسی وقت قوی کسی وقت ضعیف ہوجاتی ہے چنانچہ بغور مکرر نبض دیکھنے سے اُنھون نے بھی اتفاق کیا۔

واضح ہو کہ ابتداے بیماری سے کسی وقت نبض کی رفتار بالکل ضعیف ہوجاتی تھی اور کسی وقت ایسی رفتار ہوتی تھی کہ کسی اچھے جوان کی بھی ایسی قوی نبض نہو گی اس لیے نئے شخص کو نبض دیکھنے سے تردد پیدا ہوجاتا تھا۔ اگر نبض کی رفتار قوی دیکھی۔ تو اطمینان صحت کرتا اور اگر رفتار نبض ضعیف دیکھی تو پریشان ہوجاتا۔ چونکہ برادرم جناب حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب اور عزیزی حکیم عبدالباقی خانصاحب واقف تھے وہ ہر ایک کی تسلی و تشفی کر دیتے تھے۔ بوجہ معالج ہونے حکیم عبدالعزیز صاحب کے حکیم عبدالحی صاحب اپنے مکان واپس تشریف لے گئے۔ آج سے مریدین کا مجمع بکثرت ہونے لگا۔ لوگ مرید بھی ہوتے جاتے ہین سلسلہ فیض بیعت بدستور جاری ہے

تہبند وغیرہ بہت ہی کثرت سے ڈھیر ہوگئے ہین جو کوئی تہبند لاتا ہے بدن مبارک سے مَس کرکے اندر کمرے مین پھینک دی جاتی تہے۔ آج فیضو شاہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضرت تہبند اور کپڑا بکثرت جمع ہے مین محتاجون کو تقسیم کیے دیتا ہون۔ آپنے فرمایا کہ تقسیم کردو ایک تاگا تک نہ رکھنا۔ چنانچہ ایک گٹھر کپڑے کا فیضو شاہ کوٹھے پر لے گئے اور لٹا دیا۔

آج علی محمد خانصاحب بہادر رسالدار فیض آباد سے آئے اور ایک تہبند نہایت قیمتی حضور کے واسطے لائے اور اپنی خواہش اور تمنا ظاہر کی کہ اگر حضور کو میری تہبند بندھوا دیجائی تو عین میری دلی آرزو اور خوش قسمتی کا باعث ہوتا فیضو شاہ نے کہا کہ آپ علی الصباح تہبند لائے۔ اسوقت حضور کو دورہ تپ وغیرہ مین سکون ہوتا ہے اور مزاج عالی صحیح رہتا ہے۔ آپکی تہبند بندھوا دیجائیگی۔

آج حکیم عبد المجید صاحب نے مکرر دن رات مین حاضر ہوکر نبض دیکھی۔ نسخہ جات مجوزہ حکیم عبد العزیز صاحب بدستور قائم رہے۔ رات دن مین دو ایک مرتبہ آب انار وآب چوزۂ مرغ بھی دیا گیا۔ رات بھر الجھن اور بے چینی بہت رہی۔ دن رات مین کئی مرتبہ زنانہ ہوا اور عورتین آئین۔ آپ نے ہمشیرہ صاحبہ و راقم کی اہلیہ سے دو مرتبہ پانی طلب کرکے نوش فرمایا۔ غذا کے واسطے حکیم صاحب نے آب چوزۂ مرغ جسمین پوٹلی کشنیز خشک تخم خیارین و قطعات کدو ڈال کر طیار ہو تجویز فرمایا۔ جو نواب عبد الشکور خانصاحب نے بڑے اہتمام سے نہایت صفائی کے ساتھ طیار کرا کے خود

اپنے ہاتھ پر لائے - مگر ایک آدھ چمچہ حضور نوش فرماکر چھوڑ دیتے تھے -

۲۷ محرم الحرام یوم دوشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۳- اپریل ۱۹۰۵ء

تمام شب اُلجھن اور بے چینی سے کٹ کر صبح ہوئی اور وہی حالت قائم رہی آج علی الصباح وہی خیسانیدہ وغیرہ مجوزہ حکیم صاحب دیا گیا - ضعف بڑھتا گیا - قریب دس بجے کے پیر سرد ہوکر حرارت ہوگئی - ایک بجے تک شدت سے بخار رہا - اکثر پیشاب کے واسطے بار بار آپ اُٹھ بیٹھتے - بلکہ جب کوئی دوا یا آب انار وغیرہ دیا جاتا فوراً حاجت پیشاب کی ہوتی - آپ اُٹھنے کا ارادہ فرماتے حاضرین خدام سے بغل مین ہاتھ دے کر بٹھلا دیتے - بعد فراغت آپ بہ استعانت پھر لیٹ جاتے - بارہا راقم کو یہ خدمت نصیب ہوئی -

واضح ہو کہ اس حالت شدت مرض اور بے چینی مین بھی آپ نے کروٹ نہ بدلی - داہنی کروٹ لیٹ کر حسب عادت رومال زیر رخسارہ مبارک رکھ لیتے اور انگشت شمار بدستور چلا کرتی -

بخلاف زمانہ گذشتہ کے بیماریون کے کہ آپ اُن بیماریون مین کراہتے تھے - لیکن اس مرتبہ اُف تک نہ فرمائی - بجز عالم خاموشی اور سکوت کے شدائد اور تکلیف مرض کو زبان مبارک سے نہ فرمایا - جو کوئی مزاج پرسی کرتا - فرماتے اچھے ہین -

اسوقت زنانہ ہوا - عورتین آئین - ساگودانہ اندر سے پکا کر لائین - راقم کی ہمشیرہ

اور اہلیہ نے باصرار تمام عرض کیا کہ حضور ذرا سا نوش فرمالیجیے۔ آپنے نہین چکھا اور فرمایا ”ان حرامزادون نے ہمکو بیمار بنا کر ڈالا ہے۔ ہم اچھے ہین تم سب چلو ہم اندر آئینگے“۔ پانی طلب کیا۔ ہمشیرہ نے پلایا۔ چھوٹی بی بی صاحبہ رئیسہ دیوہ بھی اسوقت قدمبوسی کو آئین اور عرض کیا کہ مجھکو مرید کر لیجیے۔ آپنے فرمایا کہ تم تو ہماری بھاوج ہو۔ اُنھون نے بہت اصرار کیا مگر حضور یہی فرماتے رہے اور مرید نہ کیا۔ راقم کی بھانجی اور لڑکیون نے بھی مکرر مرید ہونا چاہا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تم تو سب مرید ہو۔ آؤ پھر مُرید ہو جاؤ۔ سبکو بار دیگر مرید فرمایا۔ عورتین اندر گیئن مردانہ ہوا۔

اسوقت مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر جج ہائیکورٹ کلکتہ آئے حضور مین حاضر ہوے۔ قدمبوس ہو کر سرہانے سامنے حضور کے بیٹھ گئے۔ عرض کیا گیا کہ حضور بیرسٹر صاحب حاضر ہین۔ آپنے چادر منھ مبارک سے ہٹا کر دیکھا اور آہستہ سے فرمایا کہ ”بیرسٹر آگئے تم۔ آؤ مِل لین“۔ لیٹے لیٹے آپ نے بایان ہاتھ اُٹھایا اور بیرسٹر صاحب سے مِلکر فرمایا چلو ٹھہرو“۔

اِسوقت علی محمد خانصاحب بہادر رسالدار نے تہمت اپنا لایا ہوا پیش کیا۔ فیضو شاہ نے عرض کیا کہ حضور اسکو باندھ لین۔ آپ باستغنا نت اُٹھ کر بیٹھے اور تہمت باندھ لیا۔ باوجودیکہ ہزارہا تہبند بیش قیمت ایک سے ایک بڑھکر روزمرہ تا بہ وصال آئے۔ مگر اسی تہمت رسالدار والی پر حضور کا وصال ہوا۔ بہ خیال طہارت دو ٹکڑے اِس تہمت کے کر دیے گئے تھے۔ جسمین ایک باندھا جاتا تھا۔ دوسرا دھو کر خشک

کیا جاتا تھا۔ اول تو رسالدار صاحب کی خوش قسمتی کا باعث تھا۔ دوسرے یہ سبب تھا کہ تہبند بہت ہی ہلکا کنجئی رنگ کا تھا۔ اسکے باندھنے مین آسانی نشست و برخاست کی تھی۔ اِس خیال سے تا بہ وصال یہی دونون ٹکڑے مستعمل رہے اور بعد وصال عزیزی حکیم عبد الباقی خان نے دونون ٹکڑے لے لیے جسمین کا ایک ٹکڑہ ابھی رکھا ہی اور دوسرا ٹکڑہ وقت انتقال عزیزی حکیم عبد الباقی خان اُنکے کفن مین شامل کردیا گیا۔ حکیم عبد المجید صاحب قریب گیارہ بجے کے روانہ لکھنؤ ہوے۔ راقم بھی اُنکے ہمراہ لکھنؤ گیا اور قریب سات بجے شب کے مع حکیم عبد العزیز صاحب پھر دیوہ واپس آیا حکیم صاحب نے حضور مین حاضر ہوکر نبض دیکھی۔ وہی حالت بدستور پائی۔ کوئی افاقہ نہ معلوم ہوا۔ اِسوقت یہ رائے ہوئی کہ ضعف از حد بڑھتا جاتا ہے۔ نوابصاحب نے فرمایا کہ اسکی تدبیر معقول کرنا چاہیے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ جواہر مہرہ میرے پاس ہے لیکن لکھنؤ مین ہے۔ وہان سے منگوایا جائے۔ چنانچہ اُسیوقت ایک خط حکیم صاحب نے لکھنؤ کو اپنے صاحبزادے کے نام لکھا۔ جو دستی آدمی لیکر فوراً روانہ ہوا۔ نوابصاحب نے بابت قیمت جواہر مہرہ بہت کچھ اصرار کیا۔ مگر حکیم صاحب نے منظور نہ فرمایا۔

آج شب کو بخار نے بہت شدت کی اور کف کا بھی اخراج بند ہوگیا جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب نے مولوی یحییٰ صاحب وکیل کو مع تھرمامیٹر بلوایا اور تھرمامیٹر لگایا گیا تو حرارت ایک سو چار درجہ پر پائی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر

لگایا گیا تو ۹۹ ننانوے درجہ پر حرارت تھی۔ غرضکہ ننانوے درجہ سے کسی وقت حرارت کم نہ ہوتی تھی کبھی ایک سو ایک درجہ کبھی ننانوے کبھی ایک سو چار درجہ تک تجاوز کر جاتی تھی۔ تمام شب اسی اُلجھن اور بے چینی سے پیشاب بار بار ہوتا تھا۔

آج حکیم صاحب نے دوسرا نسخہ مشروب تحریر فرمایا جو فوری استعمال کرایا گیا۔

خمیرہ بنفشہ کشمیری تولہ۔ مغز بادام شیرین ۲ عدد۔ صمغ عربی محلول ماشہ۔ شکر تیغال ماشہ۔ اول بخورند۔ عقب آن خاکشی ۴ ماشہ۔ تخم کتان ۴ ماشہ۔ تخم خطمی ۶ ماشہ۔ سپستان ۱۰ دانہ۔ مویز منقی ۱۰ دانہ۔ عناب ولایتی ۵ دانہ۔ در عرق گاؤزبان ۵ تولہ خیسانیدہ صبح جوشانیدہ چون نصف بماند صاف نمودہ شیر خشت ۲ تولہ علیحدہ خیسانیدہ مالیدہ صاف نمودہ آمیختہ نیمگرم بنوشند۔

اور ایک نسخہ حبوب بھی تجویز کیا جو فوری طیار ہو کر استعمال کرایا گیا۔

نسخہ حبوب۔ صمغ عربی ماشہ۔ رب السوس ولایتی ماشہ۔ شکر تیغال ماشہ۔ آرد عناب ماشہ۔ آرد تخم خطمی ماشہ۔ آرد سپستان ماشہ۔ تخم کتان ماشہ بریان مغز بادام شیرین ۷ عدد۔ فلفل سیاہ ۳ عدد۔ مغز پستہ ماشہ۔ مغز تخم تربز ماشہ گرفتہ باریک نمودہ در شہد خالص حبوب بقدر ریٹھہ بستہ خشک نمودہ نگاہ دارند۔

۲۸ محرم الحرام یوم سہ شنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء

آج تمام شب سخت اُلجھن اور بے چینی سے صبح ہوئی۔ باوجودیکہ حکیم صاحب

بہت ہی مستعدی سے معالج ہین اور استعمال نسخہ جات جناب حکیم صاحب برابر وقت پر ہوتے رہے مگر صورت افاقہ کچھ بھی ظہور مین نہ آئی ۔ آج حکیم صاحب سے کہا گیا کہ حضرت کی طبیعت زیادہ علیل ہے آپ آج واپسی کا قصد نہ فرمائین ۔ چنانچہ حکیم صاحب نہین گئے اور تمام دن و تمام رات مین باربار آکر نبض دیکھا کیے اور تدابیر معقول ہر لحظہ کم وبیش ادویہ سے کرتے رہے ۔ آج لکھنؤ سے عبدالصمد نورباف جواہر مہرہ لیکر واپس آئے ۔ نیز دوسرا نسخہ حکیم صاحب نے یہان بھی جواہر مہرہ کا طیار کرلیا ۔ اور ایک مرکب نسخہ کے ساتھ استعمال کرایا ۔ جس سے کسی قدر افاقہ اور قوت معلوم ہوئی ۔

طباشیر کبود ۳ ماشہ ۔ زہر مہرہ خطائی ۳ ماشہ ۔ یشب سبز ۳ ماشہ ۔ تخم گاوزبان ۳ ماشہ ۔ مروارید ناسفتہ ۱۰ ماشہ ۔ یاقوت سرخ ۱۰ ماشہ ۔ زمرد سبز ۱۰ ماشہ ۔ مرجان سرخ ۱۰ ماشہ ۔ کہربائے شمعی ۳۰ ماشہ ۔ ہمہ اکوفتہ بیختہ درکھرل انداختہ ورق نقرہ ۳۰ ماشہ ورق طلا ۳۰ ماشہ اضافہ نمودہ عرق کیوڑہ قدرے قدرے تقطیر نمودہ نگاہ دارند ۔ خوراک یک سرخ جواہر مہرہ باردر شربت انار ۔

آج عبدالصمد نورباف ساکن مسولی واسطے لانے عنبر اور انار بےدانہ وغیرہ پھر لکھنؤ روانہ کیے گئے ۔

آج حکیم کریم الدین صاحب ساکن بلہرہ بھی تشریف لائے ۔ حضور مین حاضر ہوکر نبض دیکھی ۔ مگر ان کا علاج نہین کرایا گیا ۔ نہ شریک رائے کیے گئے ۔ جو طبیب یا ڈاکٹر آتا تھا نبض دیکھکر ساکت و صامت ہوجاتا تھا ۔ اکثر کی رائے ہوتی تھی کہ نبض غیر منتظم ہے مگر

جب بغور نبض دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ حرکت نبض کبھی قوی اور کبھی ضعیف ہو جاتی ہے

آج سلارو شاہ ساکن مخدوم پور آئے اور سامنے جا کر دست بوسی کی۔ آپ نے فرمایا۔ کون ہے سلارو شاہ۔ اچھا چلو ٹھہرو۔

آج سہ پہر کو حضور نے فرمایا کہ "منصب علی بہت غریب ہو گئے"۔ اس ارشاد کا مفہوم یہ تھا کہ شیخ منصب علی صاحب رئیس دیوہ کا کوئی مقدمہ عدالت کمشنری فیض آباد مین پیش تھا جسمین اسوقت حکم سُنایا گیا اور وہ کامیاب ہوے۔

قربان ایسے آقا کے کہ اسوقت مین بھی ہم غلامون کو فراموش نہ فرمایا۔ آج دو بجے دن کو زنانہ ہوا۔ عورتین آئین۔ راقم کی ہمشیرہ کا نام لیکر فرمایا کہ کوئی پکارتا ہے۔ ہرچند سب نے پوچھا کہ میان کون پکارتا ہے۔ دیر تک کچھ جواب نہ دیا۔ پھر ہمشیرہ عزیزہ نے حضور کے رخسار مبارک پر ہاتھ رکھکر پوچھا۔ کہ میان کون پکارتا ہے۔ آنکھ کھولکر آہستہ سے فرمایا کہ فرشتہ ہے جسکو وہ سمجھین کہ آپ فرماتے ہین حصہ سے ہے۔ لیکن راقم کی اہلیہ وغیرہ نے بخوبی سُنا اور سمجھا کہ حضور نے فرمایا فرشتہ ہے۔ مردانہ ہوا عورتین اندر گئین۔ قریب ۳ بجے کے کچھ سکون ہوا۔ آپ نے مفارقت کی۔ آج حضور نے باستعانت نشست فرمائی اور کنگھی [illegible] حضور کے [illegible] کیا گیا۔

سید شرف الدین صاحب بیرسٹر حاضر ہوئے قدمبوس ہو کر جب باہر نکلے تو لوگون سے فرمایا کہ آج بفضلہ مزاج عالی کو صحت ہے اور آنکھون مین سرخ ڈورے بھی ظاہر ہین۔ اب انشاء اللہ یوماً فیوماً صحت ہوتی جائیگی۔ بلکہ بیرسٹر صاحب نے اپنے مکان خط بھی وا

کر دیا کہ حضور کی طبیعت آج بفضلہ تعالیٰ بہت سکون پذیر ہے۔ و نیز حاضرین کو بھی مسرت تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج شب کو دورہ تپ کا نہ ہوا تو کل سے امید قوی ہے کہ طبیعت بہت درست ہو جائیگی۔ خدا کرے اب دورہ نہو۔ غرضکہ تمام دن ایسا اطمینان سب حاضرین کو رہا کہ بعض بعض لوگ رخصت ہو کر چلے گئے اور تمام دن مزاج شریف اچھا رہا۔ سات بجے شام سے پھر دست و پا سرد ہو کر حرارت شروع ہوئی۔ اسوقت تپ بہت زور سے آئی کہ جس سے حالت استغراق زود تر سے بڑھی ہوئی پیدا ہو گئی۔ دس بجے پھر تھرمامیٹر لگایا گیا تو ایک سو تین درجہ پر حرارت پائی گئی۔ جھاوان وغیرہ بدستور ہوا کیا۔ آج شام سے حضور نے بالکل سکوت اختیار فرمالیا۔ جسکو اکثر لوگون نے غفلت اور بیہوشی تصور کیا۔ مگر جب حاجت پیشاب کی ہوتی تو آپ ارادہ اُٹھنے کا کرتے۔ باستعانت پیشاب سے فراغت کرتے۔ پھر لیٹ جاتے۔ رضائی بار بار ہاتھ کے نیچے بغل مین حسب معمول داب لیتے یا ہٹا دیتے۔ یہ حالت تمام عمر آپکی رہی کیفیت اضطراری اور بے چینی ہمیشہ آپکو رہتی تھی۔ کبھی تہبند شریف کو سمیٹ لیا کبھی چادر پر ہاتھ پھیرتے۔ کبھی پیر کے چھلے آہنی کو ملا کرتے۔ کبھی کلمہ کی انگشت پشت پر لب لگا کر آنکھون پر پھیرا کرتے۔ یہ حالت تو ہمیشہ تمام عمر رہی۔ کچھ اسوقت شدت مرض کا باعث نہ تھا۔ غرضکہ تمام شب اسی طرح گذر گئی۔ قریب ایک بجے کے شب کو سید محمد ابراہیم صاحب تشریف لائے اور سرہانے روئے انور کے قریب بیٹھ گئے۔ اُس وقت یہ چار آدمی جاگ رہے تھے۔ اول حافظ عبد القیوم صاحب کرنالی۔ سر مبارک کے

پاس بیٹھے تھے پشت کی جانب۔ اور مکی شاہ کمر کے پاس۔ اور حافظ احمد شاہ منھ کے سامنے۔ شاکر شاہ پیرون کے پاس۔ اور رشید امیان کچھ نیم خواب تھے۔ اور میان مظہر علی صاحب اور حافظ حسن صاحب سرہانے بیٹھے تھے۔ یہ بھی کچھ نیم خواب تھے۔ راقم بھی کنارے پائنتی کیطرف بیٹھا تھا۔ سید صاحب نے حضرت صاحب کا بایان ہاتھ جو قریب رخسارہ مبارک کے رکھا تھا اُس پر مکرر دو تین مرتبہ اپنا ہاتھ رکھا جس سے ہم لوگون کو یہ ثابت ہوا کہ سید صاحب حضور پاک کی کیفیت مزاج۔ کمی بیشی حرارت کو دیکھ رہے ہین۔ چند ساعت کے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ یہان مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہے۔ بھائی مظہر علی صاحب نے جواب مین فرمایا کہ آپ اپنی آرامگاہ مین تشریف لیجائیے۔ ہم لوگون کو گرمی سردی اِس وقت کچھ نہین سوجھتی ہے۔ چنانچہ سید صاحب اُٹھکر اپنے کمرے مین چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہ قبل سے آرام فرماتے تھے۔ بدستور آرام فرماتے رہے۔

آج آب جوزہ مرغ حکیم صاحب نے موقوف کر دیا اور آش جو مقوی کی رائے ہوئی۔ جسکو کنور عبد الشکور خانصاحب خود بڑے اہتمام سے نفاست کے ساتھ پکواکر اپنے ہاتھ پر رکھ کر لائے۔ مگر حضور نے نوش نہین فرمائے۔

آج فیضو شاہ دالان کے باہر کھمبے کی آڑ مین کھڑے رو رہے تھے کہ بادشاہ حسین نے آکر تسلی و تشفی اُنکی کی اور درخت پکریا کے نیچے لے گئے۔ فیضو شاہ نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ جسقدر نقد و جنس میرا ذاتی اندوختہ ہے سب اسوقت مین حضرت پر سے قربان کر دون۔ بادشاہ حسین نے پوچھا کہ کسقدر تمہارا اندوختہ ہے۔ فیضو شاہ نے

کہا کہ پانچ ہزار روپیہ نقد اور دو کوٹھے مکان اسباب کپڑا وغیرہ سے بھرا ہے - یہ ہمنے خود حضور سے خفیہ طور پر بالا بالا جمع کیا تھا - بادشاہ حسین نے کہا کہ اسمین ابھی عجلت نہ کرو انشاء اللہ دو ایک روز مین حضور کو صحت ہوئی جاتی ہے اُسوقت غسل صحت کے دن یہ سب تقسیم کرنا - اِسوقت تھوڑا سا بے موقع ہے - فیضو شاہ بھی سکوت کر گئے اور کچھ کسی کو نہ دیا لیا -

۲۹ محرم الحرام یوم چہار شنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء

آج صبح کو حکیم صاحب نے نبض آکر دیکھی تو بدستور وہی حالت بخار کی اور خشونت سینہ جس سے بلغم صدر پر جما ہوا پایا - طاقت اخراج بلغم کی مطلق نہ رہی سخت پریشان ہو کر حکیم صاحب نے فرمایا کہ نہین معلوم حضور کو کیا منظور ہے جو دوا کا فعل تک نہین ہونے دیتے - اُسکا اثر ہی بالکل اُڑا دیا ہے - مجبور ہو کر پھر کچھ تبدّل و تغیر نسخہ جات نہین کیا - اور دوسرے نسخے مشروب لعوق وغیرہ کے تجویز کیے جو فوری طیار ہو کر استعمال ہونا شروع ہوے -

صمغ عربی ماشہ - شکر تیغال ماشہ - مغز بادام شیرین ۲ عدد گرفتہ باریک سودہ در شربت بنفشہ سرشتہ اول بلیسند - عقب آن گل نیلوفر ۶ ماشہ - عناب ولایتی ۵ دانہ - برگ گاوزبان ۴ ماشہ - تخم خطمی ۶ ماشہ - سپستان ۱۰ دانہ - خاکشی ۴ ماشہ - تخم کتان ۴ ماشہ - تخم کاہو سے مقشر ۶ ماشہ - ابریشم خام

مقرض ۲ ماشہ - مغز تخم کدوئے شیرین ۶ ماشہ - مویز منقیٰ ۱۰ دانہ - پرسیاوشان ۴ ماشہ - در عرق گاؤزبان جوش خفیف دادہ آب صاف نمودہ شربت بنفشہ ۲ تولہ حلکردہ نیمگرم نوشند - غرضکہ ردوبدل نسخہ جات برابر ہوتی رہی - اور حکیم صاحب بھی بار بار خود آکر نبض وغیرہ دیکھتے رہے مگر حالت بدستور رہی -

آج نو بجے دن کو وزیرستان سے علی مسجد کا رہنے والا ایک وزیری آیا - قدمبوس ہوکر رونے لگا اور کہا کہ حضرت نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ چار برس کے بعد تم آنا - توتمکو فقیر بناکر تہمت دینگے وہ چار برس مجھکو کل پورے ہون گے - فیضو شاہ نے اُسکی شہادت دی اور ایک تہمت لیکر حضرت کے پاس آئے - تین مرتبہ حضرت حضرت کہکر پکارا آپنے چشم مبارک کھولی - حاجی فیضو شاہ نے عرض کیا کہ وہ وزیری جسے آپ نے تہبند باندھنے کا وعدہ فرمایا تھا حاضر ہے - آپنے قصداً اُٹھنے کا فرمایا باستعانت خدام اُٹھکر بیٹھے اور اُسکی طرف دیکھکر "آج نہین کل" - یہ فرماکر پھر آپ لیٹ گئے - یہ ثابت کردیا کہ ہم بیہوش نہین ہین -

آج دو بجے سخت دورہ تپ کا ہوا - جس سے لوگ سب پریشان ہو گئے - اس اثنا مین کئی مرتبہ جابجا خبر رحلت بھی مشہور ہوگئی - اور لوگ یہ خبر سُنکر دوڑ پڑے - آج بہت بڑا مجمع آدمیون کا ہوگیا - کہ اندر باہر مرد عورت کا شمار نہ تھا - قریب بارہ بجے کے حکیم عبدالعزیز صاحب رخصت ہو گئے - اب لوگون کی رائے ہوئی کہ پھر حکیم عبدالحیٔ صاحب تھونہ سے بلوالیے جائین - اُنکے علاج نے فائدہ کیا تھا - چنانچہ منشی عبدالرؤف صاحب یعنی رؤف حمید صاحب شاہ سے ملے اُسنے حکیم عبدالحیٔ صاحب کے تھونہ روانہ ہوئے اور یہان

علاج حسب تجویز حکیم سلطان محمود صاحب شروع ہوا حکیم صاحب نے حسب اتفاق رائے جناب قبلہ حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب و عزیزی حکیم عبدالباقی خانصاحب نسخہ تجویز کیا - جو فوری طیار ہوکر استعمال کرایا گیا - ابریشم خام مقرض ۹ ماشہ - برگ گاؤزبان تولہ گل گاؤزبان ۹ ماشہ - تخم فرنجمشک ۹ ماشہ - کشنیز خشک ۹ ماشہ - درونج عقربی ایک عدد بسفائج فستقی ۶ ماشہ - برادۂ صندل سفید ۴ ماشہ - تخم بالنگو ۹ ماشہ - زعفران ۳ ماشہ بہمن سفید ۴ ماشہ - شب درآب عرق گاؤزبان ۱۲ - وعرق بید مشک ۱۲ تر کردہ صباح جوشانیدہ مالیدہ صاف نمودہ شکر سفید - ۱۲ افزودہ بقوام شربت آوردہ ورق نقرہ ۶ عدد ورق طلا ۶ عدد - عنبر خالص ایک ماشہ حل کردہ رب السوس ۴ ماشہ - شکر تیغال ۴ ماشہ انداختہ ہمراہ نسخہ مشروبہ حکیم عبدالعزیز صاحب استعمال سازند -

آج آپنے فرمایا کہ " وہ عورت چلی گئی - اپنے لڑکے بھی لیگئی - مشکی گھوڑا ہے "

آج مولوی عبدالحئی صاحب جگور سے آئے - حضور مین حاضر ہوے - قدمبوس ہوکر قریب روے مبارک کے بیٹھ گئے - حضور نے فرمایا کون ہے - عرض کیا گیا کہ مولوی عبدالحئی صاحب جگور سے آئے ہین - آپنے بغور مولوی صاحب کی طرف دیر تک فرمایا کہ اچھا اب تم چلے جاؤ - مولوی صاحب جسوقت حضوری سے اُٹھکر چلے ہین - تو تمام بدن مین لغزش تھی - آنکھین سُرخ پیر کہین رکھتے پڑتا کہین - جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت مولوی صاحب بھی خالی نہین جاتے ہین چنانچہ اسی حالت سے درگاہ مین شاہ فضل حسین صاحب کے پاس گئے - شاہ فضل حسین صاحب نے

مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ٹھہریے - آج کہاں فوراً واپس جائیے گا - مولانا نے خلاف اپنے اخلاق کے بہت زور سے ہاتھ جھٹک کر شاہ فضل حسین صاحب سے فرمایا کہ چھوڑو جی - ہم نہین ٹھہرینگے - چونکہ مولانا اسوقت اپنی حالت مین نہ تھے - حالت بیخودی مین یہ کلمہ مولوی صاحب نے فرمایا - غرضکہ اُسیوقت مولانا جگور واپس تشریف لے گئے آج تمام شب اُسی طرح اُلجھن اور بیقراری سے رات کٹی - شب کو زنانہ ہوا - عورتین آئین آپنے فرمایا کون ہے - عرض کیا گیا کوئی نہین - سب گھر کی عورتین ہین - نانی صاحبہ نے عرض کیا کہ حضور اب تو ہم لوگ بہت پریشان ہین - آپ اچھے ہو جائیے - اس فقرہ پر آپ نے مسکرا کر فرمایا ہم اچھے ہین - تم سب چلو کل صبح کو ہم اندر آئینگے - عورتین اندر گئین - مردانہ ہوا - لوگ آئے - آپنے باستعانت اُٹھکر استنجہ کیا اور لیٹ گئے -

۳۰ محرم الحرام یوم پنجشنبہ سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۶ - اپریل سنہ ۱۹۰۵ء

آج علی الصباح وہی حالت بدستور رہی - عالم استغراق ہر روز سے زائد اُلجھن بھی زیادتی پر ہے - تھرما میٹر اسوقت لگایا گیا تو حرارت اٹھانوے درجہ پر موجود تھی دس بجے دن کو خفیف سی اُلجھن پیدا ہوئی - اُسکی تدبیر مناسب مثل آب برگ عنب الثعلب سبز ہمراہ روغن چنبیلی و شیر گوسفند کا پھاہا سر پر رکھا گیا - گل روغن و سفیدی بیضۂ مرغ کا پھاہا سر پر رکھا گیا - پیرون مین چھاوان ہونا شروع ہوا - لخلخہ مثل عطر خس و کشنیز خشک و مٹی وغیرہ سونگھایا گیا - کسیقدر اُسسے افاقہ اور سکون ہوا - مگر ازالہ کامل نہین ہوا - ایک بجے زنانہ

ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد عورتین اندر گئین۔ پھر مردانہ ہوگیا۔ اُسیوقت وہ وزیری حاضر ہوا۔ فیضو شاہ نے پھر مکرر حضور حضور کی آواز سے پکار کر عرض کیا حضرت وہ وزیریا جسکو آپنے آج تہمت دینے کو فرمایا تھا حاضر ہے۔ آپ نے آنکھ کھولدی اور باستعانت نشست فرمائی فیضو شاہ سے تہمت منگواکر وزیری کو بندھوائی اور اپنی زبان مبارک سے فقیر شاہ کا خطاب دیا۔ اُسیوقت ایک نانک شاہی فقیر حاضر ہوے اور اُنکو بھی اپنے فقیر بناکر تہمت بندھوائی اور رسول شاہ کا خطاب عطا فرمایا۔ کہ فرمایا کہ تسلیم و رضا کے پابند رہنا۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا۔ بس چلے جاؤ۔ دونون صاحب اُسیوقت چلدیے۔ واللہ اعلم کیا یہ اسرار تھا۔ اور کیا یہ بھید تھا۔ کسی کی سمجھ مین نہ آیا۔

واضح ہو کہ یہ سلسلۂ تہمت بندی خاص حضور کے دست مبارک سے اسوقت ختم ہوگیا۔ یہ آخری تہبند حضور نے عطا کیا ہے۔ جواب ظاہرا پھر تا بہ قیامت اُس دست کرم سے کسی کو تہمت باندھنا نصیب نہ ہوگا۔ سبحان اللہ کیا شان تھی اور کیا استقلال تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ حصہ خاص ہمارے آقا کا تھا۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ حضور فخر الاولیا تھے۔ اسوقت تک کوئی علامت وصال کی حضور کے چہرۂ انور سے ظاہر نہ تھی اور نہ تا بہ وصال ظاہر ہوئی۔ سلسلۂ بیعت تا بہ وصال برابر جاری رہا۔

آج سب وز سے الجھن زیادتی پر ہوتی جاتی ہے۔ راقم نے آج سہ پہر کو آستانہ کی ڈیوڑھی مین بھائی علی حسین صاحب نیز دیگر پیر بھائیون سے تذکرتاً ذکر کیا کہ آج سب روز سے حضور کے مزاج کی حالت بیقراری اور اضطراری معلوم ہوتی ہے۔ اور کل یوم جمعہ

یکم ماہ صفر ہے۔ ایسا نہو کہ ہمارے حضور سفر آخری کو قبول فرماکر ہم غلامون کو داغ جدائی دیدین۔ تین چار روز سے حاضرین کا وہ مجمع ہی کہ لوگ ہٹائے سے نہین ہٹتے ہین۔ ایک کے اوپر ایک گرا پڑتا ہے۔ ہر شخص کی یہ تمنا تھی کہ مین شریک خدمت ہون اور زیارت سے شرف یابی حاصل کرون۔ اس درمیان مین چند مرتبہ خبر رحلت مشہور ہونے سے اور بھی مجمع زائد ہو گیا تھا۔ چنانچہ آج تمام دن حضور کی حالت بدستور رہی ساتھ بجے شب کو داہنے دست مبارک کی انگشت شہادت سے اشارہ فرماکر اس لہجہ مین جیسے کسی سے کوئی مخاطب کر کے کہتا ہے فرمایا۔ اللہ ہے۔ دس بجے شب کو فرمایا کہ کیا بجا ہے۔ جناب بھائی حکیم یعقوب بیگ و نیز دیگر حضار نے عرض کیا کہ حضور دس بجے ہین۔ فرمایا "فیضو شاہ تیار ہو جاؤ۔ چار بجے چلین گے"۔ فیضو شاہ نے چیخ مار کر کہا حضور مجھکو لیتے چلیے گا۔ مین تیار ہون۔ پھر ہر چند سب نے عرض کیا کہ حضور کون کہان جائیے گا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اس جملہ نے سب کو خبط کر دیا اور بعض کو یقین کامل ہو گیا کہ اب حضور ضرور پردہ فرمائینگے۔

واضح ہو کہ حضور کی نبض غیر منتظم ہو سکتی تھی۔ کیونکہ نبض کی حرکت کا تعلق قلب سے ہے اور اولیاء کاملین کے قلب کو سکون کسی وقت نہین ہو سکتا۔ خصوص ایسے وقت مین تو اور زائد ہوتا ہے۔ جب قلب ذاکر اور شاغل ہے تو نبض کس طرح غیر منتظم ہو سکتی ہے عام لوگون کو اطمینان کامل تھا کہ ابھی کوئی حالت خطرناک نہین ہے۔ سانس کی آمد و رفت بدستور رہی۔ بلکہ آج جو سانس کی حالت تھی وہ ایسی تھی کہ ذکر شغل کی حالت صاف

مفہوم ہوتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ حضور بہت پیاری طرح ذکر فرما رہے ہین۔ اس سے قبل کسی نے شاید ذکر جلی کرتے نہ دیکھا ہوگا۔ اس خفا سے حضور ذکر اور شغل سوتے جاگتے کرتے تھے۔ کہ دیکھنے والے کو ہرگز معلوم نہوتا تھا۔

زمانہ گزشتہ مین البتہ اکثر دیکھا گیا تھا کہ جب حضور شب کو خواب استراحت فرماتے تو قلب شریف سے ایسی پیاری باریک آواز کے ساتھ ذکر کرتے معلوم ہوتا کہ کوئی بہت ہی صغیر سن بچہ نہایت خوش گلوئی سے ذکر کر رہا ہے۔ جہان ذرا بھی کوئی مخاطب ہوکر سننا چاہتا۔ فوراً آپ کھنکھارنے لگتے اور فرماتے کہ قصہ کہو۔ جب خدام قصہ گوئی مین مصروف ہوتے تو پھر حضور کے قلب سے آواز ذکر معلوم ہوتی۔

غرضکہ اسوقت ذکر جلی معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ اسی طرح رات کے بارہ بج گئے۔ آج کی رات مستورات اندر زنانے مین و نیز باہر خدام و حاضرین مثل جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب و فیضو شاہ و معروف شاہ و میان مظہر علی صاحب و رحیم شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ نے پلک نہین لگائی اور ہر وقت ساعت بساعت بذریعہ نبض کیفیت مزاج وغیرہ دیکھا کیئے چونکہ نبض کی رفتار اور حالت مزاج مین کوئی فرق نہ تھا حالت مثل روزانہ کے بدستور تھی اس خیال سے اکثر لوگ مثل بادشاہ حسین خانصاحب و راجہ دوست محمد خانصاحب و نواب عبد الشکور خانصاحب و ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب وغیرہ اپنی اپنی خوابگاہون مین آرام کرنے چلے گئے۔ قریب ۲ بجے کے تپ وغیرہ نے مفارقت کر دی۔ ہاتھ پیر سرد ہوگئے اور اب بلغم گلوئے شریف مین اکثر منجمد ہوگیا اور تھوکنے کی قوت باقی نہ رہی۔ آپ اُس

حالت مین بار بار دونون دست مبارک دراز کرکے سر مبارک اُٹھانے کا ارادہ فرماتے تھے - ایک بزرگ میرے قریب بیٹھے تھے وہ فرمانے لگے کہ "اسوقت کوئی روح پرفتوح تشریف لائی ہین جسکی تعظیم اور مصافحہ کے واسطے سر مبارک کو جنبش ہوتی ہے اور ہاتھ دراز فرماتے ہین - مگر ہم اندھون کو کیا معلوم ہوسکتا ہے"

غرضکہ اُسوقت خودبخود حاضرین کو ایسی بیقراری اور اضطرابی پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے کو خبر کرنے لگا کہ جلد چلو - راقم نے فوراً بادشاہ حسین اور راجہ دوست محمد خان صاحب کو جاکر بیدار کیا - نواب صاحب اور ٹھاکر صاحب کو بھی خبر دی - یہ لوگ سب آگئے اور مجمع ہونا شروع ہوگیا - تمام قصبہ مین گھر گھر کوئی پکار آیا - کہ جلد چلو - آدمی پر آدمی گرنے لگا - تمام مکان آدمیون سے بھر گیا - بار بار حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب و حکیم عبدالباقی خانصاحب و حکیم سلطان محمود صاحب نبض پر ہاتھ رکھتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ نبض بہت صحیح ہے کوئی مقام تردد نہین - آخر کو فیضو شاہ صاحب سے کہا گیا کہ اسوقت بلغم کا اخراج نہین ہوتا - بہتر ہوگا کہ شہد کا شربت بنا لاؤ - فیضو شاہ شربت لائے - سرہانے بیٹھکر عرض کیا کہ حضور ذرا سا شربت پی لیجیے - آپنے آنکھ کھول کر منہ مبارک کھول دیا - فیضو شاہ نے چمچہ سے شربت منہ مین دیا - آپنے پی لیا - چند ساعت کے بعد پھر شربت فیضو شاہ لائے اور بآواز بلند رو کر کہا کہ غلام کے ہاتھ سے یہ شربت پھر پی لیجیے - آپنے پی لیا - فیضو شاہ کے رونے پر میان مظہر علی اور بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب نے منع کیا کہ یہ کیا حرکت ہے - اِسوقت عورتون نے بہت اصرار کیا کہ ہم ذرا زیارت

کرلین - چنانچہ زنانہ ہوا عورتین آئین - ہمشیرہ عزیزہ یعنی اہلیہ حکیم عبدالباقی خانصاحب نے شربت چمچہ سے منھ مین دیا - اور رو رو کر کہا کہ میان میرے ہاتھ سے شربت پی لیجیے آپنے منھ کھول کر شربت پی لیا - فیضو شاہ نے اندر کمرے سے چلا کر کہا کہ اب سب چلو مردانہ ہوتا ہے غرضکہ عورتین اندر گئین - مردانہ ہوگیا - اسوقت حاضرین کا بہت مجمع تھا - حضور کے گرد خاص و عام خدام و عشاق بیٹھے تھے - حکیم سلطان محمود و ظہور اشرف شاہ و بادشاہ حسین و ٹھاکر صاحب و نواب صاحب و راجہ دوست محمد خانصاحب و میان رشید احمد صاحب و غیرہ اور بہت سے تہبند پوش و بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب و حکیم عبدالباقی خانصاحب وغیرہ وغیرہ گرد اطراف بستر کے قریب بیٹھے تھے - بھائی حکیم محمد یعقوب صاحب کے ہاتھ نبض مبارک تھی - راقم حضور کے پائنتانہ دونون پاے مبارک کے پنجے شریف یعنی قدم مبارک اپنے دونون ہاتھون سے پکڑے بیٹھا تھا - اور بھی صدہا آدمی بستر کے گرد کھڑے بیٹھے تھے - منجملہ سب کے بائین طرف میری بغل مین ایک بزرگ بلباس دنیاوی جنکا نام شاہ سلیمان صاحب گیسو دراز ملتانی تھا بیٹھے ہوے ذکر جلی کر رہے تھے - مجھ سے فرمایا کہ باہر دیکھو - مین نے صحن مکان کی طرف دیکھا - تو درخت پکریا کے پتون پر مثل جگنوؤن کے کچھ روشنی ہو کر آن واحد مین غائب ہوگئی - مجھکو گمان ہوا کہ جگنو ہین - اُن بزرگ نے فرمایا کہ "یہ وقت نزول رحمت الٰہی ہے اور ورود برکت نامتناہی کا ہے یہ اُسکے تجلیات ہین - یہ وقت خاص اجابت دعا کا ہے - جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو - اور ذکر اور اشتغال اپنا کیے جاؤ" - راقم نے اپنے دل مین یہ کہا کہ خداوند کریم مولا کو صحت بخشے

اور اگر مشیت ایزدی خلاف اسکے ہے اور وقت وصال قطعی ہے تو حضور اپنی محبت اور عشق مین انجام بخیر کرین اور میرا میلاد شریف مقبول ہو زیارت مدینہ طیبہ نصیب ہو آمین ثم آمین۔۔ اسوقت پھر عورتون نے بمنت و خوشامد اصرار کیا کہ ذرا سا پھر زیارت کرلین۔ بوقت مردانہ کرا یا گیا۔ عورتین آئین قدمبوس ہوکر اندر چلی گئین۔

غرضکہ چار بج کے ۱۴ منٹ پر بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب نبض دیکھتے تھے۔۔ دست مبارک کو ہاتھ سے پکڑے ہین۔ ہنوز حکیم صاحب کے ہاتھ مین ہاتھ حضور کا ہے اور لوگ گرد وپیش کے پوچھ رہے ہین کہ نبض کی کیا حالت ہی حکیم صاحب نے ادھر تو جواب دیا کہ نبض بہت اچھی ہے اور اُس طرف ایک دم سے نبض بند ہوگئی۔ حکیم صاحب نے ہاتھ چھوڑ کر ایک نعرہ آہ بلند کیا اور کہا کہ حضور کا وصال ہوگیا۔ روح پرفتوح نے جسم خاکی چھوڑا اور عالم بالا کی طرف پرواز کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ افسوس صد افسوس چراغ ولایت ہند گُل ہوگیا۔ عالم پر غم کا اندھیرا چھا گیا۔

واضح ہو کہ حضور نے شام ہی کو فرمایا تھا کہ چار بجے چلین گے جسکا ظہور اسوقت ہوا۔ کہ چار بج کے پندرہ منٹ پر حضور نے سفر آخرت قبول فرمایا۔ اس وقت ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا۔ اندر سے باہر تک لوگ پچھاڑین کھاتے تھے۔ راقم نے آنکھین اپنی پائے مبارک سے مل کر عرض کیا یہ آخری زیارت ہے اپنے غلام کو یاد رکھیے گا اور اپنی غلامی مین قبول فرمائیے گا۔ شیخ مظہر علی صاحب نے باواز بلند چیخ کر کہا کہ لئے یار و غم والم کرنے کے واسطے تو ہم کو چھوڑ ہی گئے ہین تمام

عمر رو دین گے۔ بھلا حضور کو موافق شرع شریف پھیر تو دو۔ چنانچہ شیخ مظہر علی صاحب وغیرہ نے فوراً جنوباً و شمالاً حضور پاک کو پھیر دیا اور ایک چٹ سفید سے لوے مبارک کو اور ایک چٹ سفید سے انگوٹھے پاے شریف کے باندھ دیے چشم مبارک خود ہی بند ہو گیئن تھین۔ اوپر سے ایک صافی ڈالدی۔ اسوقت جسم شریف سے ایک ایسی خوشبو مست پیدا ہوئی کہ جس نے ہاتھ لگایا یا جسکا کپڑا لگ گیا اسمین خوشبو آنے لگی۔

اب حاضرین کی حالت بیقراری کیا بیان ہو۔ جو حضور سے اٹھکر صحن مکان مین آتا تھا بیہوش ہو جاتا تھا۔ کوئی سر دیوار سے ٹکراتا تھا کوئی فرش زمین پر لوٹتا تھا۔ غرضکہ تمام ہند و مسلمان پچھاڑین کھاتے تھے۔ قیامت صغرا قائم تھی۔ حفاظ نے اسی وقت سے قرآن خوانی شروع کردی۔ کوئی کلمہ کوئی درود شریف کا ورد کرنے لگا لوگ گرداگرد بیٹھے ہین۔ بخور اگر وغیرہ سلگ رہا ہے۔ اسوقت مجمع اس کثرت سے ہو گیا ہے کہ اندر باہر جگہ کھڑے ہونے کی نہین ملتی ہے اور انوار و تجلیات کا کیا ذکر کیا جائے۔ ایک چادر نورانی سب کو ڈھانکے تھی۔ جو لوگ نعش اطہر کے گرد بیٹھے تھے انکی زبانون سے بلا خیال درود اور کلمہ شریف جاری تھا۔ ہرگز یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہان موت ہوئی۔ بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور آرام فرما رہے ہین۔ اور اب صافی ہٹا کر کچھ ارشاد ہوا چاہتا ہے۔ اسوقت ایک زلزلہ خفیف سا آیا۔ جس کو صدہا آدمیون نے معلوم کیا۔ بعض کو نہ معلوم ہوا۔

غرضکہ اسی گریہ و زاری مین صبح کا تڑکہ ہو گیا۔

یکم صفر المظفر یوم جمعہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۷ - اپریل ۱۹۰۵ء

صبح کے ہونے پر جب آفتاب نکلا ہے تو ایک عجیب حالت آفتاب کی تھی - کہ رنگ آفتاب زردی مائل دھندلا پن تھا - اور درمیان آفتاب کے ایک ہاتھ بھر لانبی اور بالشت بھر چوڑی سیاہی تھی - بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کی نظر پہلے آفتاب پر پڑی - لوگوں کو بُلا کر دکھایا - صدہا آدمیوں نے دیکھا - معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب گرہن میں ہے - آفتاب کی روشنی بہت کم تھی - دس بجے تک آفتاب کی یہی حالت رہی جسکو ہزارہا مرد و عورت نے بچشم خود دیکھا - الغرض اب مشورہ جائے مرقد شریف حضور پر نور نور اللہ مرقدہ کا ہونے لگا - کسی صاحب نے بذریعہ پولیس یہ کارروائی کی کہ بطور دھمکی یہ اظہار کرایا کہ اندر آبادی کے مزار نہ ہونا چاہیے - کسی نے شاہ ویس اور کسی نے دوسرے مقام پر باغواے اُنھیں حضرات کے اپنی اپنی رائے دینا شروع کی - مگر شیخ مظہر علی صاحب و حافظ حسن خانصاحب و حافظ عبد القیوم صاحب وغیرہ نے باواز بلند ظاہر کیا کہ ہم اسی مقام پر جہان بستر شریف حضور کا ہے لحد نور قرار دینگے - اگر اسمین لوگ آمادہ فوجداری ہون گے تو ہم حسب الارشاد حضور پاک براہ راست فتحپور اسی وقت لیجائینگے - اگر اس مکان مین قبر شریف لوگ نہونے دینگے تو ہم دیوہ مین دوسرے مقام پر کہین نہ منظور کرینگے - چنانچہ عباس حسین خانصاحب نے بھی تائید کی اور فرمایا کہ نبی اور ولی کا وہی مرقد کا مقام ہے جہان پر وصال ہوا ہے

اسمین بہت دیر تک بحث مباحثہ باہمی ہوتا رہا۔ لیکن کسی نے نہ سُنا اور مقام لحد انور جگہ
بستر شریف کی قرار دیکر گورکن طلب کیے گئے۔ پیر غلام کسگر مع اپنے اور چند اہل برادری کے
غسل کر کے اور پھاوڑے قبر کھودنے کے طاہر و پاک کر کے حاضر ہوا۔ اب حضور کو
مع بستر شریف کے بیچ کے در سے اُٹھاکر پورب کے در مین جنوباً و شمالاً لٹادیا اور اوپر
سے ایک رضائی گلابی نیم زری اشرفی بوٹی کی اُڑھادی۔ جس رضائی کو بروقت غسل
کے میان سلاری ساکن دیوہ لے گئے اور ادھر تو لحد انور کھدنا شروع ہوئی اور اُس
طرف سامان غسل و کفن شریف کے انتظامات ہونے لگے اور نہایت عجلت تجہیز و
تکفین مین اسوجہ سے ہونے لگی کہ اکثر مخبرون نے یہ خبر دی کہ سید صاحب نے ضلع سے
گارد منگوایا ہے۔ کچھ لوگ ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس بھیجے گئے ہین۔ مزار شریف اندر
اِس مکان کے نہونے دینگے وہ بذریعہ پولیس اس مکان پر قبضہ کرنا چاہتے ہین۔ غرضکہ
اسی قسم کی خبرین سُن سُنکر لوگون نے زیادہ جلدی تجہیز و تکفین مین کرنا شروع کی۔ پہلے یہ
رائے ہوئی کہ ایک صندوق چوبی بیر کا طیار کیا جائے جسمین جسد مبارک رکھکر صندوق
قبر مین رکھدیا جائے۔ چنانچہ عبدالصمد نورباف نے بسواری یکہ اپنے مکان مسولی سے
جاکر فوراً چند تختہ بیر چوبی کے لاکر حاضر کیے۔ مگر بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب نے
و نیز اکثر علمائے حاضر الوقت نے کتاب مسائل دیکھکر بیان کیا کہ صندوق مین اُس
مقام پر اجازت شارع علیہ السلام ہے کہ جہان زمین نرم مثل ریگ کے ہو یہان
کچھ ضرورت صندوق کی نہین ہے۔ صرف بیر کی لکڑی کے برگے حسب ضرورت

بنوائے جائین۔ بہ مزید احتیاط اُسی کے مجوسے بغلی سرہانے پاٹل نے کھڑے کرکے اُسپر بنگلے بچھا دیے جائین۔ غرضکہ درخت بیر متعدد کٹنا شروع ہوے اور بنگہ و مجوسے بہ نگرانی ملی شاہ وغیرہ نجار لوگ طیار کرنے لگے اور اس طرف کسگرون نے ایک ہل پانچ ہاتھ عمیق اور پانچ ہاتھ طول کا کھود کر طیار کیا۔ جسمین غفور وغیرہ معمارون نے اینٹ خام سے ایک صندوق بغلی مجوسہ لگا کر تین ہاتھ کا گہرا جوڑنا شروع کیا۔ بوجہ زیادہ ہونے عمق کے تین تہ اینٹ خام کی فرش زمین پر پہلے کردی گئین اُسپر سے صندوق کی جوڑائی کیگئی۔ اب دربارۂ دینے کفن شریف کے بحث پیش ہوئی کہ آیا کفن دیا جائیگا یا یہ کہ صرف تہبند شریف باندھ دیجائیگی۔ چنانچہ بعد بحث بحث مباحثہ کے یہ مقرار پایا کہ کفن شرعی کا تو ہونا ضروری ہے۔ لیکن تہبند بھی ہونا چاہیے۔ کیونکہ جس روز سے احرام شریف باندھا ہے پھر تا بہ وصال دوسرا کپڑا استعمال مین نہ آیا۔ لہذا ضرور ہونا چاہیے۔ اُسی وقت خیاط نے کفن مبارک کی قطع برید شروع کی اور ادھر سامان غسل شریف ہونے لگا۔ پہلے یہ رائے ہوئی کہ پچھم جانب دالان کے اک درے مین غسل شریف دیا جائے۔ راقم نے ایک پھاوڑا لیکر ایک گڈھا کھودنا شروع کیا۔ پھر رائے پلٹ گئی کہ اُس طرف حضور کو برائے غسل لے جانا بہت ہی امر دشوار ہے کیونکہ درمیان دالان مین لحد انور بن رہی ہے۔ اور باہر صحن مکان کثرت آدمیون سے بھرا ہوا ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ یہین قرب مین دالان کے پورب والے اک درے مین انتظام غسل شریف کیا جائے۔ غرضکہ راقم نے پچھم

اک درے کے گڈھے کو بند کرکے پورب کدرے مین ڈھائی ہاتھ کا لنبا اور ایک ہاتھ
کا چوڑا او گہرا گڈھا بخیال فراہم ہونے پانی غسل شریف کے کھود کر طیار کیا اور اُس پر دو
تختہ چوبی پیوند کرکے عبد الصمد نوریاف کے لاے ہوے بچھا دیے۔ دو بجے دن کے
قریب بنا بر غسل شریف حضور پر نور اُنھین تختون پر لائے گئے اس وقت ایک عالم ٹوٹا
پڑتا تھا۔ اسقدر کثرت و بھیڑ آدمیون کی تھی کہ اکدرے مین بالکل اندھیرا ہوگیا اور
متعدد شمع دان اور لالٹینین جلانے کی نوبت آگئی۔ چنانچہ ایک شمع مومی راقم کے
ہاتھ مین سرہانے تھی اور ایک لالٹین ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب کے ہاتھ مین داہنی طرف
بغل مین تھی اور ایک چادر بوجہ کثرت ہجوم کے اکدرے کے در مین مثل پردے کے
آڑ کر لیگئی تھی جسکو بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب وغیرہ ہاتھ سے پکڑے کھڑے
تھے۔ اب غسل شریف شروع ہوا۔ اوّل چپٹ روے مبارک اور انگوٹھے کی کھولی گئی
جو راقم نے لیکر اپنے گلے مین باندھ لی اور تہبند جو بعد وصال بدلدیا گیا تھا جسم اطہر سے
اُتار کر مخدوم حجام کے حوالہ کیا گیا اور ایک ٹکڑا چادر ہاتھ کا مثل لنگی کے نصف
جسم شریف سے ڈالدیا گیا۔ واضح ہو کہ جسوقت تہبند شریف جسم اطہر سے علیحدہ کیا گیا
اور جسم انور کھولا گیا اُسوقت مانند آفتاب کے چہرہ انور درخشان تھا اور یہ ہرگز تمیز
نہین ہوسکتی تھی کہ حضور کا وصال ہوگیا ہے ؎

ہی عاشق جانباز۔ واصل حق کا وصال   اس سرور سے چھپے یہ ہی یہ حُسن و جمال

واضح ہو کہ بحالت حیات جو بوجہ پیرانہ سالی و کبر سنی کے شکنین آگئی تھین وہ

بالکل صاف وہموار ہوکر تمام جسم اسقدر توانا وتندرست ہوگیا تھا کہ یہ معلوم نہوتا تھا۔ کہ
آپ ضعیف العمر آدمی ہین اور روے مبارک مثل گل گلاب کے تروتازہ تھا سبحان اللہ وبحمدہٖ
وقت وصل آیا جمال اس وجہ سے ہے علی وجہ الکمال اس وجہ سے
اِنَّ ھٰذَا وُجْھُہٗ وَجْہٌ وَجِیْہٌ اِنَّہٗ مِنْ نُوْرٍ وَجْہُ اللّٰہِ فِیْہِ
غرضکہ اشخاص ذیل شریک غسل شریف ہوکر اکدرے کے اندر حاضر رہے۔ یعنی شیخ
مظہر علیصاحب و حافظ عبدالقیوم صاحب و فیضو شاہ صاحب و میان رحیم شاہ صاحب
شاہ فضل حسین صاحب و نواب عبدالشکور خانصاحب و ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب و حکیم
محمد یعقوب بیگ صاحب و عبدالصمد نورباف و مخدوم حجام مع اپنے لڑکے کے اور
چند لوگ اکدرے کے درمین پردے کی آڑ سے کھڑے تھے۔ واضح ہو کہ مخدوم حجام
نے گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوے پہلے ہی سے لاکر رکھ لیے تھے منجملہ انکے
چند گھڑون مین پانی برگ سداب و گل خیرو ڈال کر جوش کیا ہوا جو معروف شاہ صاحب
کے یہان سے آیا تھا و نیز متعدد بوتلین عرق کیوڑے کی بھی لائی گئی تھین اور چند گھڑون
اور مٹی کے لوٹون مین آب زمزم بھرا تھا۔ چنانچہ حسب قاعدہ سنت سنیہ غسل شروع ہوا
شیخ مظہر علیصاحب نے دا ہنے سمت اور حافظ عبدالقیوم صاحب نے بائین جانب بیٹھکر
بدن شریف کو دھونا شروع کیا۔ فیضو شاہ صاحب نے بیسن سے سراقدس و ریش مبارک
کو ملنا شروع کیا۔ وقت ملنے سراقدس کے راقم نے اپنے ہاتھ پر سر مبارک کو اٹھالیا
تاکہ آسانی ملنے مین ہو۔ بعدہٗ پانی سراقدس پر راقم ڈالتا گیا اور فیضو شاہ صاحب دھوتے

رہے۔ جسقدر زمین تختہ پر گرا اور سر ملنے سے باقی بچا راقم نے لے لیا اور وہ روئی بھی راقم نے لے لی جو بوقت غسل بینی و گوش شریف مین بخیال پانی جانے کے لگادی گئی تھی بعدہٗ شیخ مظہر علی صاحب و حافظ عبد القیوم صاحب نے جن تھیلی یا رچی سے جسم اطہر مالش کیا تھا وہ راقم نے لیکر اپنے قبضہ مین کین۔ بعد کو جب غسل شریف پانی وغیرہ سے ہو چکا تو اسوقت کیوڑہ و آب زمزم سے بار دیگر غسل دیا گیا۔ واضح ہو کہ بروقت غسل شریف کے مکان کی چھم کوٹھری سے اسقدر آب زمزم کی زمزمیان نکلین کہ لوگ دنگ ہو گئے اور اُنکے نکالتے نکالتے عاجز آگئے۔ چنانچہ غسل شریف سے اُسوقت جسقدر آب زمزم اور کیوڑہ بچا وہ بھی راقم نے ایک گھڑے مین علیحدہ بھر لیا۔ بعد غسل کے نواب عبد الشکور خان صاحب جو ایک کنٹر عطر حنا کا لیے ہوے پائنتانے کھڑے تھے سینہ اقدس و ریش مبارک وغیرہ پر خوب لگا دیا اور راقم نے سینہ اقدس سے عطر تبرکاً پونچھ کر اپنے منھ اور سینہ اور قلب پر خوب ملا اور کچھ عطر اُس رومال مین سینہ سے پونچھ کر تر کر لیا جس رومال سے بعد غسل کے جسم اطہر پونچھا گیا تھا اور راقم نے لیکر اپنے گلے سے باندھ لیا تھا۔ بعد فراغت غسل شریف کے نعش اطہر کو بایں طور کفنانا شروع کیا۔ اول فیضو شاہ نے ایک لنگوٹ بہ رنگ زرد حضور کی کمر سے باندھ کر ایک پیچ دونون پیچ سے لاکر زیر ناف لگا دیا بعد ازان تہبند شریف با دامی زمین سُنک کو نصف حصہ کمر سے باندھ کر زیر ناف سے تا بہ ٹخنہ شریف بند کر دیا۔ باقی نصف حصہ تہبند کا ایک پیچ پشت اطہر سے نکال کر شکم مبارک اور سینہ سے اُٹھا کر گلے سے لپیٹ دیا۔ گویا جس طرح حضور حیات مین

تہمت باندھے لیلٹے ہوتے تھے لیلٹے ہین۔ بعد ازان کفن شرعی دیگر چادر تنزیب تک کی بادامی نیچے اوپر سے لپیٹ کر ایک دوسری چادر رنگ بادامی کی اوپر سے ڈالدی گئی۔ بعد ازان عطر حنا وغیرہ خوب سا تمام جنازے شریف پر بکثرت ڈالدیا گیا اور پھول گلاب وغیرہ کے بکثرت جنازہ شریف پر ڈالے گئے جو لحد انور کے اندر تک گئے۔ بلکہ راقم نے تبرکا بعد آرام فرمانے حضور کے اندر لحد انور سے پھول گلاب وغیرہ لے بھی لیے تھے۔ الغرض جنازہ شریف بعد غسل وکفن کے اسی در مین لایا گیا جہان قبل اسکے تھا۔ چنانچہ جب حضور کو جائے غسل سے دالان کے در مین لے گئے تو راقم نے فورًا ایک گھڑے مین کل پانی غسل کا مع کیچڑ تک بھرلیا۔ چونکہ اس مقام پر زمین لعل مثل ٹاپو کے تھی۔ بدین وجہ پانی صرف ایک ہی گھڑا برآمد ہوا۔ تھوڑا پانی ایک شخص عبدالصمد نوزباف ساکن مسولی کو البتہ اسوقت راقم نے دیدیا جبکہ اُسنے بہت خوشامد اور منت کی۔ باقی جملہ تبرکات غسل شریف کے باحتیاط تمام اندر زنانہ مین جاکر ایک صندوق مین راقم نے مقفل کر دیے جو ہنوز رکھے ہین ورنسلًا بعد نسل انشاء اللہ علاوہ اور تبرکات کے یہ بھی میرے یہان رہینگے۔ بعد وصال کے راقم نے وہ پوٹلیان جھانوان کرنے کی جو بروقت دورہ تپ کے حضور کے دست و پا پر ہوتی تھین لیکر باحتیاط رکھ لین۔

چنانچہ ایک مرتبہ فتحپور مین ہیضہ اس کثرت سے ہوا کہ جو شخص اسمین مبتلا ہوا پھر نہ بچا۔ میری چھوٹی لڑکی بھی سخت مبتلا ہوئی۔ قریب بارہ بجے شب کے تشنج شروع ہوکر پیشاب بند ہوگیا اور آنکھون مین حلقے پڑ گئے۔ پیٹ اور پیڑو مثل پتھر کے ہوگیا۔ ہر چند

سب تدبیرین کین مگر کچھ افاقہ نہوا اور یقین ہوگیا کہ اب موت ضرور ہوگی اسی پریشانی مین خفیف سی غنودگی آگئی تو دیکھا کہ حضور انور فرماتے ہین کہ "وہ پوٹلی گرم کرکے کیون نہین سینک دیتے ہو" معاً آنکہ کھل گئی اور پوٹلی جھانوان صندوق سے نکال کر گرم کرکے پیٹ اور پیڑو پر پھیرنا شروع کیا - اُسی وقت فوراً پیشاب ہوا اور لڑکی صبح کو اچھی ہوگئی - واضح ہو کہ اس کتاب مین جو علاج اور نسخہ جات تحریر ہین اور زمانہ علالت حضور انور کو استعمال کرائے گئے ہین - اسمین کا ہر ایک نسخہ نہایت ہی پر اثر اور سریع التاثیر ہے - جس مریض کو استعمال کرائے بہ برکت حضور کے فوراً ایک ہی نسخے مین صحت کلی حاصل ہوتی ہے -

الغرض اب یہ مشورہ ہونے لگا کہ مجمع بہت کثرت سے ہے - جنازہ شریف باہر کسی صورت سے نہین جا سکتا ہے لوگ بوسہ دینے کی غرض سے نیچے اوپر گرے پڑتے ہین - اگر صحن مکان یا باہر دروازے سے جنازہ شریف نکلا تو ہزار ہا آدمی زخمی ہو جائینگے - لہذا اسی مقام پر نماز جنازہ شریف پڑھا دی جائے -

پہلے سید ابراہیم صاحب عبا پہنے اور پگڑی باندھے تشریف لائے - کہ خیر اس وقت تو نماز مین چلکر پڑھاؤن - مگر لوگون نے نہین منظور کیا اور سب کی رائے ہوئی کہ نماز حضور کی حافظ عبد القیوم صاحب پڑھائینگے - کیونکہ حضور کی حیات مین حسب الحکم حضور والا نماز عیدین حافظ صاحب پڑھاتے تھے - پس اس وقت بھی سوائے حافظ صاحب کے کوئی دوسرا نہین پڑھا سکتا ہے - سید ابراہیم صاحب یہ مشورہ سُنکر کوٹھے پر چلے

گئے۔ راقم نے و نیز دو ایک اور حضرات نے با آواز بلند پکار کر کہا کہ نماز ہوتی ہے چونکہ اسوقت ہجوم و اژدحام اس کثرت سے تھا کہ جماعت صف بندی کے ساتھ نہ ہو سکی جو جس مقام پر کھڑا تھا وہان سے جنبش نہ کر سکا۔ حتیٰ کہ لوگون نے دیوارون اور درختون پر اور کوٹھون پر نیت نماز جنازہ باندھ لی۔ بوجہ کثرت مجمع کے نماز جنازہ چار پانچ مرتبہ مکرر پڑھائی گئی۔ بالآخر بعد فراغ نماز کے جنازہ اطہر کو لحد انور مین لانے کو اُٹھایا۔ اندر قبر شریف کے فرش زمین پر حافظ عبد القیوم صاحب اور شیخ مظہر علیصاحب اُترے اور نصف قبر شریف یعنی صندوق پر سرہانے کیطرف راقم اُترا اور پائتانہ میان شیدا صاحب اُترے اور داہنے جناب بھائی حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب اور بائین فضیحت شاہ صاحب سےتھے۔ اور اوپر فیضو شاہ صاحب و دیگر اشخاص نے جنازہ شریف کو اُٹھایا۔ راقم نے سر اقدس اپنی گود مین لیا اور میان شیدا نے پائے شریف کی طرف پکڑ کے اندر لحد انور مین میان مظہر علی صاحب اور حافظ صاحب کو دیا۔ میان مظہر علی نے روے مبارک کھول کر بوسہ پیشانی مبارک کا دیا۔ بعد ازان کچھ عطر حنا اور کیوڑا لحد انور مین چھڑک کر بنگلہ دینا شروع ہوے ایک بنگلہ بچ رہا جو راقم نے لے لیا۔ بعد بنگلہ دینے کے ایک چادر نین سُکھ کی بر نگ بادامی بنگلون پر بچھا کر اوپر سے کچھ پتے ڈال کر مٹی دینا شروع کی۔ ایک پر ایک مٹی دینے کو گرا پڑتا تھا۔ غرضکہ پانچ بجے تک مٹی دیتے رہے۔ قبر شریف ایک بالشت بلند ہو گئی سب لوگ اس کار ضروری سے فارغ ہو گئے۔ بعد فراغت پھر تو ایک عجیب عالم پیدا ہوا۔ کوئی شخص اپنے آپ مین نہ تھا اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ ہر وقت یہی ٹھ گولہ

گھر گھر تھا۔ ہر شخص کی زبان پر حضور کا ذکر تھا۔ یہ خبر قیامت اثر فوراً مثل تار کے دور دور پہونچ چکی تھی ہر چہار سمت سے آدمیون کے گروہ چلے آتے تھے۔ بہت سے ایسے عاشق زار آئے کہ لحد انور دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے اور گھنٹون ہوش نہ آیا۔ غرضکہ آمد مریدین کا ایک سلسلہ جاری رہا۔ چودھری لطافت حسین صاحب کی باری کا زمانہ تھا۔ اُنھون نے بہت ہی سیر چشمی سے اہل تعزیت و تیمارداروں کی مہمان نوازی کی۔ قریب پانچ بجے کے فیضو شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ تھانہ دار صاحب کرسی کے مع گارد کے بلوائے گئے ہین وہ آکر فیضو شاہ کو باہر کردین گے اور کمرہ کوٹھری مین قفل ڈالدینگے۔ اِس خبر کو سُنکر پہلے تو فیضو شاہ بہت غیض مین آئے کہ ہمکو کون نکال سکتا ہے مگر سمجھانے پر کچھ غصہ فرو ہوا۔ لیکن تاہم کچھ تہبند لوگون کو تقسیم کرنا شروع کردیے اور یہ ارادہ اپنا ظاہر کیا کہ کُل تہبند اور اسباب وغیرہ اندوختہ ہمارا ہے حضرت صاحب سے کیا واسطہ تھا۔ ہم اُنھین کے نام پر اسوقت لٹائے دیتے ہین۔ چنانچہ ایک گٹھری تہبندون کی جو جسم اطہر کے بندھے ہوے تھے۔ راقم کو بھی دی اور پھر قریب چالیس پچاس تہبندون کے بانٹنے کی نوبت آئی تھی کہ تھانہ دار صاحب مع چند کانسٹبلان و چوکیداران کے ہمراہ چودھری ظہیر الدین صاحب قریب مغرب کے پہونچے اور اُسی طرح مع جوتہ وردی کے اندر کمرہ کے داخل ہوکر فیضو شاہ صاحب کو ایک مینی دوگوش صرف ایک کمل دیکر باہر کمرے کے نکالدیا اور کوٹھری کمرے کو مقفل کرکے مُہر لگادی۔ اور ایک کانسٹبل اور دو چوکیدارون کو واسطے نگرانی کے مقرر کرکے

حکم دیا کہ جسوقت کوئی مالک قرار دیا جائیگا اُسکو کُنجی کمرے کی دیجائیگی۔ ہمارے مکان یعنی زنانے دروازے کو بھی بند رہنے کا حکم دیدیا کہ کوئی اندر سے اس طرف نہ آنے پائے۔ غرضکہ اِس واقعے سے اکثر لوگ بہت متاسف ہوے کہ یہ آستانہ اِس انتظام کے لائق نہ تھا۔ جو آج پولیس وغیرہ کا پہرہ چوکی ہوا ہے یہ صرف فیضو شاہ کی نحوست و رخست کا ثمرہ ہے جو یہ نوبت پہونچی کہ خلاف مزاج اُس سلطان لاطمع کے خفیہ اندوختہ کیا۔ آج جسکی یہ سزا و ذلت اُنکو ہوئی۔ کاش کہ حضور کی حیات ہی مین یہ سب پھینک پھانک لُٹا پٹا دیا ہوتا۔ تو اسوقت کون فیضو شاہ کا ہاتھ پکڑنے والا تھا۔

۲ صفر یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء

جس وقت سے حضور کا وصال ہوا ہے اُسیوقت سے صدہا حفاظ قرآن خوانی پر مستعد ہوگئے رات دن مزار انور پر قرآن خوانی ہونے لگی۔ ایک مسہری کار چوب کی جسکے ڈنڈے چاندی کے ہین مزار اقدس پر لگائی گئی۔ چادرین بکثرت چڑھنا شروع ہوگئین۔ جو مُرید یا معتقد آتا تھا بکثرت خیر خیرات کرتا تھا۔ آج بہت کثرت و بھیڑ آدمیون کی ہوگئی ہے۔ دور دور سے لوگ آنے لگے ہین۔ شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقدار سیدنپور بھی براے شرکت فاتحہ سیوم آگئے و نیز میان غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف و شاہ التفات احمد صاحب سجادہ نشین رُدولی شریف بھی تشریف لائے اب جابجا مشورہ واسطے سجادہ نشینی کے بھی ہونے لگا۔ اکثر لوگ اتفاق رائے سید صاحب

کی طرف کرتے تھے اور بہت سے اسکے خلاف تھے۔ چنانچہ ایک کمیٹی بھی خاص
اِس معاملہ کے طے کرنے کی غرض سے ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب کے مکان مین شب کو قرار دیگئی
جسمین بہت سے فقرا تہمت پوش ورا کثر رؤسا ومعتقدین وغیرہ شریک تھے اول دو ایک
صاحبان نے سید صاحب کی سجادگی کے واسطے اپنی رائے ظاہر کی کہ اسوقت مین
سوائے سید صاحب کے دوسرا شخص مستحق سجادگی کا نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ سید صاحب
حضرت قبلۂ عالم کی ہمشیرہ کے نواسے کہلاتے ہین۔ اتنی قربت قریبہ کسی کو نہین ہے
اِس رائے پر بہت سے تہمت پوش معزز اصحاب و اہل دنیا خلاف رائے ہو کر یہ کہنے
لگے کہ صاحبو یہ سجادگی کوئی جدّی میراث نہین ہے کہ باپ کے بعد بیٹا مستحق ہے
یہ منزل فقر ہے حضور فخر الاولیا کو اگر گدی نشینی منظور ہوتی تو اپنی حیات مین خود وصیّت
فرمادیتے۔ جیساکہ فقیر شاہ اور رسول شاہ کو عین وصال کے روز تہمت عطا فرماکر مرید فرمایا
تھا۔ اُسی طرح حضور کسی کو سجادہ نشین بھی مقرر فرمادیتے۔ بلکہ برعکس اسکے حضور پاک ہمیشہ
اِسی دن کے خیال سے یہی فرماتے رہے کہ ہماری منزل عشق کی ہے۔ ہمارے یہان
سجادگی اور گدی نشینی کچھ نہین ہے۔ یہ پیرزادون کے یہان ہوتا ہے۔ ہمسے جو محبت
کرے وہ ہمارا ہے خواہ چمار ہو خواہ بھنگی ہو۔ بھلا یارو سونچو تو کہ جب حضور خود ہی
اِس سجادگی کو ناپسند فرما چکے۔ پھر ہم کیون خلاف مرشد پاک کے راہ اختیار کرین اور
کیون کسی کی گدی نشینی منظور کرین۔ اب ہاں ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار ہے آپ
لوگ چاہے جسکو سجادہ نشین بنادیجئے۔ آپ لوگون کو اختیار ہے۔ ہم لوگ ہرگز خلاف

حکم اپنے پیر مرشد کے اس سجادگی اور گدی نشینی کو منظور اور پسند نہین کرتے - غرضکہ اس وقت کمیٹی برخاست ہوگئی اور کوئی بات طے نہ پائی -

خلاصہ یہ کہ بابت سجادہ نشینی کے جابجا بحث مباحثہ ہوتا رہا - علاوہ چند رؤسا کے جو سید صاحب کے واسطے اتفاق رائے کرتے تھے - باقی عام فقرا و مریدین خاص بالکل خلاف رہے

آج انتظام پخت و پز بھی کل فاتحہ سیوم کیواسطے ہونا شروع ہوا - بادشاہ حسین خان صاحب اور راجہ دوست محمد خان صاحب اور شیخ عنایت اللہ صاحب اور راجہ محمد شیر خانصاحب وغیرہ وغیرہ نے واسطے تقسیم پخت کے پانچ سو روپیہ چودھری ظہیر الدین صاحب کو دیا کہ آپ لکھنؤ سے مادہ و شکر و گھی و چاول وغیرہ فوراً منگوا کر انتظام پخت شروع کرادین - چنانچہ چودھری صاحب نے نہایت ہی مستعدی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا - تمام جوارین و دور دور حفاظ و قرآن خوان لوگون کو خبر فاتحہ سیوم پہونچادیگئی تھی جو رات ہی سے آنا شروع ہوگئے تھے اور مزار شریف پر ایک مجمع کثیر ہزار ہا حفاظ کا رات ہی سے ہونے لگا - قرآن خوانی رات ہی سے شروع ہوگئی - صدہا شمعدان جابجا روشن کردیے گئے - ہزارہا مریدین نے قرآن پاک ہدیہ لا کر حضور کے نام پر تقسیم کرنا شروع کردیے -

۳ - صفر یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۹ - اپریل ۱۹۰۵ء

آج علی الصباح مزار شریف پر تمام صحن مکان مین و دیگر مقامات پر فرش بچھایا گیا

حاضرین کا مجمع صبح سے ہونا شروع گیا گیا۔ قریب دس بارہ ہزار آدمی کے اسوقت مجمع مزار شریف پر ہوگیا۔ قرآن خوانی تو تمام شب ہوا کی۔ ہزار قرآن پاک صبح ہوتے ہوتے ختم ہو گئے۔ نو بجے صبح کو قل کا وقت مقرر کیا گیا۔ اسوقت میان معروف شاہ صاحب کوٹھے پر سید صاحب کے پاس بلوائے گئے۔ اور انسے چند معاہدات حلف کیے گئے اور انکو اس امر پر مستعد کر دیا کہ آپ بعد قل ختم ہونے کے تہمت سید صاحب کو باندھ دین۔ معروف شاہ صاحب نے خلاف رائے شب کے اسوقت اقرار کر لیا۔ غرضکہ نو بجے قل شروع ہوا۔ حضار مریدین و معتقدین نے اپنے حسب حوصلہ کسی نے شیرینی اور کسی نے شربت بنوا کر محفل مین حاضر کیا۔ صدہا گھڑے شربت اور منون مٹھائی کا ڈھیر لگ گیا۔ بعد اختتام قل کے میان بیدم شاہ اور مولوی احمد شاہ نے بہ خوش الحانی سلام پڑھا۔ جسکے پڑھنے پر تمام محفل مین واویلا مچ گیا بعد ازان دیکھا گیا کہ ایک سینی مین تہمت کوٹھے پر سے سید صاحب کیواسطے آیا اور وہ سینی محفل مین رکھی گئی اور میان غلام جیلانی صاحب و شاہ التفات احمد صاحب وغیرہ پیرزادگان صاحبان سے کہا گیا کہ آپ بھی شریک تہبند بندی ہون انھون نے فرمایا کہ ہمارے پیران طریقت مین دستار بندی کا طریقہ ہے۔ تہبند تو وہی شخص بندھوا سکتا ہے جو تہمت پوش ہو۔ چنانچہ معروف شاہ صاحب مع سید صاحب کے صحن مکان محفل سے اٹھکر اندر دالان مین پچھم طرف یعنی مزار شریف کے قریب داہنے طرف آکر کھڑے ہوے اور سینی بھی لائی گئی۔ معروف شاہ نے سید صاحب کا

انگرکھا اور ٹوپی وغیرہ اُتروا کر مخدوم حجام کو حوالہ کیا اور بعد اُسکے سینی سے تہمت نکالا جو زرد رنگ کا تھا۔ تہمت کو مزار شریف پر معروف شاہ صاحب نے رکھکر دونون ہاتھون سے مثل مس کرنے خوب دابا بعدہ قبر شریف سے اُٹھا کر اپنے بائین طرف سینہ قلب پر دونون ہاتھ سے خوب زور کے ساتھ دبا کر یعنی مس کر کے پھر سید صاحب کے باندھدیا۔ اُسکے بعد حاضرین محفل کو مخاطب کر کے بطریق اسپیچ دربارۂ عملدرآمد حسب قرار باہمی جو سید صاحب نے حلف درمیان دیکر کیا تھا بیان کرنا شروع کیا جسکا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

"کہ مین نے آج تہمت سید محمد ابراہیم صاحب کو بخیال منتظم آستانہ پاک قرار دیکر بندھوایا ہے نہ یہ کہ سجادہ نشینی کے خیال سے۔ سجادگی ہماری سرکار مین وصیت نہ تھی۔ نہ مجھکو کوئی حق اس اختیار سے بندھوانیکا حاصل ہے۔ سید صاحب بطور منتظم آستانہ پاک کے آیندہ رونق کی خاطر مدارات مثل حیات حضور کے کرتے رہین گے اور دیگر انتظامات سابقہ بدستور قائم رہین گے جس طرح حیات حضور مین انتظام خدمات خدام آستانہ پاک کو حاصل تھے بدستور رہینگے۔ اسمین کوئی عمل جدید نہوگا۔ فیضو شاہ بدستور اپنی خدمت مزار پر مقرر رہینگے۔ کنجی کوٹھری اور کمرے کی بذریعہ بادشاہ حسین خان صاحب فیضو شاہ کو آج ہی دیدیجائیگی۔ فیضو شاہ کو اختیار ہے کہ اسباب اندوختۂ خود کو تقسیم کردین یا بدستور رکھین۔ سید صاحب کو کوئی اختیار اُسکے لینے کا حاصل نہین ہے۔ اور نہ کوئی دوسرا باز پرس کر سکتا ہے۔ مستقیم شاہ صاحبہ مرحومہ کا خاندان جو پچاس برس سے حضور پاک کی خدمت مین اپنا گھر بار چھوڑ کر مع بال بچون کے خدمت کرتا رہا ہے

اور حضور پاک نے انہین لوگون مین اپنی عمر کو تمام کیا اور اپنا عزیز و خون جگر سمجھا اور بارہا فرمایا کہ ہمارے اہلبیت مستقیم شاہ کا خاندان ہے - چنانچہ یہ لوگ بدستور اسی مکان مین مقیم رہین گے - بوقت تعمیر مزار شریف اگر ان کا مکان زنانہ شامل آستانہ ہوگا تو پہلے انکے واسطے مکان دوسرا بنادیا جائیگا - اُسوقت اس مکان سے یہ علیحدہ ہون گے - انکے حقوق تہبند اور چادرین یا نقد وجنس جو حضور نے اپنی حیات مین مقرر فرمائے ہین بدستور ملتے رہین گے دیوہ کے رؤسا و باشندگان کو جس طرح تہبند چادر میلہ وغیرہ مین حضور سے تقسیم ہوتی تھین برابر بدستور ملتی رہین گی - میان بخشش علی صاحب اور شیخ مظہر علی صاحب و حافظ عبدالقیوم صاحب اور رحیم شاہ صاحب بدستور منتظم میلہ شاہ ویسن رہینگے" اسپر میان مظہر علی صاحب نے جواب دیا کہ میرا نام نکال ڈالیے مین اب تعلق میلہ وغیرہ کا نہین رکھتا - غرضکہ اسی طرح تمامی انتظامات سابقہ کو بدستور قائم رہنے کا اعلان معروف شاہ صاحب نے کیا -

بعد ختم اس رسم کے محفل برخاست ہوئی - سید صاحب کوٹھے پر تشریف لیگئے اُسیوقت سے عوام الناس مرید ہونا شروع ہوے اور نظرین بھی گذرنا شروع ہوگئین چھ بجے تک قریب باون روپیہ کے نظر مین آیا جسکو سید صاحب نے فیضو شاہ کے سپرد کیا - واضح ہو کہ بعد وصال حضور پاک کے شبانہ روز مزار شریف پر صدہا قل و میلاد شریف ہوا کیے جو خدام اور معتقدین سے آتا وہ اپنے حسب حوصلہ قرآن خوانی یا میلاد شریف کراکے قل کراتا تھا - چنانچہ چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رامدانہ جنکو خدمت باریِ خورد نوش آیندہ و روندہ در حینیانہ سرکاری مین بھی نصیب تھی انکو سہوا

لوگون نے فاتحہ سیوم کے مصارف مین شریک نہ کیا۔ جس کی وجہ سے سخت ملال چودھری صاحب کو ہوا اور اُنھون نے علیحدہ بطور خود قُل کیا۔ سَو روپیہ کی شیرینی منگوا کر اور ایک چادر نیم زری کی نہایت بیش قیمت مزار پر ڈال کر فاتحہ قل کرایا۔ اِسی طرح بہت سے خدام نے بطور خود علیحدہ قل کرائے۔ نام بنام کہان تک لکھون اکثر معتقدین نے مزار شریف پر اپنی طرف سے دو دو ایک ایک حفاظ دوامی دوازدہ ماہ کے واسطے برائے ایصال ثواب روح پر فتوح کے قرآن خوانی کو مقرر کر دیے جو ہمیشہ پڑھتے رہینگے۔ غرضکہ ہر ملت اور مذہب کے لوگ حضور پر نور کے وصال سے متاسف تھے اور برسم تعزیت ہر فرقے کے لوگ آتے تھے۔ ونیز اُمراء وحکام یورپین کے اکثر خطوط تعزیت بنام سید صاحب و معروف شاہ صاحب و رحیم شاہ صاحب و شاہ فضل حسین صاحب وغیرہ آنے لگے۔ غرضکہ یہ مجمع آمد و رفت مریدین و معتقدین کا جاری رہا اور قُل ور قرآن خوانی ہوتی رہی۔

اے عاشقان وارثی آگاہ ہو کہ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ شہنشاہ والاجاہ سلطان التارکین سرتاج الواصلین خواجہ خواجگان غوث دوران فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ الشیوخ سید السادات امام الاولیا جناب حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب آیات من آیات اللہ کا ہم ظاہر بینون کی نظرون سے اوجھل ہو جانا یا اُس آفتاب ولایت ماہتاب ہدایت کا عارضی ابر کے پردے مین چھپ جانا یا اُس شاہد بیباک کا حجاب عظمت پسند فرمانا۔ یا اُس سلطان دوجہان خسرو ارباب شہود کا اقلیم وجود سے دست کشی اختیار

لکر لینا واقعی ایک سانحہ الم فرسا اور واقعہ قیامت نما ہے کہ محتاج بیان نہین ہے ؎

قافلہ سالار سفر کر گیا — قافلے کو زیر زبر کر گیا

ایسا کون سا سنگدل ہوگا کہ جو اس صدمہ جانکاہ سے نہ دہل گیا ہوگا اور کون سا صاحبدل ہوگا کہ جسکی روح پر اسکا اثر وحشت انگیز نہوا ہوگا - جہان بساط مسرت بچھی تھی اور زمزمہ و نغمہاے طرب انگیز کی پکار تھی - آج ہم وہان صف ماتم دیکھ رہے ہین - مرثیون و نوحون کا شور ہے - ہندوستان ہی کیا بلکہ ایک جہان ہے کہ سُنسان نظر آتا ہے ؎

سر رحسین پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا — ہزارون بلبلین تھین چہچہے تھے شور تھا غل تھا
خزان کے بعد جب دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین — کہے تھا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

کاش اس دن کے آنے سے پہلے ہی ہم پیوند زمین ہو جاتے - اب جینا دوبھر ہے زندگی کا تو لطف ہی نہین - ہاے جدھر دیکھتے ہین اندھیر نظر آتا ہے جی نکلا جاتا ہے - کیا کرین کدھر چلے جائین - آہ وہ نکھری ہوئی صحبت ارباب صدق و صفا کی - آہ وہ آستانہ عرش اعلیٰ پر شاہ شہریار کا ہجوم - آہ وہ خدا پرستون کا جمگھٹا اور نعرہاے روح افزا کا شور ؎

ہرا بھرا تھا جو باغ دل ہی آج ہو کا مقام ہے — غم و یاس کی وہ ہوا چلی کہ بس اب خدا ہی کا نام ہے
وہی وہی کنج بن وہی وہی ٹھور — اودھو اک شیام بن بھئے اوسکے اور

حق تو یہ ہے کہ ایک خوشنما موتیون کی لڑی تھی جو آناً فاناً بکھر گئی - یا ایک نفیس و رنگین پھولون کا گلدستہ تھا کہ منتشر ہو گیا - اللہ اللہ کیا آن کی آن مین زمانے نے الٹ پھیر دکھایا ہے - کہ سارے لطف خواب و خیال ہو گئے - اب تو جب تک جیتے ہین ناکامی قسمت کا

رونا ہے۔ باوجودیکہ وہ ذات پاک بابرکات جیسی تھی ویسی ہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک رہیگی اسمین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوسکتا ہے وہ اس بوش سے پاک و منزہ ہی۔ یہ عالم انتظام کے موافق حجاب ظاہری ہے مگر افسوس اگر ہے تو اسیقدر ہے سے

بابیٹھتے تھے چھپے سے ہم اُنکی بزم مین ۔ اب حکم ہے کہ کوئی ہو آئے پکار کے

(رباعی)

منعم تجھے آئے کوئی مشکل بھاری ۔ کر روضۂ وارث پہ تو جاکر زاری
سوتا نہ سمجھ اُنکو ذرا آنکھین کھول ۔ اُس سوتے سے ہی فیض کا چشمہ جاری

(حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ)

ہین یہ مزار خواب راحت مین حضور ۔ اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہ ستر خفی ہے عین اعلان وظہور ۔ فانوس مین شمع ساری محفل مین نور

(دیگر)

تھے نور خدا نور خدا مین ہوے شامل ۔ کیا مرتبہ قرب ہوا آپ کو حاصل
کیا راہ تھی ہوتے ہی روان ہوگئی منزل ۔ نقطے کی طرح دائرے مین ہوگئے داخل

ممکن نہین اب موج جُدا ہو لب جو سے
کیا رنگ ملا رنگ مین بو ملگئی بو سے ۔

واضح ہو کہ راقم نے جو واقعہ قفل اندازی بروز وصال جناب امام الاولیا تحریر کیا ہے اُسکا مختصر نتیجہ یہ ہوا کہ بعد اختتام فاتحہ سیوم وغیرہ کے جب تمام مریدین حضور

فخرالاولیا کے دیوہ شریف سے چلے گئے اور میدان خالی ہوگیا اور سید صاحب کا تسلط کسی قدر ہوگیا اسوقت بقول ۔ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ۔ کا مضمون پیش ہوا اور انتظامات جدیدہ ہونا شروع ہوئے اور بہت ہی سختی کے ساتھ احکامات جاری ہونے لگے ۔ چنانچہ علاوہ دوسرے خدام آستانہ کے جنکے قلع وقمع کی بحث ہنوز زیر تجویز تھی ۔ اول حاجی فیضو شاہ صاحب کی مزاج پرسی کیگئی ۔ کیونکہ یہ غریب خاص حضوری کے خادم تھے اور نقد وجنس اُس کمرۂ مقفل مین انہین کی غفلت اور خست کا اندوختہ تھا ۔ چنانچہ بمصداق نزلہ بر عضو ضعیف میریزد ۔ بدل برقوی میریزد کا مضمون انہین پر صادق آیا اور یہ مضمون ذیل انہین پر ختم ہوا ۔

شیخ جی محفل رندان مین بہت آئے گئے ۔ خوب سے لاچا سمجھے کچھ وعظ بھی فرماتے گئے
پہلے تو رند بہت کچھ انھین سمجھاتے گئے ۔ آخرالامر وہ اس طرح نکلوا سے گئے

پا بدست دیگران دست بدست دیگران

سیوم کے تیسرے روز سہ پہر کو تھانہ دار صاحب و سید صاحب و چودھری صاحب مع ملازمان خود تشریف لائے اور فیضو شاہ سے کہا گیا کہ کنجی کمرے کی سید صاحب کو دیگئی ۔ تم آئین سے ایک وہاں تک نہین پا سکتے ہو اور بہتالے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر سید صاحب کی خدمت مین مثل علی حضرت کے رہنا پسند کرو تو خیر پڑے رہو ۔ ورنہ اسیوقت اپنا بوریہ بدھنا اُٹھاو ۔ فیضو شاہ صاحب تم اُسیوقت ایک جینی دو گوشہ لنگوٹا جھاڑتے ہوئے نکال باہر کیے گئے ۔ معروف شاہ صاحب کے یہان اُنھون نے

دم لیا۔ اور یہان کمرے کھول کر کل نقد و جنس بذریعہ ملازمان چودھری صاحب کو ٹھے پر سید صاحب کے یہان ڈھلنا شروع ہوا۔ غرضکہ اس واقعے سے اور خلاف معاہدے کے وقوع مین آنے سے تمام خدام آستانہ خائف و ترسان ہوگئے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر متوحش ہوا کہ دیکھیے اب کس پر وار ہوتا ہے۔ لوگ سمٹنا شروع ہوے۔ ایک ایک کھسکنے لگا۔ اندر ایک ہی سال کے ہم لوگون کی طرف بھی توجہ ہوئی۔ چونکہ بڑا کانٹا ہم لوگ تھے جو ہمیشہ حیات حضور سے لوگون کی نگاہو مین کھٹک رہے تھے۔ اب سید صاحب کو ہم لوگون کی طرف سے بھی برانگیختہ کرکے دست درازی کرنے کا موقع لوگون کے ہاتھ آیا اور چھیڑ چھاڑ شروع کردی ہم لوگون کی عدم موجودگی مین ہمارے مکان مسکونہ کو منہدم کرانا چاہا اور ایک کونا جبراً گروا دیا۔ مستورات پر سخت مظالم اور تشدد کہ مکان خالی کرو۔ اسوقت بذریعہ تار عزیزی حکیم عبداللطیف لکھیم پور سے اور راقم فتحپور سے آئے۔ بہت کچھ منت و سماجت سید صاحب سے کی۔ مگر کچھ پذیرا نہوئی۔ نوبت باین رسید کہ بہشتی اور بھنگی بند کردیے۔ محرم کا مہینہ تھا تین روز تک ہمارے معصوم بچے بے آب و دانہ تڑپا کیے۔ اسوقت پڑوس کے پنڈت صاحب نے ترس کھاکر اپنے کہار کے ہاتھ مسماۃ سادھن کے گھر مین سے خفیہ طور پر ہمکو پانی دیا۔ جب جی مین جی آیا۔ مجبوراً ضلع سے گارد منگواکر اپنی جانون کی حفاظت کی۔ لوگون نے عدالت تک نوبت پہونچادی۔ کچھ روز مقدمہ بازی ہوا کی۔ آخر کو ہم لوگون نے یہ خیال کیا کہ جب وہ ذات سراپا برکات نہین رہی جسکے نام سے ہم یہان آباد تھے۔ جس کے ہم کھلاتے تھے۔ ہماری عزت حرمت سب جسکی بدولت تھی تو اب یہان سکونت اختیار کرنا

بالکل بیکار اور آبروریزی کا باعث ہے۔ پس مکان مسکونہ کو نذر مزار شریف کر کے فتح پور چلے آئے۔

ہمارے تعلقات

آخر مین یہ اضافہ کرنا بے موقع نہین کہ ہمارے تعلقات اعلیحضرت سے اس واسطے غیر معمولی تھے۔ کہ جب سفر حجاز سے حضور واپس ہوے تو فتحپور تشریف لائے۔ اُسوقت حضور ساتوین دن گولر کی ترکاری کھاتے تھے۔ ہمارے نانا صاحب سے فرمایا کہ تمہاری ایک لڑکی فقیر ہو جائیگی۔ وہ سمجھے کہ دو لڑکیاں بیوہ ہین انین سے شاید کوئی فقیر ہو جائیگی مگر اسکے خلاف دسوین محرم کو ہماری چھوٹی خالہ صاحبہ پر جنکی عمر اسوقت چودہ ۱۴ سال کی تھی۔ جذب کی کیفیت طاری ہوئی اور بعد چند روز کے وہ فقیر ہو گئین۔ اعلی حضرت نے انکا نام مستقیم شاہ رکھا۔ جناب عالیہ کی عمر پچاس سال کی ہوئی اور تمام عمر حضرت کی خدمت گذاری مین صرف فرمائی۔ جناب عالیہ کے ذکر و اذکار کو ایک دفتر چاہیے۔ چونکہ جناب عالیہ دیوے مین قیام فرماتی تھین۔ اسواسطے جناب ماموں حکیم شیر محمد خانصاحب مرحوم نے ایک مکان انکے لیے بنوا دیا۔ اسمین حضرت صاحب سفر سے آکر قیام فرماتے تھے اسکے بعد ایک پختہ مکان جناب مولوی سید شرف الدین صاحب جج نے بنوا دیا۔

ہمارے خاندان کے تمام مرد اور عورتین اعلی حضرت کی خدمت مین رہتے تھے۔ اور سال بھر مین کئی بار اعلیحضرت فتحپور مین تشریف لاتے تھے۔ یہان بھی ایک مکان اعلیحضرت کے

لیے الگ بنوا دیا گیا تھا۔

ہم لوگوں نے کبھی اعلیحضرت کی خدمت دنیا طلبی کے لیے نہین کی۔ ورنہ ہم لوگوں کو بہت موقع حاصل تھا۔ لاکھوں کی دولت گھر مین بھر لیتے اور ہزاروں کی املاک پیدا کر لیتے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا تمام خاندان ہمیشہ محسود رہا۔ کبھی کسی کو موقع شکایت وحسد کا نہین ملا۔

ہمارے خاندان کے مرد اور عورتین ہمیشہ حضرت کی مسرت و خوشی کے لیے ہر قسم کی قربانی کو تیار رہتے تھے۔ دراصل پیر پرستی کا شیوہ ہم لوگوں سے اچھا کوئی نہین جانتا۔ اور ہمکو اس پر فخر ہے کہ ہمارے تمام خاندان کی اطاعت سے حضور اقدس تا دمِ وصال خوش رہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خادم
مرزا محمد منعم بیگ وارثی

تقریظ و تاریخ کتاب سوانح عمری قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین حضرت سیدی و مولائی مرشدی و ملجائی جناب حاجی سید وارث علی شاہ صاحب دیوی نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ چکیدہ قلم فصاحت رقم جناب مولوی حکیم محمد عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی

مئے توحید کا ہے دور دورہ — لنڈھائیں مست وحدت جام عرفان
جنھیں روشبلی و سرمد کی ہے بزم — ہے شمع بزم پیر سے فروشان
جناب شاہ وارث قطب عالم — حریم دین و ایمان قبلۂ جان
روان مصطفیٰ و جان زہرا — شگفتہ نخل باغ شاہ مردان
سرور قلب و نور چشم شبر — جگر بند و دل شاہ شہیدان
پھلے پھولے ریاض طبع منعم — کھلائے جسنے یہ گلہائے خندان
کیا تالیف وہ رنگین صحیفہ — جو ہی رشک بہار باغ رضوان
وہ الفاظ و معانی کے کھلے گل — ہوئی بے رنگ سعدی کی گلستان
رخ پر نور وارث کا جو ہے ذکر — بنا ہر دائرہ مہر درخشان
جو زلف عنبریں کی مدح لکھی — ہوا سطرون سے پیدا سنبلستان

قدر عنلے وارث کی صفت نے — کیا تمام جہان مین محشرستان

لب معجز بیان کی درفشانی — کلید قفل گنج راز پنہان

کہان ہین تشنگان بادۂ شوق — چلین لوٹین بہار حسن جانان

حکیم برہم والا گہر نے — جو چھاپی وہ کتاب نور افشان

مٹا کفر و ضلالت کا اندھیرا — کہ چمکا دین حق کا مہر تابان

خجستہ واقعات پیر پڑھ کر — ہوے پیر و جوان مسرور شادان

لکھا کوثر نے سال طبع رنگین

شمیم گل حدیث قطب دوران

۱۲۳۴ھ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اردو میں [illegible] کتابیں ایک ایک [illegible]

[illegible] نصابی [illegible] کتابیں ایک ایک [illegible]

۲- [illegible] کی کتابیں ایک ایک [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible] ایم۔ اے ال ال بی [illegible]

۳- [illegible] کتابیں [illegible]

۴- [illegible] قسم کی کتابیں [illegible] جاری کی جا سکیں گی [illegible]

۵- [illegible] کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- [illegible] کتابیں [illegible]

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۸- قلمی نسخے [illegible] والے کی کتابیں [illegible] جاری نہیں [illegible] فقط